خاندانِ نقشبندیہ
کی
علمی خدمات

تحقیقی مقالہ: برائے پی۔ ایچ۔ ڈی (جامعہ سندھ)

زیرِ نگرانی

جناب ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب

پروفیسر و صدر شعبۂ تقابلِ ادیان و ثقافتِ اسلامی۔ جامعہ سندھ۔ جامشورو

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خان
ایم۔ اے
پی ایچ ڈی

سنہ ۱۹۸۸ء

Marfat.com

خاندانِ نقشبندیہ
کی
علمی خدمات

تحقیقی مقالہ: برائے پی۔ ایچ۔ ڈی (جامعہ سندھ)

زیرِ نگرانی

جناب ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب

پروفیسر و صدر شعبۂ تقابل ادیان و ثقافت اسلامی۔ جامعہ سندھ۔ جامشورو

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خان ایم۔ اے
پی ایچ ڈی

سنہ ۱۹۸۸ء

Marfat.com

یہ ناچیز کتاب
استاذِ گرامی فاضلِ سامی

مولانا ڈاکٹر ابوالفتح صغیرالدین صاحب مدظلہ

کے نامِ نامی پر تعنون کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

ع اگرچہ نیک نیم خاک پائے ندکانم

احقر — آفتاب احمد خان

المصطفیٰ اکادمی

ڈی ۴۵ - بلاک سی ۲ - یونٹ ۸ - لطیف آباد
حیدرآباد (سندھ) پاکستان

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب اوّل ابتدائیہ	۱۲
	باطنیت اور تصوّف	۱۳
	تصوّف کا پس منظر	۲۰
	تصوّف کیا ہے ؟	۲۴
	تصوّف اور تقویٰ	۲۹
	انسانِ کامل	۳۷
	ذکر اللہ ج	۳۹
	باب دوم	
	سلسلۂ نقشبندیہ	۵۶
	خصوصیات خواجہ نقشبندؒ	۶۱
	اصطلاحات صوفیۂ نقشبندیہ	۶۹
	وحدۃ الوجود ۔ اور وحدۃ الشہود	۸۸
	شجرۂ خاندان نقشبندیہ	۹۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب سوم	
	اولیاے نقشبندیہ کی علمی و ادبی خدمات	۱۰۹
	متقدمین :-	
	شروع سے خواجہ محمد امکنکی رح تک	
	حضرت ابوسعید ابوالخیر رح	۱۰۹
	امام غزالی رح	۱۱۰
	حضرت داتا گنج بخش رح	۱۱۱
	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رح	۱۱۲
	حضرت ابوالمجد مجدد سنائی رح	۱۱۳
	حضرت عبدالخالق غجدوانی رح	۱۱۵
	حضرت عارف ریوگری رح	۱۱۹
	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح	۱۲۱
	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رح	۱۲۱
	حضرت سید امیر کلال رح	۱۲۳
	مولانا شہاب الدین رح	۱۲۵
	حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رح	۱۲۶
	حضرت حافظ شیرازی رح	۱۳۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت خواجہ محمد پارسا رح	۱۳۳
	مولانا یعقوب چرخی رح	۱۳۷
	خواجہ علاء الدین عطار رح	۱۴۵
	خواجہ عبید اللہ احرار رح	۱۴۷
	مولانا عبد الرحمٰن جامی رح	۱۵۰
	حضرت جلال ہروی رح	۱۵۳
	فخر الدین علی بن حسین الواعظ کاشفی رح	۱۵۶
	مولانا محمد زاہد رح	۱۵۹
	باب چہارم (متوسطین)	۱۶۴
	(حضرت خواجہ باقی باللہ رح سے خواجہ احمد سعید رح تک)	
	حضرت خواجہ باقی باللہ رح	۱۶۶
	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ	۲۰۲
	حضرت خواجہ محمد سعید رح	۲۲۱
	حضرت خواجہ محمد معصوم رح	۲۲۴
	میر محمد نعمان رح	۲۳۳
	محمد صالح کولابی رح	۲۳۴
	خواجہ محمد ہاشم کشمی رح	۲۳۶
	حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رح	۲۴۲
	حضرت حجۃ اللہ: محمد نقشبند رح	۲۴۶

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت شیخ محمد عبید اللہؒ (مروج الشریعہ)	۲۴۹
	حضرت خواجہ سیف الدینؒ	۲۵۱
	خواجہ محمد باقر لاہوریؒ	۲۵۵
	صوفی پاینده محمدؒ	۲۵۸
	حضرت خواجہ عبدالاحد وحدتؒ شاہ گلؒ"	۲۶۲
	شاہ عبدالرحیم دہلویؒ	۲۶۷
	شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۲۷۰
	شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ	۲۷۶
	شاہ رفیع الدین محدّث دہلویؒ	۲۷۹
	حضرت شاہ عبدالقادر۔ محدّث دہلویؒ	۲۸۲
	حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ	۲۸۵
	حضرت شاہ غلام علیؒ	۲۸۷
	مولانا نعیم اللہ بہرائچیؒ	۲۹۳
	حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	۲۹۵
	شاہ ابوسعید مجدّدیؒ	۲۹۸
	شاہ رؤف احمد رافتؒ	۳۰۱
	حضرت شاہ احمد سعیدؒ	۳۰۴

Marfat.com

تذکرہ نمبر		صفحہ نمبر
	باب پنجم	۳۱۰
	تتمہ	
	اولیاء سے پیروان پاکستان	۳۱۱
	حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین مجددیؒ	۳۱۱
	مولانا زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ	۳۱۵
	شاہ محمد مسعود۔ محدث دہلویؒ	۳۱۷
	مولانا احمد حسین خان امروہویؒ	۳۲۰
	مولانا ہدایت اللہ علیؒ۔ رام پوری	۳۲۵
	حضرت سید محمد عبدالحلیم شاہ امروہویؒ	۳۲۸

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	حسین حلمی الیشبوق (ترکیہ)	۳۳۱
	اولیائے سرحد	۳۳۳
	حضرت عبداللہ۔ المعروف بہ حاجی بہادر	۳۳۳
	حاجی دوست محمد قندہاریؒ	۳۳۸
	خواجہ محمد عثمان دامانیؒ	۳۴۱
	مولانا عبدالغفور عباسیؒ	۳۴۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
اولیائے پنجاب	۳۴۷
مولانا عبدالواحدؒ	۳۴۷
مولانا امان اللہؒ	۳۴۷
حاجی محمد نقشبندیؒ	۳۴۷
شیخ عبدالمجید نقشبندیؒ	۳۴۸
شیخ محمد کلیؒ	۳۴۸
حافظ محمودؒ	۳۴۸
شیخ الہ دادؒ	۳۴۸
مولانا عبدالمومنؒ	۳۴۸
ملا شیر محمدؒ	۳۴۸
ملا جمال تلویؒ	۳۴۸
شیخ حامد تہاریؒ	۳۴۸
شیخ محمد باقر لاہوریؒ	۳۴۸
شیخ سعدی بلغاریؒ	۳۴۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	شیخ محمود شاہؒ	۳۴۹
	محمد سلیم الدینؒ	۳۴۹
	وجیہ الدین پیر زہدیؒ	۳۴۹
	مولانا غلام محی الدین قصوریؒ	۳۵۱
	مولانا عبدالرسول قصوریؒ	۳۵۴
	مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	۳۵۶
	مولانا محمد حسنؒ	۳۵۹
	اولیائے سندھ	۳۶۳
	شاہ صدرالدینؒ	۳۶۷
	حضرت فقیراللہ علویؒ	۳۷۱
	ابوالحسن داہری نقشبندیؒ	۳۷۳
	اولیائے لواری شریف	۳۷۴
	خواجہ عبدالرحمٰن فاروقیؒ	۳۸۰
	خواجہ محمد حسن جانؒ	۳۸۴
	خواجہ عبدالرحمٰن مجددیؒ	۳۸۶

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مولانا شاہ زوار حسینؒ	۳۹۱
	حضرت پیر ایرانی مولانا مصطفےٰ صبغۃ اللہ شاہؒ	۳۹۵
	اولیاے بلوچستان	۴۰۰
	حاجی محمد صدیق بلوچ مستونگیؒ	۴۰۰
	مولانا عبد الحکیم ناناصاحبؒ	۴۰۲
	مولانا محمد عبد اللہ درخانیؒ	۴۰۳
	خواجہ فیض الحق جان چشمویؒ	۴۰۴
	حاجی آغا عبد اللہ جان ہدویؒ	۴۰۵
	کتابیات	۴۱۰

Marfat.com

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اس عاجز کو مقالہ لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ چوں کہ اس عاجز کو تھوڑی سی وابستگی (برائے نام سہی) سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ سے حاصل ہے، اس لیے خیال ہوا کہ اس بزرگ سلسلے کی خدمات پر کیوں نہ لکھا جائے اور اس کے شاندار کارناموں پر سے پردہ کیوں نہ ہٹایا جائے۔ چناں چہ یہاں صرف یہ بات ملحوظ رہی ہے کہ ان بزرگوں کی تمام تصانیف کا ذکر یکجا ہو جائے تاکہ ہم کو معلوم ہو سکے کہ انھوں نے کتنا بڑا علمی ذخیرہ ہمارے لیے یادگار چھوڑا ہے۔

لفظ علم چونکہ ادب کو بھی شامل ہے اس لیے علمی خدمات کے ضمن میں کہیں کہیں ادبی خدمات کی صراحت بھی کر دی گئی ہے۔ لیکن میں کیا اور میرا مقالہ کیا!

یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے فضلِ خاص، بزرگوں کی دعاؤں اور میرے محترم استاد حضرت مولانا ڈاکٹر ابو الفتح محمد صغیر الدین صاحب مدظلہ، (صدر شعبۂ اسلامک کلچر و شعبۂ تقابل ادیان) کی شفقتوں سے ہوا ہے اور اب سوائے شکر اور شکریے کے، میرے پاس کچھ ہے بھی تو نہیں ع ہزار شکر، مرا یادِ مہرباں آید

احقر

آفتاب احمد خان

Marfat.com

باب اوّل

باطنیت (MYSTICISM) اور تصوف

(MYSTICISM) (باطنیت) یا موجودہ اصطلاح میں "تصوف" اور اس کا عقیدہ بھی مابہ البحث رہا ہے۔ R.M. JONES[1] کا خیال ہے کہ لفظ MYSTICISM کا تعلق دو[2] مختلف المعنی جرمن لفظوں سے ہے یعنی (۱) MYSTIZISMUS (مابعد الطبیعیاتی افکار) اور (۲) MYSTIK (خدا اور انسان کے باطنی تعلقات)۔ پھر حق تعالیٰ کے ساتھ روح کے بے واسطہ رابطے کے لیے یہ اصطلاح یا اس کا مفہوم استعمال ہوتا رہا۔ کیونکہ ہر قوم اور ہر ملت جب عہدِ طفولیت سے نکل کر دماغی ارتقاء کے دور سے گزرتی ہے تو اسے یہ رابطہ ضرور درپیش ہوتا ہے اور ذاتِ حقیقی سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہونا اُس کی تاریخ میں ایک واقعہ لازمی ہوا کرتا ہے۔ چینی، مصری، ہندی، عبرانی، ایرانی، رومی اور یونانی قوموں میں اس قسم کے خیالات پائے گئے ہیں اور اب بھی کسی نہ کسی صورت میں اس فطری لگن کا ظہور ہوتا ہے۔

ظہورِ اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی حکومت اور زرتشتی[3] مذہب کا دور دورہ

---

[1] یہاں سے دوسرے عنوان "تصوف کا پس منظر" سے پہلے تک کے مباحث زیادہ تر JAMES HASTINGS کے مرتب کردہ ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION & ETHICS (VOLUME IX)

(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

Marfat.com

تھا۔ زرتشتی مذہب میں خیر اور شر دو قوتوں کا عقیدہ تھا اور ا[illegible]
ثنوی المذہب کہلاتے تھے۔ آریائی دیوتا اسورا (یا اہورا) کہلاتے تھے۔ زرتشت
نے اس لفظ میں مزدا کا اضافہ کرکے مزدا اہورا یا اہورا مزدا کا لفظ خدائے
برحق کے لیے استعمال کیا ہے اور وہ اسی طاقت کو خالقِ کائنات اور ربّ العلمین
مانتا ہے۔ اُس نے آریائی دیوتا کو شیطان یا خداوندِ اہل دروغ (آکو، دروگ)
کہا ہے اور اگنی وغیرہ کو فرشتہ قرار دیا ہے۔ اور گاتھائیں جو انگرہ مینو (اہرمن
یا خردِ خبیث) کی مذمت کی گئی ہے وہ اہورا مزدا کا مقابل نہیں ہے بلکہ سپنتا
مَینو (سپنتمن یا خردِ مقدس) کا مقابل ہے۔ یعنی وہ اہرمن (خردِ خبیث)
اور یزداں کی باہمی آویزش نہیں ہے۔ زرتشت کے نزدیک انسان کا فرض ہے کہ
وہ دنیا کو حقیر جانے اور عمر بھر دروغ (شیطان۔ اہرمن) سے جنگ کرتا رہے۔
اُس نے ہومت (پندارِ نیک)، ہوخت (گفتارِ نیک) اور ہودرشت (کردارِ نیک)
پر زور دیا ہے۔ وہ قربانی، فدیہ اور مسکرات کا منکر ہے لیکن قیامت، میزان،
حساب کتاب، بہشت، دوزخ، برزخ وغیرہ کا معتقد ہے۔ ان معتقدات سے
واضح ہے کہ زرتشتی مذہب، ہندوستانی مذہب (آریائی مذہب) سے بہت
کچھ مختلف ہے اور توحید سے قریب تر ہے۔ تاہم اس مذہب میں باطنیت
MYSTICISM جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ زرتشتی مذہب میں
ZERVANITES ایک فرقہ ضرور تھا جو محیطِ کُل اور علتِ اُولیٰ کا

سے ماخوذ ہیں۔ (EDINBURGH 1953) P.P. 83 - 117

۲؎ پروفیسر براؤن نے تاریخ ادبیاتِ ایران (انگریزی)۔ جلد اول صفحہ ۲۸ میں
زرتشت کے زمانے کے تعین میں اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ بعض کا خیال ہے کہ اٹھارہ سو یا دو ہزار
یا چھ ہزار قبل مسیح میں تھے اور بعض کا خیال ہے کہ ساتویں صدی قبل مسیح میں تھے۔

Marfat.com

قائل تھا۔ لیکن اس فرقے اور اس عقیدے کو خود ایران میں کوئی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔

باطنیت سے متعلق نظریات دوسرے ملکوں میں بھی موجود تھے۔ قدیم ممالک اور قدیم اقوام میں چین بھی کبھی ایسے نظریات رکھتا تھا۔ وہاں (یوں ق م ۵۷۰) LAO-TSE کے نظریات (چھٹی صدی قبل مسیح) پائے گئے ہیں کہ وہ TAO کو ایک ایسی حقیقت تسلیم کرتا تھا جو خالقِ کائنات سے پہلے موجود تھی۔ اس کے نزدیک وہ ایسی طاقت ہے جو بے رنگ، بے آواز اور غیر مادّی ہے۔ وہ نہ دکھائی دیتی ہے، نہ سنائی دیتی ہے اور نہ سمجھی جا سکتی ہے۔ وہ ازلی قوت ہے اور کائنات کی تخلیق اسی کی رہینِ منّت ہے۔ یہ اصطلاح (TAO) پہلے بھی چین میں موجود تھی لیکن وہ ایک آسمانی صفت سمجھی جاتی تھی۔ LAO-TSE کے شاگرد CHUANG-TSE (CHANG-TSU) نے اس نظریے کو وسعت دی۔ استاد کا خیال تھا کہ TAO کی حقیقت کو صرف وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو ازلی طور پر دنیوی خواہشات سے پاک ہے۔ شاگرد نے بھی انسان کامل اور حکیمِ فرزانہ کو دنیوی خواہشات سے مبرّا قرار دیا کہ ایسا شخص بظاہر انسانی شکل میں ہوتا ہے، لیکن انسانی خواہشات سے پاک ہوتا ہے۔ پھر یہ نظریہ وسعت پا کر اس طرح مشہور ہوا کہ جو شخص بھی TAO ہوگا وہ ہر دنیوی خواہش، عیش و آرام، مال و دولت اور راحتوں سے مبرّا ہوگا۔ لیکن استاد نے TAO کو ایک بے حس و حرکت حقیقت سمجھا اور ساتھ ہی فعّال بھی قرار دیا۔ چنانچہ شاگرد کو بھی بے عملی کے لیے تعلیم دی۔ غرض کہ یہ نظریات عملی دنیا میں مقبول نہ ہو سکے۔ مؤرخین نے HINDU MYSTICISM (ہندو باطنیت) کے چار دور قائم کیے ہیں:۔ (۱) ویدوں کا زمانہ جو دیوتاؤں کا عہد ہے لیکن اس عہد میں

Marfat.com

کہیں کہیں عرفان کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے۔ (۲) اُپنشد کا زمانہ ۔ جب کہ ویدانت کو عروج حاصل تھا اور وحدت الوجود پر بہت زور دیا گیا تھا۔ (۳) مہابھارت کا زمانہ جب کہ گیتا کی تعلیم اور کرشن کے نغمے عام ہوئے۔ اور وحدت الوجود پر خصوصی توجہ دی گئی ۔ (۴) بھگتی کا عقیدہ۔ اس میں فلسفہ کم اور محبت کا عنصر زیادہ تھا۔

ہندو ویدانت جس کا ماخذ اُپنشد ہے کائنات کی کثرت میں وحدت کا متلاشی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ روح کا رابطہ صرف ذاتِ حق سے مستحکم کیا جائے یعنی سالک کو چاہیے کہ وہ خود کو وحدتِ مطلق میں فنا کردے۔ پھر ویدانت کے دو اسکول ہیں۔ ایک کا عقیدہ یہ ہے کہ خالق نے کائنات میں حلول کیا ہے اور کائنات سے باہر اس کا وجود نہیں اور چونکہ وہ حقیقی بھی ہے اور غیر محدود بھی ہے، اس لیے کائنات بھی حقیقی اور غیر محدود ہے۔ دوسرا اسکول کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا تمام چیزیں باطل اور محض اعتباری ہیں یعنی صرف وہ حقیقت ہے اور کائنات مجاز ہے جو اس کا مظہر یا پرتو ہے اور اس کو کائنات کی مدد سے ادراک نہیں کر سکتے۔ لیکن جسمانی تعلقات کا بندھن توڑنے سے اُس کو پا سکتے ہیں۔ اُس کے بغیر نہ تو تناسخ کے چکر سے نکلا جا سکتا ہے اور نہ معرفت کا حصول ہو سکتا ہے اور معرفت صرف یہ ہے کہ آتما (روح) کو پرماتما (خدا) میں فنا کر دیا جائے۔ اسی فنائیت کو IDEALISTIE PANTHEISM یا مثالی وجودیت کہا جاتا ہے۔

ویدانت کے یہ دونوں اسکول منتی کے ہیں۔ مبتدی کے لیے مذہبی رسوم کی پابندی لازمی ہے۔ منتی کے نزدیک خالق (برہما) صفات سے پاک (نرگن) اور غیر موجود فی الخارج IMPERSONAL ہے اور مبتدی کے نزدیک وہ

Marfat.com

صفات سے متصف اور موجود فی الخارج PERSONAL ہے۔

ویدانت کی تعلیم سب سے پہلے بادرائن نے، پھر آٹھویں صدی عیسوی میں اُپنشد کے شارح شنکر آچاریہ نے دی۔ ان کے بعد گیارہویں صدی عیسوی میں رامانج نے اس کو رواج دیا۔ شنکر آچاریہ نے عرفان کو وصالِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا تھا اور رامانج نے عشق کو نجاتِ ابدی کا وسیلہ کہا۔ غرض کہ ہندو مذہب میں ویدانت (عرفان) اور وحدت الوجود کا اعتقاد راسخ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایکو برہم ودیتو ناستے (صرف وہ باقی ہے اور کائنات کچھ نہیں ہے)

ہندوستان کے دوسرے مذاہب میں بدھ مت صرف فنا کا قائل ہے۔ فنا کے بعد بقا اُن کے نزدیک بے معنی ہے۔ بلکہ اس مت میں تو وجودِ باری کا عقیدہ بھی مفقود ہے۔ وہ صرف خودی کو مٹا کر عدمِ محض میں پہنچنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی کو نِروان کہتے ہیں۔ وہ روح کو عمل کے نتائج اور آواگون کے چکر سے نجات دلوانے کے قائل ہیں۔ جین مت بھی روح کو عمل کی دنیا سے بے تعلق کرنے کا قائل ہے۔ یعنی یہ دونوں مت ایک سلبی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ویدانت کی حیثیت ایجابی ہے۔

ان کے بعد مسیحی مذہب آتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو لاہوتی اور ناسوتی دو حیثیتیں دی گئی ہیں لیکن رہبانیت پر زور ہے۔ لے دے کر اسی کو معرفت کہہ دیا جائے تو اور بات ہے۔ بعض یورپی علماء کا خیال ہے کہ مسیحی MYSTIC ISM محض یہودیت سے مستعار ہے اور یہودیت میں تالمودی خیال یہ ہے کہ خدا کا مسکن کائنات ہے اور کائنات کا مسکن خدا نہیں ہے یعنی کائنات، خدا کا مظہر ہے۔ پھر یہودیت کو جب اسکندریہ میں فروغ ہوا تو اس کے خیال میں افلاطون اور ارسطو کے خیالات بھی شامل ہو گئے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

افلاطون (۴۲۷ - ۳۴۷ ق م) پہلا شخص تھا جس نے بتایا کہ نفسِ انسانی

Marfat.com

(یا روح) کو بطورِ خود کُلّیات کا علم حاصل ہو سکتا ہے، کیوں کہ نفس کو اپنی کسی سابق زندگی میں کُلّیات (حق، حُسن اور خیر مطلق[1]) کا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے اور اسی تجربے سے اُسے موجودہ زندگی میں مدد ملتی ہے۔ گویا اس کے نزدیک علم کی دو قسمیں ہیں (۱) کُلّی (عالمِ مثال سے) اور جزئی (عالمِ ظاہر سے)۔ عالمِ ظاہر کے تجربات عالمِ مثال کی یاد دلاتے ہیں۔ اور یہی حق مطلق ہے جو اس دنیا میں مختلف مظاہر کے اندر جلوہ گر ہے اور نفس کی معراج یہ ہے کہ اُس (حق مطلق) کے اخلاق سے متخلّق ہو کر اس سے واصل ہو جائے۔ پھر فلاطینوس (PLOTINUS) (۲۰۴ - ۲۷۰ ع) نے اس دبستان کو جو افلاطونیتِ جدید کے نام سے مشہور ہے علمی حلقوں میں مقبول بنایا اور اسی کی وجہ سے یونانی باطنیت کو فروغ حاصل ہوا۔

فلاطینوس کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیائے محسوسات میں رُوح ایک اجنبی کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ در اصل روحِ اعظم کا پرتو ہے۔ روحِ اعظم کو جب منظور ہوا کہ اپنی صورت کا مشاہدہ کرے تو کائنات ظہور میں آ گئی۔ روح نا قابلِ تقسیم ہے۔ روح نہ پیدا ہوتی ہے، نہ فنا ہوتی ہے۔ البتہ جو روح دنیا میں گناہ سے آلودہ ہو جاتی ہے تو اُسے تناسخ کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ روح کو آخری اور ابدی اقدار یعنی حق۔ حُسن اور خیر کا تحقّق صرف روحانی زندگی میں ممکن ہے اور اسی کا نام جنّت ہے۔ اس طرح یہ نظام تینوں شعبوں پر مشتمل ہے (۱) روحِ اعظم

---

[1] عدل، حسن اور محبت بھی ان کلیات کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ دیکھیں ہنری ٹامس کی GREAT PHILOSOPHERS (نیویارک ۱۹۵۰ء) صفحہ ۱۷

Marfat.com

(۲) عالم مثال اور روح اور (۳) عالم ناسوت ۔ روحِ اعظم، واحد، غیر متناہی، سرچشمۂ حیات، علّتِ مطلقہ اور وجودِ حقیقی ہے۔ روحِ اعظم سے عقل کا ظہور ہوا جو اس کی مظہرِ کامل ہے۔ عقل سے روح وجود میں آئی جو عقل کی طرح غیر مادّی ہے اور روح کو عقل سے وہی نسبت ہے جو عقل کو واحدِ حقیقی سے ہے۔

عقل اور عالم ناسوت کے درمیان روح ایک واسطے کا حکم رکھتی ہے۔ اگر روح اس دنیا کے علائق سے وابستہ ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اخلاق فاضلہ کی مدد سے اپنی اصلاح کرے[۲]۔

ارسطو (۳۸۴ - ۳۲۲ ق م) نے خدا کو خالق نہیں کہا بلکہ کائنات کا محرّک کہا ہے۔ اس کے خیال میں خالق ہمیشہ بہتر سے بہتر کی خواہش کرتا ہے اور خدا تو ہر لحاظ سے کامل و مکمّل ہے۔ اسے ایسی خواہش نہیں ہو سکتی۔ اُس کی مثال ایک حسین صورت جیسی ہے جو خاموش ہے لیکن سب کو حرکت میں لاتے ہوئے ہے۔ اس لیے انسانی دماغ جو ہر جذبے سے پاک ہو وہ ایسے بے نیاز خدا تک پہنچ سکتا ہے لیکن انسانی قلب جو غم و الم میں گرفتار ہو وہ ایک مہربان خدا کی تلاش ہی میں رہا کرتا ہے۔ بہر حال وہ ایک ایسے انسان کو مثالی سمجھتا ہے جو دوسروں کا بھلا کرنے میں خوش ہوتا ہے اور ایسا جذبہ ایک مہربان خدا کے بندے ہی میں ہو سکتا ہے[۳]۔

---

[۲] پروفیسر ضیاء احمد۔ مباحث و مسائل (دہلی ۱۹۶۸ء)۔ صفحہ ۱۶-۱۷

[۳] ہنری ٹامس GREAT PHILOSOPHERS صفحہ ۲۶-۳۱۔

Marfat.com

نفسِ انسانی یا روح کے متعلق اُس کا کوئی فلسفہ خاص نہیں ہے۔
یہاں تک تو مختلف فلاسفہ اور مفکرین کا ذکر ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کسی نے "تزکیہ" اور "تصفیہ" اور اس کے طریقے پہ زور نہیں دیا۔ اس لیے ظاہر ہے کہ فکر و عقل کی بات عمل میں نہیں آئی اور بقول علامہ اقبال کے :-

افکار کے نغمہ ہائے بے صوت ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت

تصوّف کا پس منظر

سورۃ آل عمران (۱۶۴) میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں :- لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

= بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں انھی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ لوگ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ تزکیہ اور تصفیہ بھی فرماتے ہیں تاکہ لوگوں کی باطنی بیماریاں دور ہو جائیں اور وہ مزکّٰی و مُطَہَّر ہو جائیں۔

حقیقت میں یہی خصوصیت تصوّف کی بنیاد ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کو اسی وجہ سے مزکّٰی و مطہّر بنا دیا تھا اور آپؐ کی صحبت میں رہ کر اُن کا درجہ انبیاء

---

[1] اس سے ملتی جلتی آیتیں اور بھی ہیں جیسے البقرہ (۱۵۱) اور الجمعہ (۲)۔

Marfat.com

بنی اسرائیل (علیہم السلام) جیسا ہو گیا تھا۔ ایک حدیث ہے :-

خیرالقرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

= سب سے اچھا زمانہ میرا ہے، پھر وہ زمانہ جو میرے زمانے سے ملا ہوا ہے، پھر وہ زمانہ جو اُس زمانے سے ملا ہوا ہے جو میرے زمانے سے ملا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اُستاد، ازل سے ابد تک کوئی نہیں، اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شاگرد بھی ایسے ہوئے جو ہر زمانے کے لیے مثالی کردار رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ خود ان صحابۂ کرامؓ کی صحبت ان کے شاگردوں کے لیے بے مثل نعمت تھی۔ حضرت حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) سے جو تابعین میں سے تھے اُن کے ایک شاگرد نے دریافت کیا، کہ آپ نے تو صحابۂ کرام کو دیکھا ہے وہ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اُن کو دیکھتے تو سمجھتے کہ وہ سب کے سب دیوانے ہیں اور اگر وہ تم کو دیکھتے تو سمجھتے کہ جس شیطان کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے وہ تم ہو۔

اللہ اللہ، ایک ہی قرن میں کس قدر فرق ہو گیا، تو پھر ہمارے زمانے کے لوگوں کی اُن صحابۂ کرامؓ کی نظر میں کیا حیثیت ہو گی!

صحابۂ کرامؓ شمع رسالتؐ کے پروانے تھے، اس لیے اپنی ہر چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے آگے قربان تھی، جان، مال، آل و اولاد سب کچھ ایک اشارے پر فدا کر دی جاتی تھی اور دین کی خاطر سب کچھ چھوڑ کر ہزاروں میل دور تشریف لے جاتے تھے۔

یہ سب کچھ "وَيُزَكِّيهِمْ" کی عملی تفسیر ہے۔ پھر اُن کی، عبادت

Marfat.com

کی کیفیت اس فرمان کی تابع تھی :-

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (حدیثِ جبریل۔ بخاری) -

= احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو ایسا نہ کر سکے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے تو یوں خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

اسی لیے صحابۂ کرامؓ کی عبادت (احسان) کی کیفیت یہ تھی کہ وہ سراپا خشوع وخضوع بن جاتے تھے اور ان کو ماسوا اللہ کا ہوش نہیں رہتا تھا۔

" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے، دن کو اکثر روزے رکھتے، خصوصاً موسم گرما روزے ہی میں بسر ہوتا۔ خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس وحرکت نظر آتے۔ رقت اس قدر طاری ہوتی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔ خوفِ محشر اور عبرت پذیری سے دنیا کا ذرّہ ذرّہ اُن کے لیے سرمایۂ عبرت تھا۔ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو کہتے کاش، میں درخت ہی ہوتا، کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا۔ کسی باغ کی طرف گزرتے اور چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہِ سرد کھینچ کر فرماتے، اے پرندو! تمھیں مبارک ہو کہ دنیا میں چُرتے چُگتے ہو، درخت کے سایے میں بیٹھتے ہو اور قیامت میں تمھارا کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش، ابوبکر بھی تمھاری طرح ہوتا۔ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے

تمام لوگ جمع ہو جاتے ۔ نرم دلی اور رقتِ قلب کے باعث بات بات پر آہِ سرد کھینچتے تھے ۔ یہاں تک کہ " اَوَّاہٌ مُنیب " اُن کا نام ہو گیا تھا ۔ ①

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا ۔ وہ بھی خشوع و خضوع کے ساتھ رات رات بھر نمازیں پڑھتے ، صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وامر اھلک بالصلوٰۃ ۔ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر، یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا۔ اور اس سے اس قدر متأثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی ۔ حضرت عبداللہ رضؓ بن شدّاد کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا، لیکن حضرت عمرؓ یہ آیت اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہ پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی سے کہا کہ تم کو یہ پسند ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے ، ہجرت کی ، جہاد اور نیک عمل کیے ، اس کے بدلے میں دوزخ سے بچ جائیں ، اور عذاب و ثواب برابر ہو جائے ، بولے خدا کی قسم نہیں ، ہم نے آپ کے بعد بھی روزے رکھے ، نمازیں پڑھیں ، بہت سے نیک کام کیے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے ، ہم کو ان اعمال سے بڑی بڑی توقعات ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ، مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ آپ عذاب سے بچ جائیں اور نیکی اور بدی برابر ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

کہ کاش میں پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی" آپؓ فرماتے کہ اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں، تب بھی مواخذہ کا خوف زائل نہ ہوگا کہ شاید وہ ایک بدقسمت انسان میں ہی ہوں۔[۲]

اسی طرح کے واقعات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے متعلق مذکور ہیں۔ لیکن امتدادِ زمانہ سے یہ کیفیات شاذ ہوگئیں اور لوگوں میں دین کے لیے ایسا عشق اور شغف نہیں رہا یا کم ہوگیا، اسی لیے تبع تابعینؒ کے بعد ہمارے بزرگوں نے شریعت کی تبلیغ اور دین سے شغف پیدا کرنے کے لیے مختلف مسنون اذکار کو رائج کرنے کی کوشش کی ۔ اور مختلف اذکار (اور ان کے جلی اور خفی ہونے کی) وجہ سے ان سلاسل کے مختلف نام مشہور ہوگئے۔ لیکن ان سب کا واحد مقصد للّٰہیت ہے جس کے لیے خشیتِ الٰہی اور اتباعِ شریعت لازم ہے ۔ اور جن کے بغیر دین کو دین ہی کہنا صحیح نہ ہوگا۔ حضرت سعدیؒ نے صحیح فرمایا ہے کہ :-

خلافِ پیمبرؐ کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

تصوّف کیا ہے ؟

امام ابوبکر بن اسحٰقؒ چوتھی صدی ہجری کے بزرگ تھے جنھوں نے صوفیہ کے عقائد اور احوال پر تعرف کتاب لکھی تھی اور وہ اس موضوع پر قدیم ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ انھوں نے باب ۳۴ میں لکھا ہے :-

جنید بغدادی (م ۲۹۸ھ) فرماتے ہیں : تصوّف، اوقات کی محافظت کرنے کا نام ہے اور حفظِ اوقات یہ ہے کہ بندہ اپنی حدود کے سوا

---

[۲] ایضاً۔ صفحہ ۱۶۱ - ۱۶۲

Marfat.com

کسی اور چیز کی طرف نگاہ نہ رکھے اور اپنے رب کے سوا کسی اور کے ساتھ موافقت نہ کرے اور اپنے وقت کے سوا کسی اور کا ساتھ نہ دے۔

ابن عطاؒ (م۔ سنہ ۳۰۹ھ) فرماتے ہیں :۔ حق تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار رہنے کا نام تصوّف ہے۔

ابو یعقوبؒ سوسی[1] فرماتے ہیں : صوفی وہ ہے جو کسی چیز کے چھن جانے سے بے قرار نہ ہو اور نہ کسی چیز کی تلاش میں اپنے آپ کو تھکائے۔

کسی نے جنیدؒ (م۔ سنہ ۲۹۸ھ) سے پوچھا : تصوف کیا ہے؟ فرمایا : باطن کا حق تعالیٰ کے ساتھ پیوست ہو جانا اور یہ کیفیت صرف اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس، روح کی قوت اور حق کے ساتھ قائم رہنے کی وجہ سے اسباب سے بے تعلق ہو چکا ہو۔

کسی نے شبلی (م۔ سنہ ۳۳۴ھ) سے دریافت کیا : صوفیوں کو صوفی کیوں کہا گیا؟ فرمایا : اس لیے کہ انھوں نے موجودہ طریقوں کو اپنایا اور اپنا خاص وصف ثابت کیا۔ اگر وہ پہلے طریقوں کو مٹانے کی رسم ڈالتے تو صوفی کو رسم ڈالنے والا کہا جاتا۔ اُن کو ان کے وصف کے ثابت کرنے والے نے ان رسموں سے اتارا ہے۔ شبلیؒ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ متحقق صوفی کی کوئی رسم ہوتی ہے یا کوئی وصف ہو سکتا ہے۔

ابو یزید طیفورؒ (م۔ سنہ ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں : صوفی خدا کی گود میں بچے کی طرح ہوتے ہیں[2]

امام ابوبکر بن اسحٰقؒ نے اسی طرح دوسرے بزرگوں کے اقوال

---

[1] یہ ابو یعقوب نہرجوری (م سنہ ۳۰۳ھ) کے استاد تھے۔

[2] تعرّف مترجم۔ (لاہور سنہ ۱۳۹۱ھ) صفحہ ۱۳۸

Marfat.com

نقل کیے ہیں۔ بعض کتابوں میں یہ اقوال بھی آتے ہیں :-

(الف) ابن السماکؒ (م ۱۸۳ھ) فرماتے ہیں :- التصوّف ترک التکلّف (یعنی بناوٹ ترک کر کے خلوص اختیار کرنا)

(ب) معروف کرخیؒ (م ۲۰۰ھ) کے نزدیک تصوّف، حق کو لے لینے اور ماسوا کو ترک کر دینے سے عبارت ہے۔

(ج) حضرت جنیدؒ (م ۲۹۸ھ) سے کسی نے تصوّف کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا: التصوّف ھو تصفیۃ الخیال (تصوّف، خیال کی درستی کا نام ہے)۔

(د) ابوسہل صعلوکیؒ (م ۳۶۹ھ) کا قول ہے :- التصوّف الاعراض عن الاعتراض (تصوّف، اعتراض سے روگردانی کا نام ہے)۔

شیخ ابو علی قزوینیؒ نے تصوّف کی تعبیر اخلاقِ رضیہ سے کی ہے۔

ابو محمدؒ فرماتے ہیں: اخلاقِ حسنہ سے اتصاف اور اخلاقِ سیئہ سے انحراف، صوفی کی شان ہے۔

ابو الحسین نوریؒ (معاصرِ جنیدؒ) فرماتے ہیں: ھو تعمیر الظاھر والباطن[۳]

بہرحال امام ابوبکر بن اسحاقؒ لکھتے ہیں کہ :-

---

[۳] پروفیسر ضیاء احمد بدایونیؒ مباحث و مسائل (دہلی ۱۹۶۹ء) صفحہ ۳۶-۳۷۔ مولانا جامیؒ کے قول کے مطابق سب سے پہلے صوفی کا لقب ابو ہاشم کوفیؒ (متوفی ۱۵۰ھ) کو ملا۔ بعض کے نزدیک اُن کے معاصر جابر بن حیان کوفیؒ سب سے پہلے اس لقب سے پکارے گئے۔ صوفیہ کے طریق کی وضاحت سب سے پہلے ذوالنّون مصریؒ (م ۲۴۵ھ) نے کی۔ پھر جنید بغدادیؒ نے طریقت کو وسعت دی اور اُس پر لکھا۔ پھر شبلی (م ۳۳۴ھ) نے طریقت کی باقاعدہ اشاعت کی۔ بعض کا خیال ہے کہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(صوفیہ سے متعلق) تمام اوصاف اور ان ناموں کے تمام معانی اس قوم کے ناموں اور القاب میں جمع ہو گئے ہیں اور اُن کے حق میں یہ تمام عبارات درست اور مآخذ قریب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ بظاہر الفاظ مختلف ہیں مگر معانی ایک ہیں۔ اس لیے کہ اگر اسے صفا اور صفوت سے ماخوذ سمجھا جائے تو اسم نسبت صفویّہ ہوگا (پھر تخفیف کر کے صوفیہ بن گیا) اور اگر اُسے صُفّہ اور صفِ اوّل کی طرف نسبت دی جائے تو اسم نسبت صُفِیّہ یا صُفّیّہ ہوگا (پھر واو کا اضافہ کیا اور فاء کو مخفف کیا تو صوفی بنا)۔ یہ بھی جائز ہے کہ لفظ صوفیہ میں واو کو فاء سے پہلے لانا اور اسے زائد کرنا (کثرتِ استعمال اور) زبانوں پر جاری ہونے کی وجہ سے ہو اور اگر اُسے صوف سے لیا جائے تو لفظ بھی درست ہوگا اور لُغت کے اعتبار سے اُس کی تعبیر و تشریح بھی درست ہوگی۔ ان تمام ناموں کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے اور یوں

یحییٰ بن معاذؒ (م ۲۵۸ھ) نے سب سے پہلے اپنے نام کے ساتھ صوفی لکھا دیکھیں رسالہ نورِ اسلام۔ اولیائے نقشبندیہ نمبر۔ حصہ اوّل۔ (لاہور ۱۹۷۹ء) صفحہ ۴۳۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت بایزیدؒ اور شیخ جنیدؒ سے پہلے تصوّف صرف زاہدانہ اور قناعت پسندانہ زندگی کا نام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے وحدت الوجود کو پیش کیا لیکن ایک وجدانی اور ذوقی چیز کی طرح اور بس۔ پھر ابنِ عربیؒ نے وحدت الوجود کو استدلالی جامہ پہنا دیا اور اب تصوّف ایک فلسفہ بن گیا۔ لیکن امام غزالیؒ نے اپنی مجتہدانہ کوشش سے تصوّف کو فلسفہ کی غلامی سے بچا لیا اور اسلامی عقائد کو اُن کی اصلی صورت میں پیش کیا۔ دیکھیں مباحث و مسائل۔ صفحہ ۲۰۔

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ ۔

" دنیا سے خالی ہونے، اُس سے علیٰحدگی اختیار کرنے، وطن ترک کرنے اور سفر اختیار کرنے، نفس کو حظوظِ نفسانی سے باز رکھنے، پاکی معاملات، پاکی باطن، انشراحِ صدر اور صفِ اول کے لوگوں کی صفات رکھنے کا نام تصوّف ہے[1]"

پھر انھوں نے جن اوصاف و فضائل پر بحث کی ہے وہ یہ ہیں :-

زہد، صبر، فقر، تواضع، خوف، تقویٰ، اخلاص، شکر، توکّل، رضا، یقین ذکر، اُنس، قُرب، اتصال، محبّت، تجرید و تفرید، وجد، غلبہ، سُکر، غیبت و شہود، جمع و تفرقہ، تجلّی و استتار، فنا و بقا، حقائق معرفت، توحید، مُرید مراد، مجاہدات و معاملات، وعظ و نصیحت اور صوفیہ پر مختلف انعامات وغیرہ کا ذکر ہے۔

صاحبِ تعرّف کے بعد امام ابو القاسم عبدالکریم قُشیری (م ۴۶۵ھ) اپنے رسالے میں لکھتے ہیں :-

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کے علاوہ کوئی اور لقب ایجاد نہیں ہوا تھا، کیوں کہ شرفِ صحبت سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا تھا (ترجمہ)"[2]

امام قُشیریؒ نے بھی ایک عارف کے اوصاف میں مذکورہ بالا فضائل پر بحث کی ہے۔ مثلاً یہ اوصاف ہیں :-

توبہ، مجاہدہ، خلوت و عزلت، تقویٰ، ورع، زہد، خوف، رجا، جوع، ترکِ شہوۃ، خشوع و تواضع، مخالفۃ النفس، قناعت، توکل، شکر،

---

[1] تعرّف۔ صفحہ ۴۲-۴۳

[2] الرسالۃ القشیریہ۔ (القاہرہ ۱۳۷۹ھ سنہ ۱۹۵۹ء)۔ صفحہ ۸

Marfat.com

یقین، صبر، مراقبہ، رضا، عبودیت، ارادت، استقامت، اخلاص، صدق، حیا، ذکر، فتوّت، فراست، جود و سخا، خلق، فقر، ادب، صحبت، توحید، محبّت، شوق، وغیرہ وغیرہ۔

اسی زمانے میں حضرت داتا گنج بخشؒ (م ۴۷۹ھ) نے کشف المحجوب لکھی جو فارسی میں سب سے قدیم تصنیف، تصوّف پر ہے۔ اس میں بھی اِن فضائل پر بحث ہے۔

توبہ، محبّت، جود و سخا، جوع، مشاہدہ، صحبت، سفر و حضر، کلام و سکوت، تزویج و تجرید، سماع القرآن، سماع الشعر، سماع الالحان، تواجد، رقص، خرق وغیرہ۔

لیکن یہ تمام اوصاف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر قربان تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کی فضیلت تمام محاسن کی جامع تھی۔ شمعِ رسالت کے یہ پروانے اور عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہ دیوانے للّٰہیت کی اقلیم کے سلطان تھے اور دنیا میں رہ کر دنیا سے بے نیاز تھے۔ یہی وہ خادمانِ خدا تھے جنھوں نے تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی ایسی جماعت چھوڑی تھی جن کے فیوض و برکات قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔

تصوّف اور تقویٰ

حقیقت یہ ہے کہ تصوّف، تقویٰ ہی کی طرف لیجاتا ہے۔ سورۃ الحجرات (۱۳) میں ارشاد ہے:۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (بے شک تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو) یعنی بزرگی اور بڑائی کا معیار رنگ، نسل، وطن، دنیوی شان وغیرہ نہیں ہے بلکہ صرف تقویٰ ہے۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر تقویٰ کی وضاحت ہے۔ خود قرآن ہی

Marfat.com

متقین کی ہدایت کے لیے ہے :- هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ ۲)

سورۃ البقرہ (۱۷۷) میں "متقی" لوگوں کی اس طرح تعریف آئی ہے:-

"کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے، رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔ اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔ اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی متقی لوگ ہیں"۔

اسی سورۃ مبارکہ میں (۱۸۹) میں ارشاد ہے :- وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى (ہاں، بھلائی تو پرہیزگاری ہے)۔

پھر اسی سورۃ مبارکہ میں (۱۹۷) میں ارشاد ہوتا ہے :- فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (کہ بے شک سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے)۔

اور اصل کامیابی بھی یہی ہے جیسا کہ سورۃ ھود (۴۹) میں فرمایا ہے:- فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (صبر کیجیے، کیونکہ آخر کار کامیابی متقین کے لیے ہے)۔ غرض کہ اوصافِ حسنہ سب تقویٰ میں داخل ہیں اور اوصافِ رذیلہ سے بچنا تقویٰ کے لیے لابد ہے۔

اہلِ لغت نے اس لفظ کی اصل وُقْوٰى کو قرار دیا اور یہ کہ یہ لفظ تقیا تھا جس کو بدل کر تقویٰ کر لیا گیا۔ امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے کہ :-

التقویٰ۔ اس کے اصل معنی نفس کو ہر اُس چیز سے بچانے کے ہیں

جس سے گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ لیکن کبھی کبھی لفظ تقویٰ اور خوف ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ سبب بول کر مسبّب اور مسبّب بول کر سبب مراد لیا جاتا ہے ۔ اور اصطلاحِ شریعت میں نفس کو ہر اُس چیز سے بچانے کا نام تقویٰ ہے جو گناہ کا موجب ہو اور یہ بات محظوراتِ شرعیہ کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس میں درجۂ کمال حاصل کرنے کے لیے بعض مباحات کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ "حلال بھی بیّن ہے اور حرام بھی بیّن ہے اور جو شخص چراگاہ کے اردگرد چَرائے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائے" (نسائی)۔[1] (یعنی مشتبہ چیزیں اگرچہ درجۂ اباحت میں ہوتی ہیں لیکن ورع کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں بھی چھوڑ (جائے)۔ علّامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ نے بھی تقویٰ کی حقیقت اور اہمیّت اس طرح بیان فرمائی ہے:۔

"ہر اچھے کام کرنے اور بُرائی سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ضمیر کا احساس بیدار ہو اور دل میں خیر و شر کی تمیز کے لیے خلش ہو۔ یہ تقویٰ ہے۔ پھر اس کام کو خدائے واحد کی رضامندی کے سوا ہر غرض و غایت سے پاک رکھا جائے، یہ اخلاص ہے، پھر اس کام کے کرنے میں صرف خدا کی نصرت پر بھروسا رہے، یہ توکّل ہے۔ اس کام میں رکاوٹیں اور دقّتیں پیش آئیں یا نتیجہ مناسبِ حال برآمد نہ ہو تو دل کو مضبوط رکھا جائے اور خدا سے آس نہ توڑی جائے اور اس راہ پر اپنے بُرا چاہنے والوں کا بھی بُرا نہ چاہے، یہ صبر ہے۔ اور اگر کامیابی کی نعمت ملے تو اس پر مغرور ہونے کے بجائے اُس کو خدا کا فضل و کرم سمجھا جائے اور جسم و جان و زبان سے اس کا اقرار کیا جائے اور اس قسم کے کاموں

---

[1] مفردات القرآن۔ صفحہ ۹۹۲ (لاہور ۱۹۶۳ء)

Marfat.com

کے کرنے میں اور زیادہ انہماک صرف کیا جائے، یہ شکر ہے۔[۲]

اس بیان سے واضح ہے کہ سارے اسلامی احکام کی غرض و غایت تقویٰ ہے۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

یہ (تقویٰ) دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم[۳] کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔

علامہ مرحوم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ :-

(۱) تقویٰ کا اصلی تعلق دل سے ہے اور سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت ہے جو امورِ خیر کی طرف رغبت اور شعائرِ اسلام کی تعظیم اور محبت پیدا کرتی ہے۔ اور

(۲) تقویٰ کا مرکز دل ہے۔ پھر دل دوسرے جوارح میں بھی یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

ایک موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی طرف اشارہ کر کے صحابہؓ کرامؓ سے فرمایا تھا کہ :- التقویٰ ھٰھنا (تقویٰ کی جگہ یہ ہے)۔

چنانچہ دل کا تقویٰ ہی تمام فضائل کی اساس اور تمام رذائل کا قاطع ہے۔ یہی تقویٰ، علم میں عمل اور اخلاص پیدا کرتا ہے جو شریعت کے اجزائیں

جیسا کہ حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ) نے فرمایا ہے کہ :-

---

[۲] سیرۃ النبیؐ۔ جلد پنجم۔ صفحہ ۴۲۰ (اعظم گڑھ ۱۹۵۲ء) [۳] ایضاً۔ صفحہ ۴۲۸

Marfat.com

"شریعت کے تین جزو ہیں (۱) علم (۲) عمل اور (۳) اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب پھر باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیاے کرامؒ ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیاے کرامؒ کو اثناے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقصد سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گزر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے، کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقامِ رضا حاصل ہونے کے لیے لازمی و ضروری ہے۔"[1]

ورع و تقویٰ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"نجات کا دارومدار دو جزو پر ہے (۱) اوامر کا بجالانا اور (۲) نواہی سے رُک جانا۔ اور ان دونوں میں سے آخری جزو زیادہ عظمت والا ہے جس کو ورع و تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر، عبادت و اجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر، ورع کے ساتھ کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ورع یعنی پرہیز گاری

[1] مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۳۶

Marfat.com

کے برابر کوئی چیز نہیں ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :۔
مِلاکُ دِینِکُمُ الوَرَعُ (تمھارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے) ۔ اور
فرشتوں پر انسان کی فضیلت اسی جزو سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر
ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ فرشتے جزوِ اوّل میں شریک ہیں
اور ترقی ان میں مفقود ہے ۔ پس ورع و تقویٰ کے جزو کا مدِّ نظر رکھنا اعلیٰ ترین
مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے اور اس جزو کی رعایت جس کا
مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ
فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے، کیونکہ مباحات کے اختیار کرنے میں باگ
کا ڈھیلا چھوڑنا مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ، حرام کے نزدیک ہے۔
جس چرواہے نے شاہی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چرنے دیا تو
قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑے[1] ۔ پس کمالِ تقویٰ کے
حاصل ہونے کے لیے بقدرِ ضرورت، مباحات پر کفایت کرنا ضروری ہے اور
وہ بھی اس شرط پر کہ وظائفِ بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو۔ ورنہ
اس قدر بھی وبال ہے اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے اور چوں کہ
فضول مباحات سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں اور خاص طور پر اس
وقت میں بہت ہی دشوار ہے اس لیے محرمات سے بچ کر حتی المقدور فضول مباحات
کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہیے اور اس ارتکاب میں ہمیشہ
شرمندہ ہونا چاہیے اور مغفرت طلب کرنی چاہیے اور اس کو محرمات میں
داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور گریہ وزاری
کرنی چاہیے۔ شاید کہ ندامت و استغفار اور التجا و تضرّع۔ فضول مباحات

---

[1] یہ نسائی شریف کی حدیث ہے جس کا ذکر اوپر مفردات القرآن کے حوالے میں آچکا ہے۔

Marfat.com

سے بچنے کا ذریعہ بن جائے اور اس کی آفت سے محفوظ کردے ..." [۲]

ایک اور مکتوب میں حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ نے عبدالرحیم خانِ خانان (م ۱۰۳۶ھ) کو توبہ و انابت اور ورع اور تقویٰ کے لیے اس طرح لکھا تھا :-

چونکہ تمام عمر معصیت اور لغزش، تقصیر اور بیہودہ کاموں میں گزر گئی ہے اس لیے مناسب ہے کہ توبہ و انابت کی نسبت کلام کیا جائے اور ورع و تقویٰ کو بیان کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [۳] (اے مومنو، سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ)۔ اور فرماتا ہے :- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ [۴] (اے ایمان والو، اللہ کی طرف خالص توبہ کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری برائیوں کو دور کردے اور تمھیں جنتوں میں داخل کردے جن میں نہریں جاری ہیں)۔ اور فرماتا ہے :- وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ [۵] (اور ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو)۔

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لیے واجب اور فرضِ عین ہے۔

---

[۲] مکتوبات۔ دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۷۶۔ [۳] سورۃ النور (۳)

[۴] سورۃ التحریم۔ (۸) [۵] الانعام (۱۲)

Marfat.com

کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں۔ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی توبہ سے مستغنی نہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے۔ حضرت سید المرسلین خاتم الرّسل علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِی وَ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً

(میرے دل پر پردہ آجاتا ہے۔ اس لیے رات دن میں ستّر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں)

پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسے زنا، شراب کا پینا، سرود و ملاہی کا سننا، غیر محرم کی طرف بنظرِ شہوت دیکھنا، بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ تو ان امور کی توبہ، ندامت اور استغفار اور حسرت و افسوس اور بارگاہِ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے کرے۔ اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہوگیا ہو تو توبہ میں اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو اُن سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کیے جائیں اور اُن سے معافی مانگیں اور اُن پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب والا شخص مر گیا ہو تو اُس کے لیے استغفار اور احسان کریں اور اس کا مال اُس کے وارثوں اور اولاد کو دیدیں۔ اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال و جنایت کے برابر مال، صاحبِ مال اور اُس شخص کی نیّت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو، فقراء و مساکین پر صدقہ و خیرات کر دیں۔ پھر ورع اور تقویٰ کے

Marfat.com

کے متعلق احادیث اور علماء کے اقوال بھی ہیں)[۶]

غرض کہ ورع اور تقویٰ والا شخص ہی اسلام میں "انسانِ کامل" ہے جیسا کہ شروع میں سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کا ارشاد نقل ہوا ہے اور وہی شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتبّع کامل ہو اکرتا ہے۔

انسانِ کامل

انسانِ کامل، اسلام میں تو مومنِ کامل ہے جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتبّعِ کامل ہو۔ لیکن اسلام سے پہلے بھی اس انسانِ کامل کی تلاش بہت سے مفکّرین نے کی ہے اور وہ تلاش صرف خیالی رہی ہے۔ یونان کا فلسفی درویش دیوجانس DIOGNES جس کا زمانہ ۴۱۲ - ۳۲۲ قبلِ مسیح ہوا ہے، ایک دن سورج کی روشنی میں ایک چراغ ہاتھوں میں لیے ہوئے بازار میں گھوم رہا تھا۔ لوگوں نے تعجب سے اس کا سبب دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ میں انسان کو ڈھونڈ رہا ہوں جو کہیں ملتا نہیں ہے۔ مولانا رومؒ (م ۶۷۲ھ) اسی واقعے کی طرف اپنے دیوان میں اشارہ کرتے ہیں:-

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گردِ شہر — کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سُست عناصر دلم گرفت — شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتند یافت می نشود جستہ ایم ما — گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

علامہ اقبال بھی ایسے ہی انسان کے لیے دعوت دیتے ہیں اور اپنی مثنوی "اسرارِ خودی" کے شروع میں انھی اشعار کو تمہید بناتے ہیں۔

دیوجانس اور اس کے گروہ کے لوگ سقراط کے شاگرد اینٹس تھینز کے ANTISTHENES کے مقلّد تھے جو نکوکاری میں عمل کو منحصر جانتے تھے

---

[۶] مکتوبات - دفتر دوم - مکتوب نمبر ۶۶۔

Marfat.com

اور لذت و دولت سے نفرت کرتے تھے۔ ان لوگوں کو کلبی کہا جاتا تھا۔[1]

افلاطون کے شاگرد ارسطو کا زمانہ بھی یہی ہے۔ اُس کے یہاں بھی "معیاری" انسان کا ذکر ہے۔ یہودی فلسفی فائلو PHILO (۴۰ سنہ مسیحی) نے جس نے توریت کی تعلیم کو افلاطونی افکار سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے عقل (عقلِ اوّل) کی دو حیثیتیں سمجھی ہیں۔ ایک کو وہ حقیقۃ الحقائق کہتا ہے اور دوسری کو انسانِ کامل جو عقلِ کی تجلّی سے مستفیض ہے۔ پھر مسیحی عقیدہ آتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کلمۃ اللہ یا انسانِ کامل ہیں جن میں خدا نے حلول کیا ہے اسی طرح نو افلاطونیت (اشراقیت) کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ ذاتِ واحد نے عقلِ کُل کو پیدا کیا۔ عقلِ کُل نے نفسِ کُل کو۔ نفسِ کُل نے افلاک کو۔ اور افلاک نے عالم کو۔ اور یہ کہ عقلِ کُل، ذاتِ باری کا مظہرِ کامل ہے اور نفس کو چاہیے کہ وہ مادّہ کے وہم سے آزاد ہوکر ذاتِ باری کے اخلاق سے متخلّق ہوجائے، کیوں کہ مادّہ کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے۔

مسلمانوں میں مومنِ کامل کا عقیدہ "خلافتِ الٰہیہ" سے ماخوذ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنایا ہے اور یہ نیابت شرعی اوصاف و فضائل سے متصف ہوکر ہی حاصل ہوسکتی ہے اور "الکامل التّام" کا منصب دلا سکتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ (م۔ ۲۶۱ھ سنہ)۔ حلاجؒ م ۳۰۹ھ سنہ)، امام غزالیؒ (م۔ ۵۰۵ھ سنہ) اور شیخ ابن العربیؒ (م۔ ۶۳۸ھ سنہ) وغیرہ نے اپنے اپنے انداز سے اس "مومنِ کامل" کی وضاحت کی ہے اور مؤخر الذکر نے تو بکثرت

---

[1] ان سے پہلے "رُواقیین" بھی نکوکاری کی تلاش میں تھے۔ رواق (سائبان) کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اس لیے رواقیین کہلاتے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ خدا، کائنات کی روح ہے اور مسرت کے حصول کا ذریعہ فطرت و عقل کی ہم نوائی ہے اور یہ عقل (عقلِ اوّل) خدا کا مظہرِ کامل ہے جو کائنات پر حکمراں ہے۔

Marfat.com

ناموں سے اسے پکارا ہے۔ عبدالکریم جیلی (م ۸۱۱ھ) نے اپنی کتاب الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل میں ابن العربیؒ ہی سے "انسانِ کامل" والی اصطلاح لی ہے اور اسی کی بنیاد پر اپنی عمارت قائم کی ہے۔[۲] غرض کہ ہر مفکر نے اپنے اپنے خیال کی توجیہ اور ترتیب سے اپنے مباحث پیش کیے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ "انسانِ کامل" مومنِ کامل ہی ہے جسے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کا منصب ملا ہے اور وہ منصب بغیر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباعِ تام کے، حاصل نہیں ہو سکتا۔ علامہ اقبالؒ نے بھی اسی فکر و عمل والے مومن کو "انسانِ کامل" کہا ہے کہ :-

قدرت کے مقاصد کا عیار اُس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

اور انسان کو یہ کمال صرف حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہو سکتا ہے، خواہ اس مقلد اور متبع کو کسی بھی نام سے پکارا جائے۔

ذکر اللہ ذکر سے ذاکر اپنے مذکور تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ مذکور کے حکم کی پیروی میں خرید و فروخت، خورد و نوش، نشست و برخاست وغیرہ جملہ امور پر عمل بھی ذکر میں داخل ہے۔ حدیثِ قدسی ہے :-

فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا (پس میں اس کی شنوائی ہوتا ہوں کہ وہ اُس کے ساتھ سُنتا ہے اور اُس کی بینائی ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں کہ اُس کے ساتھ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں

---

۲ پروفیسر ضیاء احمد مرحوم نے مباحث و مسائل (صفحہ ۶۵-۷۱) میں ان مفکرین کے خیالات کا جائزہ لیا ہے۔

Marfat.com

ہوتا ہوں کہ اُن کے ساتھ چلتا ہے۔ (یعنی وہ کسی عضو کو رضائے حق کے بغیر استعمال نہیں کرتا، اسی لیے اللہ کی رضا کا حصول اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے)

پس ذکر کی کئی قسمیں ہیں۔ یعنی (۱) دل سے (۲) زبان سے (۳) دل اور زبان دونوں سے ایک ساتھ اور (۴) اعضا و جوارح سے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ رضائے الٰہی اور احکامِ الٰہی ہی کو ہر طرح پیشِ نظر رکھا جائے تو پھر ہر عمل ذکر بن جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ (۱۵۲) میں ارشاد ہے:۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (پس تم میری یاد کرو میں تمھیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو)۔

سورۃ آل عمران (۴۱) میں ہے:۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (اپنے رب کو کثرت سے یاد کر اور صبح و شام اُس کی تسبیح کیا کر)

اسی سورۃ آل عمران (۱۹۱) میں اہلِ عقل کی پہچان بتائی گئی ہے کہ:۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (وہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں)۔

سورۃ المائدہ (۹۱) میں شیطان کی حرکتوں کے سلسلے میں ہے کہ:۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ (شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں آپس

Marfat.com

عداوت اور بُغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے)۔

سورۃ الاعراف (۵۵) میں ارشاد ہے :- اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط (تم لوگ اپنے رب کو پکارتے رہو عاجزی سے اور چپکے چپکے)

(۲)

سورۃ الانفال میں ارشاد ہے :- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں)۔

سورۃ الحج (۳۴-۳۵) میں فرمایا ہے :-

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(اور آپ خشوع کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں جن کا حال یہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو اُفتاد ان پر پڑتی ہے اس کو برداشت کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھنے والے اور ہمارے دیے میں سے خرچ کرتے ہیں)۔

سورۃ السجدہ (۱۶-۱۷) میں فرمایا ہے :-

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

Marfat.com

(اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے۔ وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈر سے اور رحمت کی امید سے اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خیرات کرتے ہیں، پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے بدلہ اُس کا جو کچھ وہ کرتے تھے)۔

سورۃ الاحزاب (۲۱) میں ارشاد ہے کہ :- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

(بے شک تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نمونہ موجود ہے۔ یعنی ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو)۔

اور جو شخص جان بوجھ کر اللہ کے ذکر سے اعراض کرے تو اُس کا حشر سورہ طٰہٰ (۱۲۴-۱۲۶) میں بیان فرمایا گیا ہے :-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے زندگانی تنگ ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ اے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ میں تو انکھیارا تھا۔ فرمائے گا، یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں، تو نے انھیں بھلا دیا اور

Marfat.com

اسی طرح آج تیری کوئی خبر نہ لے گا)۔

اسی طرح متعدد آیات موجود ہیں اور احادیث بھی بکثرت ہیں۔ چند یہاں عرض کی جاتی ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قالَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی و انا معہٗ اذ اذکرنی فان ذکرنی فی نفسہٖ ذکرتہٗ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرتہٗ فی ملاءٍ خیرٍ منھم وان تقرّبَ الی شبراً تقرّبتُ الیہِ ذراعاً و ان تقرّبَ الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً و ان اتانی یمشی اَتَیتُہٗ ھَرولۃً

(رواہ احمد والبخاری والمسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ وغیرھم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اُس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اُس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یذکر عن ربہٖ تبارکَ وتعالیٰ :۔ اُذکُرُنِی بَعدَ العَصرِ

Marfat.com

وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً اَكْفِكَ فِيْمَا بَيْنَهُمَا (اخرجہ احمدؒ):
= حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کرلے، میں درمیانی حصّے میں تیری کفایت کروں گا۔
(سورہ طٰہٰ۔ آیت ۱۳۰۔ سورۃ قٓ۔ آیت ۳۹۔ بھی دیکھیں)۔

ایک حدیث اس طرح ہے :-
عَنْ اَبِی موسٰی قال قال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم مثل الذی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)
= حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔

ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے :-
عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اذَا مَرَرْتُمْ بریاض الجنّۃ فارتعوا۔ قالوا وما ریاض الجنّۃ ؟ قال حِلَقُ الذکر (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ)
= حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو، تو خوب میوے کھاؤ۔ صحابہؓ نے پوچھا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جنّت کے باغ کیا ہیں ؟ فرمایا، ذکر کے حلقے۔

ایک حدیث اس طرح آتی ہے :-
عن عبداللہ ابن عمر عن النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ، لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَ صِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ

(بیہقی از مشکوٰۃ)

= حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہے، فرماتے تھے ہر چیز کا صیقل (صفائی) ہے اور دلوں کا صیقل ذکر اللہ ہے۔

ایک حدیث میں ذکر اللہ نہ کرنے والوں کے متعلق اس طرح ہے:۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، مامن قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الّا قاموا عن مثل جیفۃِ حِمارٍ وَ کانَ علیھم حسرۃً (رواہ احمد وابوداؤد)۔

= حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، کوئی قوم کسی مجلس سے کھڑی نہیں ہوتی اس حال میں کہ اللہ کو یاد نہ کیا ہو، مگر یہ کہ مُردار گدھے کی مانند کھڑے ہوئے اور ان پر حسرت ہوگی (یعنی جس مجلس میں اللہ کو یاد نہ کیا ہو وہ مجلس مُردار گدھے کی مانند ہے اور جو لوگ وہاں سے اٹھے گویا مُردار کھا کر اٹھے)۔

پھر ذکرِ خفی کی فضیلت میں بھی حدیثیں ہیں۔ بیہقی کی ایک حدیث ہے:۔

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام، الذکر الذی لا تسمعہ الحفظۃُ سبعینَ ضِعفاً۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے، وہ ذکر جس کو حُفظہ (حفاظت کرنے والے فرشتے) نہیں سنتے (یعنی ذکرِ خفی) اُس ذکر پر کہ جس کو حفظہ سنتے ہیں (یعنی ذکرِ جلی) ستّر درجے فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

Marfat.com

قَالَ اَکْثِرُوا ذِکْرَاللّٰہِ حتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں" (رواہ احمد وغیرہ)

لیکن ان تمام فضائل کے باوجود ذکر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ رہبانیت اختیار کی جائے اور پوری طرح دنیا کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اور سخت عبادتوں کو ضروری سمجھ لیا جائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :- وَاِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا (اور تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے) اور یہ بھی ارشاد ہوا :- لَارَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَام (اسلام میں ترکِ دنیا نہیں ہے)۔ تاہم ذاکر کسی درجے کا ہو اُسے اپنی ذات میں تواضع اور عاجزی کو ہمیشہ غالب رکھنا چاہیے۔

کیوں کہ صحیح ذاکر وہ ہے جو اپنے مذکور کی عظمت و کمال کے آگے اپنے ذکر اور اپنی ذات کے نقائص کا ادراک اور استحضار ہمہ وقت کرتا ہے اور اگر نہیں کرتا، تو کرنا چاہیے۔ حضرت سعدیؒ نے صحیح فرمایا ہے:-

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش — عذر بہ درگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو دنیا کی شہرت اُسے شیطان کے چنگل میں پھنسا دیگی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

بحسب امرئ من الشّر اَنْ یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ اللہ۔

(آدمی کی برائی کے لیے یہی کافی ہے کہ اُس کی طرف انگلیوں سے

Marfat.com

اشارے کیے جائیں، دین میں یا دنیا میں، مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔ دنیا میں شہرت، بکثرت آفتوں اور فتنوں کا پیش خیمہ ہے لیکن دین کے معاملے میں بھی شہرت اچھی چیز نہیں، کیوں کہ اس شہرت سے بھی نفس موٹا ہوتا ہے جو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیتا ہے۔ البتہ اگر کسی کی شہرت غیر اختیاری طور پر محض جانب اللہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُس کو نفس و شیطان کے غوائل سے محفوظ رکھے تو ایسے شخص کے حق میں شہرت مُضر نہیں ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا آیات اور احادیث کی موجودگی میں تزکیہ، تصفیہ اور ذکر و اذکار کے لیے مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بے محل نہ ہوگا اگر ہم کچھ ایسے اقوال بھی نقل کر دیں جنھیں عموماً احادیث کا درجہ دیا جاتا ہے:۔

۱۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہ

ابن تیمیہ نے کہا کہ موضوع ہے۔ اور نووی رح نے ان سے پہلے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ ابو المظفر بن سمعانی نے قواطع میں کہا ہے کہ یہ مرفوعاً نہیں معروف ہے۔ بلکہ یحییٰ بن معاذ رازی رح سے نقل کیا جاتا ہے یعنی ان کا قول ہے۔

ابنِ غرس نے نووی رح کا یہ قول نقل کر کے کہ "یہ ثابت نہیں ہے" کہا کہ صوفیہ کی کتابیں اس سے بھری ہوئی ہیں اور اس کو حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ محی الدین بن عربی وغیرہ۔ اور کہا کہ ہم سے شیخ حجازی واعظ نے (جو سیوطی کی جامع صغیر کے شارح ہیں) ذکر کیا کہ شیخ محی الدین بن عربی کا شمار حفاظ میں ہے۔ اور بعض اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ شیخ محی الدین نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ روایت کے طریق سے ثابت نہیں ہے لیکن بطریق کشف ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

حافظ سیوطی نے ایک رسالہ اس کے متعلق لکھا ہے جس کا نام انھوں نے رکھا ہے "القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"

ماوردی کی کتاب ادب الدین والدنیا میں یہ روایت مذکور ہے۔

"عن عائشہؓ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعرف الناس بربہ قال اعرفھم بنفسہ" یعنی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کو پہچاننے والا کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اپنی ذات کو پہچاننے والا ہو۔

(کشف الخفاء الجزء الثانی صفحہ ۲۶۲)

۲۔ "من عشق فعفّ فکتم فمات مات شہیدا"

خطیب نے اس کو محمد بن داؤد اصبہانی کے ترجمہ (حالات) میں حضرت ابنِ عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس میں مات شہیدا کی بجائے "فھو شہید" کا لفظ مذکور ہے

جعفر السراج نے مصارع العشاق میں سوید سے روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "من عشق فظفر فعفّ فمات مات شہیدا" اور اس کو ابن مرزبان نے ابوبکر ازرق عن سوید موقوفاً روایت کیا ہے اور کہا کہ ان کے شیخ نے اس کو مرفوعاً روایت کیا تھا۔ اس پر عتاب کیا تو رفع کرنا چھوڑ دیا پھر اس کے بعد موقوفاً روایت کرنے لگے۔ اور یہ ان حدیثوں میں ہے کہ یحییٰ بن معین وغیرہ نے سوید پر نکیر کی ہے یہاں تک کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں بیان کیا کہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن معین نے

Marfat.com

جب اس حدیث کو ذکر کیا تو کہا کہ اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہو تو میں
تو یہ سے جنگ کرتا۔

مقاصد میں ہے کہ یہ اس میں منفرد نہیں ہے۔ اس کو زبیر بن بکار
نے مجاہد سے مرفوعاً بہ سند صحیح روایت کیا ہے۔ نیز ابن حزم نے احتجاج
(استدلال) کے طور پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس شعر میں کہا ہے ؎

فان اهلك فهوى اهلك شهيدا وان تمتن بقيت قرير عين

روى هذا لنا قوم ثقات ناوا بالصدق عن كذب ومين

اور اس کے مثل باجی اور ابو القاسم قشیری وغیرہ کے منظومات
ذکر کیے منجملہ ان کے ابن الربیع کا یہ قول ہے۔

تعفف اذا ما تخل بالنخل عالها بكون الهى ناظرا وشهيدا

ففى خير المختار من عف كاتما هوا كاذا مات مات شهيدا

درر میں مذکور ہے کہ حدیث "من عشق فعف فکتم فمات فھو شہید"
یہ کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں
اور خطیب نے تاریخ بغداد میں، ابن عساکر نے، تاریخ دمشق میں ذکر کیا
ہے اور دیلمی نے بلا سند ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ،

العشق من غير ريبة كفارة الذنوب

بعض نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد۔ اور

۲۔ نے اس کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔

(کشف الخفاء ج ۲، ص ۲۶۳)

۳۔ "موتوا قبل ان تموتوا"

Marfat.com

حافظ ابنِ حجرؒ نے کہا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ اور علی القاری نے کہا ہے کہ یہ صوفیہ کا کلام ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ شہوات کو چھوڑ کر اختیاری موت مرجاؤ قبل اس کے حقیقی موت کے ذریعے اضطراری موت مرو۔

(کشف الخفاء ج ۲۔ ص ۲۹۱)

۴۔ کان اللہ ولا شئ معہ

ابن حبانؒ، حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بریدہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے جس کے الفاظ ہیں کان اللہ ولا شئ معہ، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ولا شئ غیرہ، اور ایک روایت کے الفاظ ہیں ولم یکن شئ قبلہ۔ ملّا علی قاری نے کہا کہ "حدیث تو ثابت ہے لیکن اس میں" وھو الآن علی ما علیہ" کے الفاظ کی زیادتی صوفیہ کے کلام میں سے ہے۔ اور کہا کہ شبہ یہ ہوتا ہے کہ یہ وجودیہ کا افترا ہو جو عینیت کے قائل ہیں۔ اور کہا کہ ابن تیمیہؒ نے حافظ عسقلانی کی طرح اس کے موضوع ہونے پر صراحت کی ہے۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ موجودات کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ میں ذاتِ کمال اور صفات جلال کے اعتبار سے کوئی تغیّر نہیں ہوا انتہی ملخصاً لیکن نجم نے کہا کہ ابنِ عربی نے فتوحات میں ذکر کیا کہ یہ خبر میں مدرج ہے (مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں راوی اپنا کلام اضافہ کر دے) اور اس کے الفاظ بریدہ سے جو منقول ہیں وہ یہ ہیں کہ دخل قوم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا جئنا نسلّم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

و نتفقّہ فی الدین و نسألہ عن بدء ھٰذا الامر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کان اللہ ولا شئی غیرہ الخ - اور اس کو امام احمد بخاری اور ترمذی وغیرہ نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ " قال یارسول اللہ اخبرنا عن اوّل ھذا الامر کیف کان قال کان اللہ قبل کلّ شئ - وکان عرشہٗ علی الماء الخ

(کشف الخفاء ج ۲ ص ۱۳۰)

۵ - کنت کنزاً لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت

خلقا فعرفتھم بی فعرفونی اور ایک روایت میں یہ ہے۔ فتعرفت الیھم فبی عرفونی " ابنِ تیمیہؒ نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں سے نہیں ہے۔ اور نہ اس کی کوئی سند صحیح یا ضعیف معلوم ہے۔ زرکشی نے اور حافظ ابن حجر نے لآلی میں اور سیوطی وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ملّا علی قاری نے کہا ہے کہ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں اور یہ مستفاد ہے اس آیت قرانی سے کہ " و ماخلقت الجنّ و الانس الا لیعبدون " (یعنی تاکہ وہ مجھے پہچان لیں) جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے تفسیر بیان کی ہے۔

اس حدیث کے یہ الفاظ مشہور اور زبان زد ہیں کہ " کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فبی عرفونی " اور یہ صوفیہ کے کلام میں اکثر آتا ہے جس پر ان لوگوں نے اعتماد کیا ہے اور اس کی بنا پر انھوں نے اپنے اصول وضع کیے ہیں۔

(کشف الخفاء ج ۲ - ص ۱۳۲)

۶ - اذا صدقت المحبّۃ سقطت شروط الادب

Marfat.com

سخاوی نے کہا ہے کہ یہ مبرد کے کلام میں سے ہے لیکن اس لفظ کے ساتھ کہ " اذا صحت المودّۃ سقط التکلّف والتعمّل" اسی کو خطابی نے ذکر کیا ہے اور اسی کو رسالہ قشیری میں حضرت جنیدؒ کی طرف ان الفاظ میں منسوب کیا ہے "سقطت شروط الادب" اور بعضوں نے کہا ہے " سقط الادب "

اور ابو عثمان حیری نے کہا ہے " اذا صحت المحبّۃ تاکّدت علی المحب ملازمۃ الادب " نجم غزی نے "منیر التوحید" میں اس کی تطبیق کی ہے اس لیے اس کی طرف رجوع کریں۔ اور مشہور اور زبان زد یہ الفاظ ہیں۔ اذا وجدت الالفۃ سقطت الکلفۃ۔

(کشف الخفاء ج ۱ ص ۹۱)

۷۔ تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستّۃ اور ایک لفظ میں ہے۔ "ستین سنۃ" فاکہانی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں۔ "تفکر ساعۃٍ" اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔ اور اسی کو جامع صغیر میں ذکر کیا ہے جس کے الفاظ ہیں " تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ۔ (کشف الخفاء ج ۱۔ ص ۳۱۰)

۸۔ حبّ الدنیا راس کل خطیئۃ

بیہقی نے اس کو شعب الایمان میں اسناد حسن کے ساتھ حسن بصری سے مرسلاً مرفوع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ دیلمی نے اس کو فردوس میں نقل کیا ہے اور ان کے بیٹے نے بلا سند حضرت علیؓ سے مرفوعاً نقل ہے۔ ابن عرس نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ نیز بیہقی نے

Marfat.com

اس کو زہد میں نقل کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے اس کو حضرت عیسیٰ بن مریم کا قول نقل کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں اس کو مالک بن دینار کا قول کہا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں سعید بن مسعود کا قول کہا ہے۔ اور ابن تیمیہؒ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ یہ جنید بجلی کا قول ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں سعید بن مسعود الصدفی تابعی سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں "حب الدنیا راس الخطایا"

(کشف الخفاء ج ۱۔ ص ۴۴۳)

۹۔ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر قالوا وما الجہاد الاکبر قال جہاد القلب

حافظ ابن حجر نے تسدید القوس میں کہا ہے کہ یہ لوگوں کی زبان پر مشہور ہے حالانکہ یہ ابراہیم بن عیلہ کا قول ہے۔

میں (یعنی مصنف کشف الخفاء) کہتا ہوں کہ یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے۔ عراقی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ بیہقی نے اس کو سند ضعیف کے ساتھ حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت جابرؓ سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غزاۃ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام قدمتم خیر مقدم و قدمتم من الجہاد الاصغر الی

نوٹ:۔ "کشف الخفاء مزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس" مصنفہ:۔ محدث شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی المتوفی ۱۱۶۲ھ سے اخذ کیا ہے۔

Marfat.com

الجہاد الاکبر قالوا وما الجہاد الاکبر قال مجاھدۃ العبد ھواہ انتھیٰ
اور جو لوگوں میں مشہور ہے تو وہ صرف اتنا ہی ہے کہ " رجعنا من الجہاد الاصغر
الی الجہاد اکبر"، (کشف الخفا ج ۲۔ ص ۸۷)

۱۰۔ الفقر فخری وبہ افتخر۔ حافظ ابن حجر نے اس کو باطل موضوع کہا ہے۔ ابن تیمیہؒ نے کہا کہ جھوٹ ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اور معروف یہ ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کا کلام ہے۔
(کشف الخفا ج ۲۔ ص ۸۷)

غرض کہ مذکورہ بالا مباحث کا خلاصہ اس طرح ہو سکتا ہے :۔
اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنھوں نے خالق اور مخلوق میں رابطہ پیدا کرایا اور غیر اللہ کی اطاعت سے روکنے کی کوشش کی۔ اسی رابطے کو ہم MYSTICISM یا باطنیت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ دین مکمل نہیں ہوا تھا، یہ رابطہ بھی مکمل نہیں تھا۔ کیوں کہ اس رابطے کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھا جائے اور اس کی اطاعت ہی کو زندگی کا مقصد گردانا جائے۔ کیوں کہ وہی ایسی ذات ہے کہ :۔

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (الحدید۔ ۳) (وہی اوّل و آخر ہے، وہی ظاہر و باطن ہے اور وہی تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے)۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (الحدید۔ ۴)
اور وہ تمھارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو)۔

Marfat.com

اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ (حٰمٓ السّجدہ - ۵۴)۔

(آگاہ ہو جاؤ کہ وہی تمام چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے)۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ (قٓ - ۱۶)

(ہم اُس کی طرف اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)

لیکن اللہ تعالیٰ کا رابطہ اور اُس کی محبّت کے لیے واحد شرط حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی ہے۔ ارشاد ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران - ۳۱)

(آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ اور اللہ مغفرت فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اور یہی پیروی اللہ تعالیٰ کی پیروی اور اُس کا صحیح رابطہ ہے۔ سورۃ النساء (۸۰) میں اسی پیروی کے لیے تاکید ہے :-

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۝ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا (یعنی آپؐ کی اطاعت سے اعراض کیا) تو ہم نے آپ کو اُن کے بچانے کو نہیں بھیجا)۔

Marfat.com

باب دوم

طریقۂ نقشبندیہ

نقشبندیہ طریقے کے متعلق صاحبِ حضرات القدس[1] تحریر فرماتے ہیں:-

یہ طریقہ دراصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے کیوں کہ آپ کا کمالِ نسبتِ حُبّی حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے اور آپ اسی راستے سے فیض حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ یہ بات اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے اور صاحبِ رشحات[2] نے ہمارے خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ سے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ طریقۂ خواجگان قدس اللہ اسرارہم جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے وہ اسی نسبتِ حُبّی کے لحاظ سے ہے۔ کیوں کہ اس طریقے میں نسبتِ حُبّی کی نگہداشت ہے۔ اسی نسبت اور اس کی کیفیات کے متعلق حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے مبدأ و معاد کے شروع میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

---

[1] دفتر اوّل (سیالکوٹ ۱۴۰۱ھ) صفحہ ۲۹۰

[2] شیخ علی بن حسین الواعظ کاشفی ہروی کی رشحات عین الحیات (ترکیہ ۱۳۰۷ھ) صفحہ ۷-۱۰ میں یہ تفصیل ہے۔

Marfat.com

"ماہ ربیع الثانی (۱۰۰۸ھ) کے آخر دنوں میں یہ فقیر ایک بزرگ (حضرت خواجہ باقی باللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں شرف اندوز ہوا۔ وہ اس خاندان عالیہ (نقشبندیہ) کے خلیفہ تھے اور ان بزرگوں کے طریقے کو حاصل کر کے اسی سال نصف ماہ رجب میں اِس فقیر کو (نقشبندی سلسلے کے) حضورِ (قلب) کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مقام میں، آغاز میں انجام کی جلوہ فرمائی (اندراجِ نہایت در بدایت) کا منظر درپیش ہوتا ہے۔ ان بزرگ (خواجہ صاحبؒ) نے فرمایا کہ نقشبندی نسبت در اصل اسی حضورِ (قلب) کا نام ہے۔ اور پورے دس سال اور چند ماہ کے بعد ماہِ ذی قعدہ کے نصفِ اوّل میں وہ انتہا (نہایت) جو ابتدا (بدایت) ہی میں بے شمار ابتداؤں اور درمیانی درجوں کے بے شمار پردوں کے پیچھے سے جلوہ گر ہوئی تھی، نقاب چاک کر کے عیاناً جلوہ گر ہو گئی اور یہ یقین حاصل ہو گیا کہ آغاز (بدایت) میں جو تجلّی نظر آئی تھی وہ اسی اسم کی صورت تھی اور وہ اسی پیکر کی پرچھائیں تھیں اور اسی مسمّیٰ کا ایک اسم تھا۔ اور دونوں (یعنی بدایت و نہایت) میں بہت بڑا فرق ہے جس کی حقیقت اسی مقام پر پہنچ کر منکشف ہوتی اور معاملے کا راز یہاں پہنچ کر ہی ظاہر ہوا۔[1]

پھر حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے مختلف مواقع پر اس سلسلۂ عالیہ کی سب سے بڑی خصوصیت یعنی شریعت کی غلامی اور پیروی پر زور دیا ہے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

"نجات کا طریق اور (عذاب الٰہی سے) خلاصی کا راستہ، اعتقادی

---

[1] مزید تفصیل کے لیے دیکھیں مکتوبات شریفہ (۱/ ۲۹۰)

اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ استاد اور پیر کو اس لیے پکڑتے ہیں کہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو، نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کھائیں پیر ان کے لیے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچالیں گے، کیوں کہ ایسا خیال ایک نکمّی اور بے کار آرزو ہے۔ وہاں (حشر میں) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہیں کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے جب کہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے۔ شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اُس سے سرزد ہو گا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔"[1]

ایک موقع پر شریعت کی جامعیت پر حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ فرماتے ہیں۔

"۔۔۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اعتدال کے طور پر تمام آسمانی اور صفاتی کمالات کے جامع اور ان کمالات کا مظہر ہیں۔ وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے اُن تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہیں اور وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو عطا ہوئی ہے تمام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے اور وہ اعمال جو اس شریعتِ حقّہ کے موافق ہیں سب سابقہ شریعتوں کے اعمال بلکہ فرشتوں کے اعمال سے بھی منتخب ہیں، کیوں کہ بعض فرشتوں کو

---

[1] دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۱

Marfat.com

رکوع کا حکم ہے اور بعض کو سجدے کا اور بعض کو قیام کا۔ اور ایسا ہی گذشتہ اُمتوں میں سے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نمازوں کا۔ اس شریعت میں گذشتہ اُمتوں اور مقرّب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ و زبدہ (خالص اور عمدہ حصّہ) انتخاب کر کے اُن کے بجالانے کا حکم ہے۔ پس اس شریعت کو سچّا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا درحقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق کرنا اور اُن کے موافق عمل کرنا ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اس شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام اُمتوں سے بہتر ہوں گے اور اسی طرح اس شریعت کو جُھٹلانا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا تمام سابقہ شریعتوں کو جُھٹلانا اور ان (جھٹلانے والوں) کے موافق عمل کرنا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کرنا تمام اسمائی وصفاتی کمالات کا انکار کرنا ہے۔ اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق اُن سب کی تصدیق ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے مُنکر اور اس شریعت کے مُنکر تمام اُمتوں سے بدتر ہوں گے۔ الاعراب اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا (سورۃ توبہ ۹۷ = اعرابی، کفر و نفاق میں بہت سخت ہیں) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

محمدِ عربیؐ کا بروے ہر دو سراست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او[1]

ایک اور مکتوب میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے شریعت کے تین اجزاء بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہے :-

"شریعت کے تین جزو ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل اور (۳) اخلاص۔

---

[1] دفتر اوّل۔ مکتوب ۷۰۔

Marfat.com

جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے (وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (اور اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے)۔ پس شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔

طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، نہ کہ شریعت کے سوا کوئی امر۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گزر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیے جو مقامِ جذبہ و سلوک کی نہایت ہے، کیوں کہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقامِ رضا[1] حاصل کرنے کے لیے لازمی اور ضروری ہے۔"

اسی طرح ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ :-

"اس سیر و سلوک سے مقصود، مقامِ اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی و

---

[1] دفتر اوّل۔ مکتوب ۳۶۔ اسی طرح دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۴۸ میں فرمایا ہے کہ "کل قیامت کے روز شریعت کے بارے میں پوچھیں گے اور تصوّف کے بارے میں کچھ نہیں پوچھیں گے۔ جنّت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا، شریعت کے احکام بجا لانے پر منحصر ہے۔"

Marfat.com

نفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اخلاص، شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے، کیوں کہ شریعت کے تین جزو ہیں (۱) علم (۲) عمل اور (۳) اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت دونوں، شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لیے شریعت کے خادم ہیں۔"[1]

خصوصیاتِ خواجۂ نقشبند رح

حضرت خواجہ خواجگان سید بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ (۷۱۸ھ تا ۷۹۱ھ) کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا رح (۷۳۹ھ تا ۸۲۲ھ) نے رسالۂ قدسیہ میں اپنے شیخ رح کے ملفوظات جمع کیے ہیں اور اُن کے حواشی و تعلیقات خود لکھے ہیں۔ حضرت شیخ رح کے یہ فرمودات ایک صحیح مسلمان اور ایک صحیح صوفی کی تعریف میں ہیں:۔

سلمانی و انقیادِ احکام و رعایتِ تقویٰ و عمل بہ عزیمت و دور بودن از رخصتہا، بقدرِ قوت ہمہ نور و صفا و رحمت است و واسطۂ وصول بہ درجات ولایت است۔ بہ منازل و مقاماتِ شریفۂ اولیاء اللہ از پرورشِ این صفات می رسند۔[2]

ذکر کے متعلق شیخ رح کے یہ فرمودات آتے ہیں:۔

حدیث اجمعوا وضوءکم یجمع اللہ سبحانہ شملکم اشارت است بہ آں کہ وضوء باطن را با وضوء ظاہر جمع کنید تا استقامت باطن حاصل آید

---

[1] دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۴۰۔

[2] رسالۂ قدسیہ۔ (راولپنڈی ۱۹۷۵ء) صفحہ ۱۲۳۔ عزیمت کے لیے حضرت مجدد رح کے مکتوبات (۱/۴۳۔ ۲۲۱ وغیرہ) میں بھی ترجیح ہے۔

Marfat.com

استقامتِ باطن آنست کہ در جنب کلمۂ توحید ہمہ تعلقاتِ روحانی وجہانی منفی گردد و نفیِ این ہمہ تعلقات، استقامتِ احوال است و دلیل بر استقامتِ احوال، استقامتِ افعال است کہ امتثالِ امر و نہیِ خداوندی است و تعظیمِ فرمانہاے حضرت او جلّ ذکرہٗ و جذبہ استقامتِ افعال، استقامتِ احوال معلوم نمی گردد۔ روندۂ راہ را ہر آئنہ روش و کوشش می باید تا کارِ او بجای رسد۔ روش یعنی رعایتِ ادب با اہل اللہ و کوشش یعنی سعی نمودن در کارہاے حق سبحانہ و عمل کردن بہ آنچہ او را معلوم شدہ است ہر چہ می گوئیم از لوازم است کہ بہ آں عمل کنیم۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ[1] کار مشکل است۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ[2] ذکر حق سبحانہ و تعالیٰ توفیقِ یادکردن است بر آن و مراتب کہ مر ذکر را است ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است و حجاب است بر حقیقتِ کلمۂ لَآ۔ آن را نفی باید کردن و نفی کردنِ خاطر کہ شرطِ اعظم سلوک است، بے تصرّفِ عدم در وجودِ سالک کہ آن تصرّفِ عدم، اثر و نتیجۂ جذبۂ الٰہی است، بہ کمال میسر نہ گردد۔[3]

آگے چل کر خواجہ محمد پارساؒ لکھتے ہیں :-

و مشائخ طریقت قدّس اللہ ارواحہم از جملہ اذکار، ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ را اختیار کردہ اند و حدیثِ نبویؐ چنین وارد است کہ افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

---

[1] سورۃ الصّف (۲)

[2] سورۃ البقرہ (۱۵۲)

[3] رسالۂ قدسیہ۔ صفحہ ۱۴۲-۱۴۳۔ اُس عبارت کے بعد وقوفِ قلبی اور ذکرِ قلبی کی وضاحت ہے۔ حضرت بہاء الدین نقشبندی بخاری قدّس سرّہ کے ملفوظات ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے سنہ ۱۹۵۹ء میں شایع کیے تھے۔

Marfat.com

وصورتِ این کلمه مرکّب است از نفی و اثبات - و به حقیقت، راه به حضرتِ حق سبحانه تواند بُرد - حجبِ روندگان نتیجهٔ نسیانست وحقیقتِ حجاب انتقاشِ صُورِ کونیه است در دل - ودر این انتقاش نفیِ حق و اثباتِ غیر است و به حکیم المعالجة بالاضداد در کلمهٔ توحید نفیِ ماسوای حق و اثباتِ حق سبحانه وتعالیٰ است و خلاص از شرکِ خفی جُز به مداومتِ ملازمت بر معنیِ این کلمه حاصل نیاید - پس ذاکر باید که در طرفِ نفی، وجودِ جمیع محدثات را به نظرِ فنا و ناخواستن مطالعه می کند و از معنیِ ذکر می اندیشد و نفیِ خواطر می کند و در طرفِ اثبات، وجود قدیم حضرت عزّت را جلّ ذکرهٔ به نظرِ لقا و مقصودی و مطلوبی و محبوبی مشاهده می نماید و در هر ذکرے به اوّل و آخر حاضر می باشد و هر چیزے که دل را بدو پیوندے می بیند، به نفی، آن پیوند را باطل می کند و به اثبات محبّتِ حق را قائم مقامِ آن محبّت می گرداند، تا به تدریج دل از جملهٔ محبوبات و مألوفات فارغ شود و هستیِ ذاکر در نورِ ذکر مضمحل گردد و علائق و عوائقِ وجودِ بشریت از و برخیزد -

وگفته اند، باز داشتن نفس در وقت ذکر سبب ظهورِ آثارِ لطیفه است و مفیدِ شرحِ صدر و اطمینانِ دل و یاری دهنده است در نفیِ خواطر و عادت کردنِ باز داشتِ نفس سببِ وجدانِ حلاوتِ عظیمه است در ذکر و واسطهٔ بسیارے از فوائدِ دیگر - و حضرت خواجهٔ ما قدّس اللّٰه سرّهٗ حد ذکرِ باز داشتنِ نفس را لازم نمی شمردند، چنانکه عدد را لازم نمی شمردند. اما رعایتِ وقوفِ قلبی را مهم می داشتند و لازم می شمردند - خلاصه آنچه مقصود است از ذکر، در وقوفِ قلبی است و به واسطهٔ مطالعهٔ

Marfat.com

جمیع مکوّنات بہ نظرِ فنا و مشاہدۂ وجودِ قدیم حق سبحانہ و تعالیٰ بہ نظرِ بقا و بہ ملازمت بدین معنی، صورتِ حقیقتِ توحید در دلِ ذاکر قرار گیرد و چشمِ بصیرتِ وے کشادہ گردد و بعد ازاں بجائے رسد کہ حقیقتِ ذکر یا جوہرِ ذکر یکے شود و ہیچ اندیشۂ غیرِ حق سبحانہ نماند و ذاکر در ذکر و ذکر در مذکور فانی گردد و چوں بارگاہِ دل از زحمتِ اغیار خالی گردد و بہ حکم لا یَسَعُنِی ارضی و سمائی و یَسَعُنِی قلبُ عبدیَ المؤمن (الحدیث) جمالِ سلطانِ الا اللہ تجلّی نماید بر حکمِ وعدہ اذکرکم مجرّد از لباسِ حرف و صوت و خاصیتِ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وجہہ آشکارا گردد۔ ذکرِ روح یا ذاکرے روح و وجودِ او در بحرِ نامتناہیِ اذکرکم مستغرق و مستہلک گردد۔[1]

اس کے بعد خواجہ محمد پارساؒ نے نقشبندیہ سلسلے کی اختیار کردہ اصطلاحات "یادکرد، بازگشت، نگہ داشت اور یاد داشت" کی تشریح فرمائی ہے اور

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۱۴۹۔ ۱۵۱۔ "خدا کے سوا کسی اور کا گزر دل پر نہ رہے" یہ ایسا مضمون ہے جو دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی ملتا ہے۔ حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ ایک مکتوب (۱/۸۶) میں لکھتے ہیں :-

جو کچھ ہم پر اور آپ پر لازم ہے وہ ماسوا سے حق کی گرفتاری سے دل کا سلامت رکھنا ہے اور یہ سلامتی اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا گزر دل پر نہ رہے۔ اگر بالفرض ہزار سال تک زندہ رہیں پھر بھی اس نسیان کے باعث جو دل کو ماسوا سے حق سے حاصل ہوا ہے دل پہ غیر کا گزر نہ ہو۔

ع کار این ست و غیرِ این ہمہ ہیچ

Marfat.com

ذکر کے مقامات کی توضیح بھی فرمادی ہے :-

مقصود از ذکرِ لسانی و قلبی و نگہ داشت کہ مراقبۂ خواطر است ، یادداشت است کہ مشاہدہ است و فانی شدن ۔ و ذکرِ خفیہ آنست علی الحقیقۃ ۔ و ذکر لسانی و قلبی بمنزلۂ تعلّم الف و با ست تا ملکۂ خوانائی او را حاصل آید و اگر معلّم حاذق بود و در طالب صادق استعدادِ آں بیند شاید کہ در قدم اوّل او را خوانندہ گرداند و بہ مرتبۂ یادداشت رساند بے زحمتِ تعلّمِ الف و با ۔ اما اغلب طالبان آنند کہ ایشاں را بر یادداشت دلالت کردن پیش از ذکرِ لسانی و ذکرِ قلبی بہ منزلۂ آنست کہ یکے پر و بال نہ دارد ، او را تکلیف کنند و می گویند کہ بر پر و بر بام برآی۔

وگفتہ اند :- حقیقۃ الذکر عبادۃٌ عن تجلّیۃِ سُبحانہٗ لِذاتِہٖ بِذاتِہٖ من حیثُ الاسمِ المتکلّم اظہاراً لصفات الکمالیۃ و وصفاً بالنعوت الجمالیۃ و الجلالیۃ و ذکر بے شرکِ خفی اکنوں دست دہد و سرّ کلمۂ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ، اکنوں آشکار گردد ؎

تا ز خود بشنود نہ از من و تو
لِمَنِ الْمُلْکُ وَاحِدُ الْقَہَّار

روح در بدایتِ فطرت اگرچہ حق سبحانہ را بہ یگانگی دانست امّا بہ یگانگی نہ شناخت ، زیرا کہ شناختن از شہود خیزد و شہود از وجود درست نیاید ، زیرا کہ شہود ضدِّ وجود است چوں وجودِ روح پدید آمد ، عین وجودِ او را دوگانگی ثابت کرد و شرحِ ایں اطناب دارد و مقصود آنست کہ اشارت شود بہ چیزے از معنیِ آنچہ حضرت خواجہ ما قدّس سرّہ فرمودہ اند در معنی اذکرکم ۔

Marfat.com

ذکرِ حق سبحانہ بندہ را توفیق یادکرد است بر آن مراتب کہ مرذکر را است یعنی ذکرِ زبان و ذکرِ دل و ذکرِ روح و ذکر سرّ و ذکرِ خفی۔ دل واسطۂ دوعالمِ جسمانی و روحانی است و روح واسطۂ دوعالمِ دل و سرّ است و سرّ نزدِ طایفہ از اہل اللہ برتر از مرتبۂ روح و قلب است و نزدِ طایفہ اے برتر از مرتبۂ قلب و فرد تر از مرتبۂ روح است و بہ حقیقت۔ سرّ عینِ روح و دل است درنہایتِ مقام۔ وہریک چوں روح و دل درنہایتِ مقام خود متجلّی گردند بہ وصفِ غریب۔ وآن صفتِ غریب سرّ باشد بہ نسبتِ کسے کہ بہ آن نہایتِ دل و روح کہ ذکر کردہ شد نہ رسیدہ است وخفی روحے است خاصّ حضرتے کہ خاصّانِ حضرت را دہند کہ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ تا واسطہ گردد میانِ عالمِ صفاتِ خداوندی و میانِ سرّ تا بہ واسطۂ ادراہ یابند بہ صفاتِ الوہیت :- ع کہ رستم راکشدہم رخشِ رستم[1]

آگے چل کر خواجہ محمد پارساؒ نے حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ کی تشریح، اہلِ تلوین اور اہلِ تکوین کے متعلق، نقل کی ہے :-

اہلِ تلوین را مرتبہ ندما، ست تا ایشاں را بے اختیارِ ایشان بہ حضرتِ سلطنت نہ در آرند، بار نیابند۔ و اہلِ تمکین را مرتبہ وزرا، ست کہ حضرت سلطنت، ایشاں را نائبِ مناب خویشتن ساختہ است و در تصرّفِ ملک، صاحبِ اختیار و مطلق العنان گردانیدہ۔ پس اہلِ تمکین را حال از زوال ایمن بود و ہر گاہ کہ خواہند بہ اختیار از صفتے بہ صفتے و از حالتے بہ حالتے منتقل گردند و اہلِ تمکین را نیز

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۳ -

Marfat.com

تلوینات احوال ہست امّا فرق آنست کہ ایشاں بر احوالِ باطنی خویش غالب اند و متصرّف و می توانند شد۔

آنکہ طایفہ از اہل اللہ گفتہ اند کہ مقصود از وعید تخویف است۔ و این سخن از ایشاں در وقتِ مطالعہ الطافِ ربوبیّت بودہ باشد و در زمانِ غلبہ و تصرّفِ آن احوال را بہ میزانِ شرع سنجند۔ اگر موافق قواعدِ شریعت بود بر آن اعتماد نمایند و بہ ظہور آرند و اگر نہ بران اعتماد نہ کنند[1]

ان مصطلحات کی مزید وضاحت آگے آتی ہے۔

حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین نقشبند قدّس سرّہ گو کہ حضرت امیر کلال قدّس سرّہ (م ۷۷۲ھ) سے بیعت تھے لیکن اویسی طریقے

---

[1] ایضاً۔ ۱۶۱-۱۶۲

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے عرصہ ہوا دو[2] مجموعے شایع کیے تھے ایک مجموعہ "رسائل مشاہیرِ نقشبندیہ" ۱۹۵۸ء میں شایع کیا تھا جس میں رسالۂ شرفیہ از خواجہ عزیزانِ علی رامیتنی، رسالۂ قدسیہ (ملفوظات خواجہ بہاء الدین نقشبندی بخاری) رسالۂ النسیہ از مولانا یعقوب چرخی، رسالۂ انفاسِ نفیسہ از خواجہ عبیداللہ احرار۔ وغیرہ تھے۔ اور دوسرا مجموعہ ملفوظات ۱۹۵۹ء میں شایع کیا تھا جس میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری، خواجہ محمد پارسا اور ان کے خلیفہ مولانا شمس الدین روجی، مولانا سعد الدین کاشغری، مولانا عبدالرحمٰن جامی وغیرہ کے ملفوظات اور فرمودات ہیں۔ پھر ۱۹۶۱ء میں امیر کلال کے سوانح (جو اُن کی صاحبزادی کے پوتے نے لکھے تھے)۔ شایع کیے تھے۔ یہ سب رسالے نقشبندیہ سلوک کے لیے اہم منابع و مآخذ ہیں۔

پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرّہ (م ۵۷۵ھ) سے مستفیض تھے۔ اور آپ کی طرف سے عزیمت پر مامور تھے، اس لیے آپ نے ذکر خفی اختیار کیا۔ گو کہ اس سلسلے کے حضرات نے خواجہ محمود فغنوی رح (م ۷۱۵ھ) کے زمانے سے سید امیر کلال رح کے زمانے تک ذکرِ خفی کو ذکرِ جہری کے ساتھ جمع کیا تھا۔[1]

حضرت بدرالدین سرہندی رح اپنی کتاب حضرات القدس (دفتر اوّل) میں لکھتے ہیں :-

"ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت نقشبند قدس سرہ نے تحصیل جذبۂ خواجگان قدس اللہ اسرارھم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا۔ اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہوئے اور یہ مرتبہ ولایت کا ہے۔ پھر آپ مقامِ شہادت پر گئے جو ولایت سے بالا ہے۔ اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلّی صوری کو تجلّی ذاتی سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے مقامِ صدّیقیت پر جو مقامِ شہادت سے اوپر ہے نسبتِ مذکورہ کے ذریعہ سے عروج فرمایا اور مقامِ صدّیقیت کی انتہا تک پہنچے اور باوجود ان درجاتِ کمال اور تکمیل حاصل کر لینے کے آپ معیتِ ذاتیہ کی راہ سے گئے جس سے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، غیبِ ہویّت تک پہنچے ہیں اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے اور حضرتِ غوث الثقلین

---

[1] یہاں سے خطاب نقشبند تک مضمون حضرات القدس (حصہ اوّل سیالکوٹ ۱۴۰۱ھ) صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۶ سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

قدّس سرّہ بھی اس راہ سے نہایت النہایت تک پہنچے اور اسی میں فنا حاصل کی اور اس میں مستہلک ہونا و لایتِ خاصّہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والتحیہ) کی منتہا ہے۔[1]

جس وقت آپ حضرت[2] مولانا زین الدینؒ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا اور ادِ جہریہ میں مشغول ہوئے اور حضرت خواجہ (نقشبندؒ) بھی آکر بیٹھ گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہؒ نے بطورِ تواضع جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کے لیے آئے ہیں۔ اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی۔ تین[3] دن تک آپ نے اُن پر توجہ فرمائی۔ غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہوا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ چوں کہ آپ کی پہلی صحبت میں ماسوا کا نقش، سالک کے دل سے مٹ جاتا تھا اس لیے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔ اور چوں کہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں آیا ہے، اس لیے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہِ ربّ العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔

اصطلاحاتِ صوفیہ نقشبندیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدّس سرّہ (م ۱۰۷۹ھ)

---

[1] یہ مضامین مکتوبات (۱/۲۹۰-۳/۱۲۱) میں اور مبدأ و معاد (منہا نمبر۱) میں بھی آتے ہیں۔ [2] مولانا زین الدینؒ کا ذکر مکتوبات (۲/۴۶) میں بھی ہے۔

Marfat.com

نے ایک مکتوب (۲۰۷/۳) میں صوفیہ کی اصطلاحات کا ذکر اس طرح فرمایا ہے :-

(۱) "جمع اُس چیز سے عبارت ہے کہ مخلوق کو حقِ جل وعلا سے جُدا نہ دیکھے اور سُکر کی وجہ سے ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرے۔ اس کو کفرِ طریقت کہتے ہیں اور اکثر شطحیات و سُکریات جو کہ مشائخ سے صادر ہوئی ہیں وہ مقامِ جمع سے پیدا ہوئی ہیں۔ اس مقام میں (سالک) ذکر کو سُکر کے غلبے کی وجہ سے تعلقہ اور وسوسہ جانتا ہے اور نماز کو شرک سمجھتا ہے اور بُعد اور دوئی دیکھتا ہے اور کلمۂ انا الحق اور سبحانی کا راگ الاپتا ہے۔

(۲) جمع الجمع کہ جس کو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ مخلوق کو حق سبحانہ سے جُدا دیکھے اور عدمِ فرق کی حالت کے بعد جو کہ مقامِ جمع میں تھی فرق کرنے لگے اور سُکر کے بعد صحو حاصل ہو جائے اور کفر کے بعد اسلام اور نما ہو جائے اور ذکر و نماز میں مشغول ہو جائے۔

(۳) سیرِ آفاقی یعنی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور

(۴) سیرِ انفسی میں اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ سیرِ آفاقی بُعد در بُعد ہے اور سیرِ انفسی قرب در قرب ہے۔ اور یافت (پانا) اپنے اندر ہے۔ اپنے سے باہر یافت نہیں ہے۔

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست با تو در زیرِ گلیم ست ہر چہ ہست

(۵) سیرِ الی اللہ، اسمائے جلّ و علا میں سے اُس اسم تک ہے جو مراتبِ وجوب سے ہے۔

Marfat.com

(۶) سیر فی اللہ اُس اسم (مبدأ تعیّنِ سالک) میں اور اُس اسم کے اصول کے ظلال میں ہے۔

پس سیرِ فی اللہ کے معنی، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اُس کی صفات میں سیر ہے۔ یہ دونوں سیریں (سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ) مراتبِ عروج میں کمال حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہاں دو سیریں اور بھی ہیں جو کہ نزول اور تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں یعنی (۷) سیر عن اللہ باللہ اور (۸) سیر فی الاشیاء۔ تیسری سیر، اثنائے نزول میں ہے اور چوتھی سیر، نزول کا کمال ہے جو کہ دعوت کا مقام ہے۔

(۹) برزخ اُس چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو چیزوں کے درمیان واسطہ ہو اور دونوں کا رنگ رکھتا ہو۔

حقیقتِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو جو کہ مقامِ وحدت ہے برزخِ کبریٰ کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ اطلاق، ذات اور مرتبۂ احدیت کے تقیّدات کے درمیان جو کہ اعیانِ ثابتہ اور ممکنات کے حقائق ہیں، واسطہ ہے اور یہ وحدت، اطلاق کا رنگ بھی رکھتا ہے اور تقیّد کا رنگ بھی۔ اور وہ ایسا مطلق ہے جو کہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقیّد ہے اور ایسا مطلق ہے کہ جس کی ضد، تقیّد ہے اور مرتبۂ فوق جو کہ مرتبۂ لاتعیّن ہے اُس کا اطلاق ایسا اطلاق ہے جو اطلاق کی قید اور تقیّد کی ضدیت کے بغیر ہے اور اعیانِ ثابتہ کو جو[1] وجود و عدم کے درمیان برزخ کہا جاتا ہے تو

---

[1] وجود اور عدم کی تفصیل بھی مکتوباتِ معصومیہ (۱/۱۲) میں ہے (۱) عدم۔ (۲) وجودِ عدم (۳) فنائے حقیقی اور (۴) وجودِ فنا کی بحث اسی مکتوب میں ہے اور اس میں بڑی باریکیاں ہیں۔

Marfat.com

اس لیے کہ یہ وجود کا رنگ بھی رکھتے ہیں، کیوں کہ وہ علمِ الٰہی میں وجود رکھتے ہیں اور عدم کا رنگ بھی رکھتے ہیں، کیوں کہ وہ خارج میں معدوم ہیں۔ اور بزرگوں نے قبر کو دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ کہا ہے اور وہ دونوں کے احکام رکھتی ہے :۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ (جو شخص مرگیا اُس کی قیامت قائم ہوگئی) اور وہ (قبر) قیامت کے احکام یعنی عذاب وثواب اور حساب ہونا اور اعمال کا منقطع ہونا بھی رکھتی ہے۔

(۱۰) ولایتِ صغریٰ (۱۱) ولایتِ کبریٰ اور (۱۲) ولایتِ عُلیا۔ یہ الفاظ ہمارے حضرت عالی (مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ) کی خاص اصطلاحات میں سے ہیں کہ یہ قوم (صوفیہ) کے کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ولایتِ صغریٰ، ولایتِ اولیاء ہے جو کہ اسماء وصفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے۔ ولایتِ کبریٰ، ولایتِ انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ اصل سے متعلق ہے۔ اور ولایتِ عُلیا، ولایتِ ملاءِ اعلیٰ ہے جو کہ اُن دونوں ولایتوں کے اوپر ہے۔ اور کمالاتِ نبوّت وہ کمالات ہیں جو انبیاء علیہم السّلام کی نبوّت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور تینوں قسموں کی ولایات کے کمالات کے اوپر ہیں۔ اور تینوں قسموں کی ولایات کے کمالات اور کمالاتِ نبوّت کی تفصیل ہمارے حضرت عالی (مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مکتوبات شریف جلد اوّل (مکتوب ۲۶۰) کے طریقے کے بیان والے مکتوب میں ہے۔ وہاں سے حاصل فرمائیں۔"

یہ اصطلاحات بھی خصوصی ہیں اور سلسلۂ نقشبندیہ میں کچھ اور بھی ہیں یعنی سلسلۂ نقشبندیہ کی گیارہ خاص اصطلاحات ہیں۔ جن میں سے آٹھ تو حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرّہ کی ہیں اور تین حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدّس سرّہ کی ہیں۔ حضرت عبدالخالق غجدوانی قدّس سرّہ کی اصطلاحات

Marfat.com

یہ ہیں :-

(۱) ہوش در دم ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ہر سانس میں بیداری اور ہوشیاری بھی رکھے کہ ذکرِ لسانی اور ذکرِ قلبی، حضورِ دل سے ہو اور غفلت پیدا نہ ہونے پائے ۔ یعنی ہر سانس جو باہر آئے یا اندر جائے اُس میں حضور اور آگاہی ہو اور سانس کے آنے جانے کے درمیان کے وقفے میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد قائم رہے ۔ اس کو پاسِ انفاس بھی کہتے ہیں ۔

دم بدم دم را غنیمت دان وہمدم شو بہ دم
واقفِ دم باش و در دم ہیچ دم بے جا مدم

اس ہوش در دم کی برکت سے اور اسی سیرِ الفسی میں سیرِ آفاقی بھی حاصل ہو جاتی ہے ۔ اسی لیے بدایت میں نہایت مندرج کہی جاتی ہے ۔

اور معنیِ خاص یہ ہیں کہ ہر سانس میں غیر اللہ کی نفی اور صرف اللہ کا اثبات ہو اور ہمیشہ لا موجود الا اللہ پیش نظر ہو ۔[1]

(۲) نظر بر قدم ۔ یعنی سالک پر واجب ہے کہ وہ سوائے قدم کی پُشت کے کسی طرف نظر نہ کرے اور ماسوا اللہ کو اپنے قدم کے نیچے رکھے، نیز تواضع، فروتنی، حلم اور نرمی کو اختیار کرے، سورۃ النور (۲۴) میں ہے :- قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (مسلمانوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) ۔ اس طرح جمعیتِ قلبی بھی حاصل ہوتی ہے اور تکبّر سے دوری بھی ۔ سورۃ بنی اسرائیل (۳۷) میں ارشاد ہے :-

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (اور مت چل زمین پر اکڑ کر) دراصل

---

[1] ہیئتِ شرائط نقشبندیہ (از ملا حسین خباز) اور عمدۃ السلوک حصّہ دوم (از حضرت مولانا زوّار حسین رح) میں یہ سب تفصیل درج ہے ۔

Marfat.com

انسان کی راہ میں دو خاص رکاوٹیں ہیں۔ (۱) آفاق یعنی یہ دنیا اور (۲) انفس یعنی نفس کی رضا جوئی میں مبتلا ہو کر اللہ کی رضا جوئی سے غفلت۔ نظر بر قدم سے آفاق کا رشتہ دور ہوتا ہے اور ہوش در دم سے انفس کا تفرقہ دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں جب تمام حرکات و سکنات قائم ہو جاتے ہیں تو آفاق اور انفس کی تمام رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں۔

(۳) سفر در وطن۔ یعنی باطنی اور روحانی سفر۔ صفاتِ رذیلہ (مثلاً حسد، بغض، تکبّر، ریا، غیبت وغیرہ) سے جب صفات ملکیہ فاضلہ (یعنی صبر، شکر، خوف، رجا وغیرہ) کی طرف ترقی ہوتی ہے اور ولایتِ صغریٰ، کبریٰ، عُلیا وغیرہ کی طرف عروج حاصل ہوتا ہے تو پھر غیر اللہ کی محبت ختم ہو جاتی ہے اور نفس کی رضا جوئی سے بیزاری ہو جاتی ہے۔

(۴) خلوت در انجمن — یہ مقام سفر در وطن کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اور سالک کسی قدم پر اور کام میں اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ (النور ۳۷) تفرقۂ ظاہری سے بعض اوقات چارہ نہیں ہوتا، کیوں کہ مخلوق کے حقوق ادا کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن تفرقۂ باطنی کسی وقت بھی اچھا نہیں، کیوں کہ باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

(۵) یاد کرد۔ اس سے مُراد ذکر ہے، خواہ لِسانی ہو، خواہ قلبی، خواہ نفی اثبات ہو، خواہ اسمِ ذات کا ذکر ہو۔ ہر حال میں بلا ناغہ، اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کی جائے۔

(۶) بازگشت — یعنی نفی اثبات (کلمۂ طیبہ) کو طاق عدد کی رعایت سے چند بار کہے تو اس کے بعد دل کی زبان سے مناجات بھی کہے کہ "اے اللہ"

Marfat.com

میرا مقصود تو ہی ہے۔ اپنی رضا سے مجھے اپنی محبّت و معرفت عطا فرما"
یہ اس لیے ہے کہ اگر غرور یا کسی اور جذبے کی آمد ہو تو اس طرح وہ
عاجزی اور فروتنی سے دور ہو سکے۔

(۷) نگہداشت۔ یعنی نفس کے وسوسوں سے دل کو پاک کرنے کی کوشش
کی جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان وسوسوں سے بے خیال ہو جائے
اور فوراً ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے۔

(۸) یاد داشت۔ یعنی اپنی پوری توجہ (جو الفاظ و خیالات سے
خالی ہو) ذاتِ حق کی طرف لگائے رکھے، تاکہ دوام آگاہی حاصل ہو سکے
اور وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (وہ تمھارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو)
کو ہمیشہ نگاہ میں رکھے۔ اور مرتبۂ حقیقت میں (فنائے حقیقی اور بقائے کامل
کے بعد) دوام آگاہی ہے جو یاد داشت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

یاد داشت کے بعد دہم اور پنداشت ہے یعنی پھر کوئی اور مرتبہ
نہیں ہے۔

حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ کی تین اصطلاحات اور
ہیں۔ یعنی :-

(۹) وقوفِ زمانی۔ یعنی ہر ساعت کے بعد سالک اپنا محاسبہ کرے کہ کہیں
غفلت تو نہیں آئی۔ گویا وہ ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے اور غفلت
کو دور کرنے کے لیے استغفار کرنا اور اس کے ترک کرنے کا عزم کرنا بھی
ضروری ہے۔

(۱۰) وقوفِ عددی۔ یعنی ذکرِ نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت
رکھی جائے، کیوں کہ حدیث ہے کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ اکیلا

Marfat.com

ہے اور وہ اکیلے کو یعنی طاق عدد کو پسند فرماتا ہے)۔

(۱۱) وقوفِ قلبی ــ یعنی ہر وقت قلب کو ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھنا اور ہر طرف سے توجہ ہٹانا۔ تاکہ غفلت دور رہو اور ذکر دائم بن جائے۔ اگر کسی کو قلبی ذکر اثر نہ کرے تو محض وقوفِ قلبی کا امر کیا جائے[1]

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے ایک مکتوب (دفتر اوّل: ۲۲۱) میں اس طریقۂ عُلیّہ کے متعلق اس طرح تفصیل ارشاد فرمائی ہے:-

اے برادر، اس بلند طریق کے سرِ حلقہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو انبیاً علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگوں کی عبارت میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے افضل ہے۔ کیوں کہ ان کی نسبت جس سے مُراد، خاص حضور اور آگاہی ہے، بعینہٖ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اور حضور ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں نہایت اس کی ابتدا میں مندرج ہے۔ حضرت خواجہ

---

[1] مکتوباتِ معصومیہ (۱/۱۶۵)۔ خواجہ محمد معصومؒ نے اس ترتیب سے ان اصطلاحات کی تشریح کی ہے :- (۱) سفر در وطن (۲) خلوت در انجمن (۳) نظر بر قدم (۴) ہوش در دم (۵) یاد کرد (۶) یادداشت (۷) وقوفِ قلبی (۸) وقوفِ عددی (۹) مراقبہ (۱۰) سلطانِ ذکر (۱۱) ربط (۱۲) توحید (۱۳) عدم (۱۴) وجودِ عدم (۱۵) فنائے حقیقی (۱۶) وجودِ فنا (۱۷) بازگشت۔

Marfat.com

نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں[1] ؎ قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

اور اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں مندرج ہے تو پھر ان کی انتہا کیا ہوگی؟ نیز جب دوسروں کی نہایت وصول بحق ہے تو پھر ان کو حق سے آگے کہاں تک سیر میسّر ہوگی؟ حالانکہ لَیْسَ وَرَآءَ العِبَادان قریۃٌ (جزیرۂ عبادان کے آگے کوئی اور قریہ نہیں ہے) مثل مشہور ہے، تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں :-

اس طریقۂ عُلیّہ کی نہایت اگر میسّر ہو جائے وصل عریانی ہے جس کے وصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے نا امیدی کا حاصل ہونا ہے۔ پس اس سے سمجھ لے کیوں کہ ہمارے کلام میں اشارے ہیں جن کو خواص بلکہ اخصّ میں سے بہت تھوڑے سمجھتے ہیں۔ اس اعلیٰ دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس واسطے بیان کی ہے کہ اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے۔ اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے نا امیدی کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن اگر ان دونوں دولتوں کا جمع ہونا اُن کے آگے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے کہ ان کے جمع ہونے کو جمع ضدّین خیال کریں۔ اور محالات کی قسم سے جانیں۔ وہ جماعت جو وصل کا دعوےٰ کرتی ہے، یاس کو حرمان جانتی ہے اور وہ گروہ جو یاس کے مدعی ہیں وصل کو عین فضل خیال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس بلند مرتبے تک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس عالی مقام کا ایک پرتو اُن کے باطن پر چمکا ہے

---

[1] حضرت مجدّدؒ کے مکتوبات (۱/۶۶-۲۲۵ - ۲۹۰ - اور ۲/۴۳) وغیرہ میں نہایت در بدایت کی تفصیل ہے۔

Marfat.com

جس کو بعض نے وصل خیال کیا ہے اور بعض نے یاس اور یہ تفاوت ہر ایک گروہ کی استعداد سے پیدا ہوتا ہے اور ایک گروہ کی استعداد کے مناسب وصل ہے اور دوسرے گروہ کی استعداد کے مناسب یاس ہے۔

اس حقیر کے نزدیک وصل کی استعداد سے یاس کی استعداد بہت اچھی ہے۔ اگرچہ وصل و یاس ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ اس جواب سے دوسرے اعتراض کا جواب بھی روشن ہو گیا کیوں کہ وصل مطلق اور ہے اور وصل عریان اور۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور وصل عریانی سے ہماری مراد یہ ہے۔ کہ حجاب سب کے سب اٹھ جائیں۔ اور تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ اور چوں کہ ہر قسم کی تجلّیات اور مختلف قسم کے ظہورات بہت بڑے اور قوی حجاب ہیں اس لیے ان سب تجلیات و ظہورات سے گزر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے۔ خواہ یہ تجلّی و ظہور امکانی آئینوں میں ہو۔ خواہ وجوبی مظہروں میں۔ کیوں کہ اصل حجابوں کے حاصل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اور اگر کچھ فرق ہے تو شرف اور رتبے میں ہے۔ اور وہ طالب کی نظر سے خارج ہے۔

اگر پوچھیں کہ اس بیان سے لازم آتا ہے کہ تجلّیات کی نہایت ہے۔ حالانکہ مشائخ طریقت نے تصریح کی ہے کہ تجلّیات کی نہایت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجلّیات بے نہایت ہونا اس لحاظ سے ہے کہ اسماء و صفات میں سیر مفصّل طور پر واقع ہو۔ اس تقدیر پر حضرت ذات تک پہنچنا میسّر نہیں ہے۔ اور وصل عریانی حاصل نہیں۔ بلکہ حضرت ذات تک پہنچنا اسماء و صفات کو مجمل طور پر طے کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اس وجہ سے تجلّیات کی نہایت ہو گی۔ اور اگر کہا جائے کہ تجلّیاتِ ذاتیہ

کو بھی بے نہایت کہا ہے۔ جیساکہ (اسی موضوع سے متعلق واضح الفاظ میں)
مولوی جامی قدس سرّہ نے شرحِ لمعات میں اس کی تصریح
کی ہے پس تجلّیات کی نہایت کس وجہ سے درست ہے؟ تو اس کا جواب
یہ ہے کہ وہ تجلّیاتِ ذاتیہ بھی شیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر
نہیں ہیں۔ کیوں کہ اس ملاحظہ کے بغیر تجلّی کا ہونا ممکن نہیں۔ اور
جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا امر ہے جو تجلّیات کے ماورا
ہے خواہ وہ تجلّیات صفاتی ہوں خواہ ذاتی۔ کیوں کہ اس مقام میں
تجلّیٰ کا اطلاق جائز نہیں خواہ کوئی تجلّیٰ ہو۔ اس لیے کہ تجلّیٰ مُرادِ
شے کے ظہور سے جو دوسرے یا تیسرے یا چوتھے مرتبے میں ہو۔ جہاں
تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور یہاں سب مراتب ساقط ہو گئے۔ اور
تمام مسافت طے ہو چکی ہے۔

اور اگر یہ پوچھیں کہ ان تجلّیات کو ذاتی کس اعتبار سے کہا
جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ تجلّیات اگر معانی زائدہ کے ملاحظہ سے ہیں
تو تجلّیاتِ صفات ہیں اور اگر غیر زائدہ معانی کے ملاحظہ سے ہیں۔ تو
تجلّیاتِ ذات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وحدت کے ظہور کو جو تعیّن اوّل ہے
اور ذات پر زائد نہیں ہے۔ بزرگوں نے تجلّیٰ ذات کہا ہے۔ اور
ہمارا مطلب حضرت ذات تعالیٰ و تقدّس ہے جہاں معانی کے ملاحظہ
کو ہرگز گنجایش نہیں ہے۔ خواہ وہ معانی زائدہ ہوں یا غیر زائدہ کیونکہ
معانی سب کے سب مجمل طور پر طے ہو کر حضرت ذات تعالیٰ تک وصول
میسّر ہوا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ وصل اس مقام مطلب کی طرح
بے چون و بے چگون ہے۔ اور وہ اتّصال جس کو عقل سمجھ سکے وہ بحث

Marfat.com

سے خارج ہے اور اس جناب پاک کے لائق نہیں ہے کیوں کہ چون کو بے چون کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔ لَا یَحْمِلُ عَطَایَا اَلْمُلُکِ اِلَّا مَطَایَاہُ (بادشاہ کے عطیّوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں) ؎

اتّصالے بے تکیّف بے قیاس ہست رب النّاس را با جان ناس

اس طریقۂ عُلیہ کے مشائخ میں سے کسی نے اپنے نہایت کی خبر نہیں دی ہے۔ سب نے اپنے طریق کے ابتدا کی نسبت کہا ہے کہ نہایت اسی میں مندرج ہے۔ جب ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا ملی ہوئی ہو تو اُن کی نہایت اسی بدایت کے مناسب ہونی چاہیے۔ اور وہ وہی ہے جس کے ظاہر کرنے سے اس فقیر نے امتیاز حاصل کیا ہے ؎

اگر بادشہ بر درِ پیر زن بیاید تو اے خواجہ سہلت مکن

لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَلْحَمْدُ وَ الْمِنَّۃُ عَلٰی ذَالِکَ ۔ اس بات پر اللہ کی حمد اور احسان ہے۔

اے برادر! اس طریق سے اور دوسرے طریقوں سے اس نہایت کے واصل بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اگر ان افراد کی تعداد ظاہر کریں تو نزدیک ہے کہ نزدیک کے لوگ دوری اختیار کریں۔ اور بعیدوں کے انکار سے تو کچھ تعجّب ہی نہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے نہایت النہایت تک کمال وصول کے سبب سے ہے۔

اور اس طریقۂ عُلیہ کی خصوصیّتوں میں سے ایک سفر در وطن ہے جو سیر انفسی سے مُراد ہے اگرچہ سیر انفسی مشائخ کے تمام طریقوں میں ثابت ہے لیکن وہ سیر سیرِ آفاقی کے قطع کرنے کے بعد نہایت میں میسّر ہوتا ہے۔ اور اس طریق میں ابتدا اس سیر سے ہے۔ اور سیرِ آفاقی

اسی سیر کے ضمن میں قطع ہو جاتا ہے۔ پس اس سیر کا منشا جو ابتدا میں حاصل ہوتا ہے ابتدا میں انتہا کا مندرج ہوتا ہے اور دوسرا خاصہ خلوت در انجمن ہے جو سفر در وطن پر متفرع و مترتب ہے۔ جب سفر در وطن میسّر ہو جائے، خلوت در انجمن اس کے ضمن میں میسّر ہو جائے گا۔ پس سالک تفرقہ کی انجمن میں بھی ہو کر وطن کے خلوت خانہ میں سفر کرتا ہے۔ اور اتفاق کا تفرقہ انفس کے حجرہ میں راہ نہیں پاتا۔ یہ خلوت در انجمن اگرچہ دوسرے طریقوں کے منتہیوں کا حاصل ہے لیکن اس طریق میں چوں کہ ابتدا ہی میں میسّر ہو جاتی ہے اس لیے اس طریق کے خاصوں میں سے ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ خلوت در انجمن اس تقدیر پر ہے کہ خلوت خانہ کے دروازوں کو بند کیا ہو اور تمام سوراخوں کو مسدود کر دیا ہو۔ یعنی انجمن تفرقہ میں کسی طرف متوجہ نہ ہو اور متکلّم و مخاطب نہ ہو۔ نہ یہ کہ آنکھ کو ڈھانپے اور حواس کو تکلّف کے ساتھ بیکار کرے کیوں کہ یہ بات اس طریق کے منافی ہے۔

اے برادر! یہ سب حیلہ اور تکلّف ابتدا اور وسط ہی میں ہے۔ اور انتہا میں اس قسم کا حیلہ اور تکلّف درکار نہیں ہے۔ عین تفرقہ میں جمعیّت ہے اور نفس غفلت میں حاضر ہے۔ اس سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ منتہی کے حق میں تفرقہ و عدم تفرقہ مطلق طور پر مساوی ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ تفرقہ و عدم تفرقہ اس کے باطن کی نفس جمعیّت میں برابر ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرلے اور ظاہر سے بھی تفرقہ کو دفع کر دے تو پھر بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو امر کرتا ہوا فرماتا ہے۔
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔ (اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے توڑ کر اس سے جوڑ)۔

جاننا چاہیے کہ بعض اوقات ظاہر کے تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا۔ تاکہ خلق کے حقوق ادا ہوں، پس تفرقۂ ظاہر بھی بعض اوقات اچھا ہے۔ لیکن تفرقۂ باطن کسی وقت میں جائز نہیں۔ کیوں کہ وہ خالص حق تعالیٰ کیلیے ہے۔

پس (مسلمان) بندوں سے تین حصّے خدائے تعالیٰ کے لیے مقرر ہوئے۔ باطن سب کا سب اور ظاہر سے ایک نصف اور ظاہر کا دوسرا نصف خلق کے حقوق ادا کرنے کے لیے باقی رہا۔ لیکن ان حقوق کے ادا کرنے میں چوں کہ حق تعالیٰ کے امر کی بجا آوری ہے اس لیے وہ دوسرا نصف بھی حق تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ إِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ إِلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۔ (سب امر اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ پس اسی کی عبادت کر اور اسی پر توکّل کر اور تیرا رب اس سے جو تم کرتے ہو غافل نہیں)۔

اور اس طریق میں جذبہ، سلوک پر مقدم ہے۔ اور سیر کی ابتدا عالمِ امر سے ہے نہ عالمِ خلق سے۔ برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے کہ ان کے سیر کی ابتدا عالمِ خلق سے ہے۔ اور اس طریق میں سلوک کی منزلیں جذبہ کے مراتب طے کرنے کے ضمن میں قطع ہو جاتی ہیں۔ اور عالمِ خلق کا سیر عالم امر کے سیر میں میسّر ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس اعتبار سے بھی کہیں کہ اس طریق میں انتہا ابتدا میں درج ہے تو گنجائش رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابتدا کا سیر اس طریق میں انتہا کے سیر میں مندرج ہے۔ نہ یہ کہ انتہا سے ابتدا کی سیر

Marfat.com

کے لیے اتر آتے ہیں اور نہایت کا سیر تمام کرنے کے بعد ہدایت کا سیر کرتے ہیں۔

اس مضمون سے اس شخص کا خیال باطل ہوگیا جو یہ کہتا ہے کہ اس طریق کی انتہا دوسرے مشائخ کے طریقوں کی ابتدا ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس طریق کے بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے کہ اسماء وصفات میں ان کا سیر ان کی نسبت کے تمام ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ پس درست ہوا کہ ان کی نہایت دوسروں کی بدایت ہے۔ کیوں کہ اسماء صفات کا سیر تجلّیات ذاتیہ کے سیر کی نسبت ابتدا میں ہے۔ تو ہم جواب میں کہتے ہیں۔ کہ ان کا سیر اسماء صفات میں تجلّیات ذاتیہ کے سیر کے بعد نہیں ہے۔ بلکہ اسی سیر کے ضمن میں وہ سیر بھی واقع ہو جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب سیر اسمائی وصفاتی کسی عارضہ کے پیش آنے کے باعث ظہور کرتا ہے۔ اور تجلّیات ذاتی کا سیر پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ تو خیال میں آتا ہے کہ اس سیر کو تمام کر کے تجلّیات اسمائی وصفاتی میں داخل ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں ولایت کے مدارج میں سیر پورا کرنے کے بعد خلق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کے لیے عالم کی طرف جو رجوع واقع ہوتا ہے۔ اگر اس رجوع کو اُن کی نہایت سمجھ کر اپنی بدایت تصوّر کیا ہو تو بعید نہیں۔ لیکن کس طرح کہے کہ جب اُس کے مشائخ نہایت میں یہی رجوع رکھتے ہیں۔ اور نیز نہایت و بدایت سے مُراد ولایت کی نہایت و بدایت ہے اور یہ رجوع کا سیر ولایت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مرتبۂ دعوت و تبلیغ کا ایک حصّہ ہے۔ اور یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور بے شک موصل ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ

Marfat.com

سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریقہ طلب کیا ہے جو بے شک موصل ہے اور آپ کی یہ التجا قبول ہو گئی ہے۔ چناں چہ رشحات میں حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ کیوں کر اقرب اور موصل نہ ہو جب کہ انتہا اس کے ابتدا میں مندرج ہے۔ وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق میں داخل ہوا اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔ ع

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ پڑ جائے تو طریق کا کیا گناہ ہے اور طالب کا کیا قصور۔ کیونکہ حقیقت میں اس طریق کا رہبر موصل ہے۔ نہ نفس طریق۔ اور اس طریق میں ابتدا میں حلاوت و وجدان ہے اور انتہا میں بے مزگی اور فقدان جو نا امیدی کے لوازم سے ہے برخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ابتدا میں بے مزگی اور فقدان رکھتے ہیں اور انتہا میں حلاوت و وجدان۔ اور ایسے ہی اس طریق کے ابتدا میں قرب و شہود ہے اور انتہا میں بُعد و حرمان۔ برخلاف دوسرے مشائخ کرام کے طریقوں کے۔

پس اس مضمون سے طریقوں کے فرق کو قیاس کرنا چاہیے۔ اور اس بلند طریق کی بزرگی کو معلوم کرنا چاہیے۔ کیوں کہ قرب و شہود اور حلاوت و وجدان دوری اور مہجوری سے خبر دیتے ہیں اور بعد و حرمان اور بے حلاوتی اور فقدان نہایت قرب سے خبر دیتے ہیں۔ عقلمند اس بات کو سمجھتے ہیں۔

اس بھید کی شرح میں اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو اپنے نفس سے زیادہ پر اپنے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرب و شہود اور حلاوت و وجدان اس کے لیے اپنے نفس کے حق میں مقصود ہیں۔ اور اپنے غیر کی نسبت جس سے بیگانگی رکھتا ہے یہ سب نسبتیں موجود ہیں۔ فَالْعَاقِلُ

Marfat.com

تَکْفِیْہِ اِلَّا شَارَۃٌ۔ پس عقلمند کے لیے ایک اشارہ کافی ہے۔

اور اس طریق علیہ کے بزرگواروں نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم بنایا ہے۔ احکامِ شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و ٹیز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیتے اور صوفیہ کی بیہودہ باتوں پر مفرور و مفتون نہیں ہوتے۔ اور اُن کے احوال کو جو شرعی ممنوعات اور سنّت سنیہ کے خلاف اختیار کرنے سے حاصل ہوں، قبول نہیں کرتے۔ اور نہ ہی انھیں چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماع و رقص کو پسند نہیں کرتے۔ اور ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت استمراری۔ وہ تجلّی ذاتی جو دوسروں کے لیے برق خاطف کی طرح ہے ان کے لیے دائمی ہے۔ اور حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان بزرگوار کے نزدیک بے اعتبار ہے۔ بلکہ ان کا معاملہ حضور تجلّی سے برتر ہے۔ جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدّس سرّہ نے فرمایا ہے کہ اس طریق علیہ کے خواجگان قدّس سرّہم ہر زرّاق اور ہر رقّاص یعنی مکر کرنے والے اور ناچنے کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے ان کا کارخانہ اس سے بلند تر ہے اور اس مقام میں پیری و مُریدی طریقہ کے تعلم و تعلیم پر موقوف ہے نہ کلاہ و شجرہ پر جو مشائخ کے اکثر طریقوں میں مرسوم ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے متأخرین نے پیری و مُریدی کو کلاہ پر منحصر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر تعدد تجویز نہیں کرتے۔ اور طریق سکھانے والے کو مُرشد کہتے ہیں پیر نہیں جانتے اور آداب پیری کو اس کے حق کو مدِّ نظر نہیں رکھتے۔ یہ ان کی بڑی جہالت اور نادانی ہے۔

Marfat.com

نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر کہا ہے۔ اور پیر کا تعدد تجویز فرمایا ہے۔ بلکہ پیر اول کی حینِ حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ نے اس بات کی تجویز کے لیے علمائے بخارا سے اس بات کا فتویٰ درست فرمایا تھا۔ ہاں اگر ایک پیر سے خرقۂ ارادت کیا ہو۔ تو پھر دوسرے سے خرقۂ ارادت نہ لے اور اگر لے تو تبرک کا خرقہ لے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے۔ بلکہ روا ہے کہ خرقۂ ارادت ایک سے لے اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے۔ اور اگر یہ تینوں دولتیں ایک ہی سے میسّر ہو جائیں تو زہے قسمت و نعمت۔ اور جائز ہے کہ مشائخ متعدّدہ سے تعلیم و صحبت کا استفادہ کرے۔

جاننا چاہیے کہ پیر وہ ہے جو مُرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے کیوں کہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی اور طریقت کا رہنما بھی ہے۔ برخلاف پیر خرقہ کے۔ پس پیر تعلیم کے آداب کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہیے۔ اور پیر بننے اور کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے۔ اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفس امّارہ کے ساتھ احکام شرعی کے بجالانے اور سنّت سنیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کی متابعت کو لازم پکڑنے سے ہیں کیوں کہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفس امّارہ کی خواہشوں کو دور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جلّ شانہٗ کی دشمنی میں قائم ہے۔

Marfat.com

پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے۔ جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر ہوائے نفس سے دور تر ہوگا۔ کیوں کہ نفس پر شریعت کے اوامر و نواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں۔ کیوں کہ جوگی اور ہندو برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں۔ اور وہ ریاضتیں ان کے حق میں گمراہی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں اور سوائے خسارے کے کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ اور اس طریق میں طالب کا سلوک شیخ مقتدا کے تصرف پر منحصر ہے۔ اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ابتدا میں نہایت کا درج ہونا اسی کی شریف توجہ کا اثر ہے اور بے چونی اور بے چگونی کا حاصل ہونا اسی کے کمال تصرف کا نتیجہ ہے۔ بیخودی کی وہ کیفیت جس کو انہوں نے مخفی یعنی پوشیدہ راہ سے تعبیر کیا ہے۔ اس کا حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اور وہ توجہ جو شش جہت سے معرّا ہے۔ اس کا وجود طالب کے حوصلہ سے باہر ہے ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند کہ برند از رہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں۔ اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور و آگاہی بخش دیتے ہیں۔ اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں۔ اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ ہاں سچ ہے۔ جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے اولیائے کرام کے غضب سے بچائے۔

Marfat.com

اور اس طریقہ میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے۔ ان بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ جس کو ہماری خاموشی سے نفع حاصل نہ ہوا۔ وہ ہمارے کلام سے کیا نفع حاصل کرے گا۔ اور اس خاموشی کو انھوں نے تکلف کے ساتھ اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ اُن کے طریق کے لوازم اور ضروریات میں سے ہے۔ کیوں کہ ان بزرگواروں کی توجہ ابتدا ہی سے احدیتِ مجردہ کی طرف ہے۔ اور اسم و صفت سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے۔ اور معلوم ہے کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے موافق، خاموش اور گونگا ہونا ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ اس بات کی مصداق ہے۔"

نقشبندیہ طریق کی اس تفصیل کے بعد مزید کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ صوفیہ کے علوم و معارف اور دیگر اصطلاحات کا ذکر بھی مکتوبات شریف میں ہے۔ مثلاً جذب و سلوک اور ولایتِ صغانہ وغیرہ کی تشریح کے لیے دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۲۸۷ - ۲۳۰۔ علم الیقین و عین الیقین وغیرہ کے لیے دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۲۷۷۔ اور دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۴ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور قطب اور قطب الاقطاب وغیرہ کے لیے دفتر اوّل کا مکتوب نمبر ۲۵۶ ملاحظہ فرمائیں۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک امتیازی خصوصیت وحدۃ الشہود کا عقیدہ بھی ہے جس کا ذکر ضروری ہے۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود

عشق الٰہی کی لذت سے سرشار ہو کر ایک سالک بعض اوقات خود کو کھو بیٹھتا ہے اور ماسوائے حق اُس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے،

Marfat.com

پھر وہ اس حال میں انا الحق (میں خدا ہوں) اور سُبحانی مَا اَعظَم شانی (میں سبحان ہوں، میری شان بڑی ہے) وغیرہ الفاظ ادا کرنے لگتا ہے۔ گویا مغلوب الحال صوفیہ کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ اسی کو توحیدِ وجودی کہتے ہیں۔ لیکن غیر مغلوب الحال لوگ بلا وجہ ایسا کہیں تو وہی کسی طرح جائز نہیں۔

توحیدِ وجودی والے گروہ کے امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م بسنہ ۶۳۸ھ) ہیں۔ لیکن اُن سے پہلے کے مشائخ کی عبارتیں گو کہ توحیدِ وجودی کی خبر دیتی ہیں، تاہم وہ توحیدِ شہودی سے زیادہ قریب ہیں۔ حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ فرماتے ہیں :-

"اوّل جس بزرگ نے توحیدِ وجودی کی تصریح کی ہے وہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ ہیں۔ ان سے پہلے کے مشائخ کی عبارتیں اگرچہ توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں لیکن توحیدِ شہودی پر محمول کرنے کے قابل ہیں، کیونکہ جب وہ حق جلّ شانہ کے غیر کو نہیں دیکھتے تو بعض کہتے ہیں لَیسَ فِی جُبَّتِی سِوَا اللّٰہِ (میرے جُبّہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں) اور بعض سُبحانی مَا اَعظَم شانی (میں سبحان ہوں، میری شان بلند ہے) پکار اٹھتے ہیں اور بعض لَیسَ فِی الدَّارِ غَیرُہٗ دَیَّارٌ (گھر میں اس کے سوا کوئی رہنے والا نہیں) کی آواز لگاتے ہیں۔ یہ سب پھول، ایک ہی "یک بینی" کی شاخ سے کھلتے ہیں اور ان عبارتوں میں سے کوئی عبارت بھی وحدۃ الوجود پر دلالت نہیں کرتی اور جس شخص نے مسئلہ وحدۃ الوجود کو ابواب[1] و فصول میں لکھا ہے اور صرف و نحو کی طرح اس کو

---

[1] یعنی اس مسئلہ کو انھوں نے ذہنی اور استدلالی جامہ پہنایا اور تصوّف کو خالص فلسفہ بنا دیا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (م بسنہ ۸۹۸ھ) گو کہ وحدۃ الوجود کے مشہور حامی ہیں لیکن ان کی لوائحؔ کی یہ عبارت بھی توحیدِ شہودی سے زیادہ قریب ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

تالیف کیا ہے وہ شیخ محی الدینؒ ہی ہیں کہ اس مسئلے کے بعض دقیق معارف کو اپنے ساتھ مخصوص و منسوب کیا ہے، حتیٰ کہ انھوں نے کہا ہے کہ خاتم النبوت بعض علوم و معارف کو خاتم الولایت سے اخذ کرتا ہے اور خاتم ولایتِ محمدی اپنے آپ کو جانتا ہے اور اُس کے شارحین نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے خزانچی سے کوئی چیز لے لے تو کیا نقصان ہے۔

غرض کہ فنا و بقا اور کمالاتِ ولایتِ صُغریٰ و کبریٰ کے حصول کے لیے توحیدِ وجودی بالکل درکار نہیں، توحیدِ شہودی حاصل ہونی چاہیے تاکہ فنا متحقّق ہو جائے اور ماسوای اللہ کا نسیان حاصل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ سالک ابتدا سے انتہا تک سیر کر جائے اور توحیدِ وجودی کے علوم و معارف میں سے کچھ بھی اس پر ظاہر نہ ہو، بلکہ قریب ہے کہ ان علوم کا انکار کر دے۔ فقیر کے نزدیک وہ راستہ جو ان معارف کے ظہور کے بغیر سلوک کے ساتھ میسّر ہو جائے وہ اُس راستے سے زیادہ قریب ہے جو اس ظہور پر مشتمل ہے۔ اور نیز اس راہ (توحیدِ شہودی) کے سالکوں میں سے اکثر، مطلوب تک پہنچتے ہیں اور اُس راہ (توحیدِ وجودی) کے چلنے والے اکثر راستے ہی میں رہ جاتے ہیں اور دریا سے ایک قطرہ لے کر ہی سیراب ہو جاتے ہیں

"توحید، یگانہ گردانیدنِ دل است یعنی تخلیص و تجریدِ او از تعلق بماسوئ حق سبحانہٗ ہم از روے طلب و ارادت، و ہم از جہتِ علم و معرفت۔ یعنی طلب و ارادتِ او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظرِ بصیرتِ او مرتفع شود و از ہمہ روئے توجّہ بگرداند، بغیر از حق سبحانہ آگاہی و شعورش نماند

Marfat.com

اور ظل کے اصل کے ساتھ اتحاد کے وہم میں گرفتار رہتے اور اصل سے محروم ہو جاتے ہیں[1]۔"

خود حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کا ابتدائی مشرب توحیدِ وجودی کا تھا[2] اور اُن کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مرضِ موت سے ایک ہفتہ پہلے توحیدِ وجودی کو ایک تنگ کوچہ سمجھنے لگے تھے[3]۔

حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے مکتوبات کے دفتر دوم میں مکتوب نمبر ۹۹ میں تشریح فرمائی ہے کہ فنا و بقا، شہودی ہے وجودی نہیں۔ دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۲۹۱ میں آپ نے توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کے مراتب پر بھی بحث فرمائی ہے۔ پھر بھی آپ نے دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۲۶۶ (آٹھواں عقیدہ) اور دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۹ میں شیخ محی الدین ابن عربی رح کو مقبولین میں سمجھا ہے اور اُن کی خطائے کشفی کو خطائے اجتہادی کے حکم میں قرار دیا ہے۔

بہر حال یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے بہت سے اکابر نے عشقِ الٰہی میں سرشار ہو کر خود کو محو کر دیا اور اُنھیں زمان و مکان میں بلکہ خود اپنی ذات میں صرف اللہ کا وجود نظر آیا تو وہ توحیدِ وجودی (ہمہ اوست) کا دم بھرنے لگے، اس لیے اس عقیدے کے خوب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری حیاتِ طیبہ میں کبھی اور کسی موقع پر انا الحق جیسا کوئی کلمہ (جس سے توحیدِ وجودی ظاہر ہو) اپنی زبانِ مبارک سے نہیں نکالا اور مخلوق کو کبھی خالق سے

---

[1] دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۲۷۲۔ [2] دیکھیں دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۳۱۔ [3] تفصیل کے لیے دیکھیں مکتوباتِ امام ربانی رح دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۴۳۔

Marfat.com

پیوستہ نہیں کیا، گویا ہماری اصطلاح کے مطابق توحیدِ شہودی (یعنی ہمہ اوست) پر عمل فرمایا، اس لیے مؤخر عقیدہ جو حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے اختیار کیا ہے وہی افضل و اشرف ہے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کا شجرہ بھی عرض کر دیا جائے۔

شجرۂ خاندانِ نقشبندیہ

حضور سرورِ کائنات باعثِ تخلیقِ موجودات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم محسنِ انسانیت بھی ہیں منبعِ روحانیت بھی ہیں۔ صوفیہ کے تمام سلسلے حضورؐ سے اور حضورؐ کے صحابۂ کرامؓ سے زندہ و پایندہ ہیں۔ کس کی زبان میں طاقت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے اوصاف بیان کر سکے؟

بقولِ جامیؒ :- ع ہمہ قرآن در شانِ محمدؐ

حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے کس محبت سے کہا ہوگا کہ "حق سبحانہ وتعالیٰ را بواسطۂ آں دوست می دارم کہ ربِّ محمد است۔ صلی اللہ علیہ وسلم (مبدأ و معاد)۔

دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱۷۴ھ کو یہ نعمت ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہوگئی لیکن ظاہر و باطن، زمان و مکان اور دنیا کے چپے چپے میں قلب و نظر کے سامنے ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔

(۲) امام المسلمین "خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لیے سورۃ التوبہ (۴۰)، الفتح (۲۹)، سورۃ النور (۲۲)، الحجرات (۱۳)، اللیل (۱۸) وغیرہ کی آیات کافی ہو سکتی ہیں۔ "افضل البشر بعد الانبیا، (علیہم السلام)" کی شان یہ ہے کہ تمام صحابۂ کرامؓ

ہیں آپ واحد صحابی ہیں کہ جن کے ماں باپ، بیٹے اور پوتے سب صحابی تھے۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ر جمادی الآخر ۱۳ھ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔

بقولِ اقبالؒ :- ؎ ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۔ آپ ہی کے متعلق حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- سَلْمَانُ مِنَّا اھل الْبَیْتِ (سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہیں) ۔

سورۃ الحدید کی آیت ۲۸ آپ ہی کے متعلق ہے ۔ مدائن (عراق) کے گورنر لیکن فقر و ایثار میں بے مثل تھے ۔ وہیں آرام فرما ہیں ۔ ۱۰ر رجب ۳۶ھ تک کم از کم ڈھائی سو سال عمر رہی ۔ آپؓ نے چاروں خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم سے فیض پایا اور خصوصیت کے ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مستفیض ہوئے [1]

(۴) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ۔ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت امام زین العابدینؓ کے خالہ زاد بھائی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نانا تھے ۔ مدینہ منوّرہ کے سات مشہور فقہاے تابعین میں سے تھے ۔ بڑے بڑے علماء اور فقہاء آپ سے مستفیض ہوئے ۔ ۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۰۱ھ میں وصال ہوا ۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔ آپ کی والدہ امّ فروہؓ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی بھی تھیں اور نواسی بھی ۔ اسی لیے آپ فرمایا کرتے کہ "مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوہری اولاد ہونے

---

[1] سلسلۂ نقشبندیہ واحد سلسلہ ہے جس میں دو جلیل القدر صحابی ہیں ۔

Marfat.com

کا شرف حاصل ہے"۔ آپ سے ائمہ اسلام نے جیسے امام ابو حنیفہ رضؓ، امام مالک رضؓ، یحییٰ بن سعید انصاری رضؓ، محمد بن اسحٰق رضؓ، ابن جریج رضؓ، سفیان ثوری رضؓ اور آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ[1] وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی اور وہیں ۶۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۴۸ھ میں وصال ہوا۔[2]

روافض نے اپنا باطل مذہب آپ کی طرف منسوب کیا ہے اور معاذ اللہ آپ کو تقیہ باز کہا ہے۔

(۶) حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ۔ کنیت ابو یزید نام نامی طیفور (ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان)۔ لقب سلطان العارفین تھا۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے۔ پھر مسلمان ہوئے۔ اویسی[3] طریقے سے آپ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے فیض پایا۔[4] حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "راہِ توحید کے سالکوں کی انتہا، بایزید کی ابتدا کے برابر ہے"۔

---

[1] بغداد میں حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کے مزار کے ساتھ ہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اور وہاں جو مدرسہ ہے وہ حنفی مدرسہ ہے۔

[2] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے آپ کی نسبت عالیہ کی تفصیل دی ہے دیکھیں مکاشفاتِ عینیہ صفحہ ۱۹-۲۱-کراچی سنہ ۱۹۶۵ء)۔ آپ کی روحانیت کے واقعات حضرات القدس دفتر اوّل میں درج ہیں۔

[3] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں برخ ایک ولی تھے۔ بالواسطہ فیض پانے والوں کو اُس زمانے میں برخی کہا جاتا تھا۔

[4] بعض کتابوں میں آپ کو امام علی رضا ابن موسیٰ الکاظم ابن امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہم) سے مستفیض کہا گیا ہے۔ اس طرح آپ معروف کرخیؒ کے پیر بھائی ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں، مگر بایزید ہم میں نہیں ہیں (یعنی وہ حق میں محو ہیں)"۔ ۷۳ سال کی عمر میں بسطام میں ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو وصال ہوا۔

(۷) حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ ۔ نام نامی علی بن جعفر تھا۔ اویسی طریقے سے آپ کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ابومظفر مولیٰ ترک طوسیؒ سے، انھوں نے خواجہ اعرابی یزید عقشبیؒ سے، انھوں نے خواجہ محمد مغربیؒ سے اور انھوں نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسبِ فیض کیا۔ بعض کتابوں میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ جب خرقان سے گزرتے تو فرماتے کہ یہاں میں ایک مردِ خدا کی خوشبو پاتا ہوں جو مجھ سے سو برس بعد پیدا ہوگا۔

حضرت خرقانیؒ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے، نہ کہ کاغذ سیاہ کیے جائیں۔

سلطان محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ) آپ کا معتقد تھا اور ابوعلی ابن سینا (م ۴۲۸ھ) نے بھی آپ کی کرامت اور بزرگی کا اعتراف کیا ہے۔ خرقان میں ۱۵ رمضان ۴۲۵ھ کو آپ کا وصال ہوا۔[1]

آپ کے بعد حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۰ھ) کا نام آتا ہے جن سے شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ بیعت تھے لیکن وہ بطورِ اویسیت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے تھے۔ بعض کتابوں میں ہے کہ شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ کو ارادت شیخ ابوعثمان

---

[1] حضرات القدس دفتر اوّل میں آپ کے اقوال درج ہیں۔

Marfat.com

مغربیؒ سے تھی۔ اُن کو ابو علی کاتبؒ سے اُن کو ابو علی رودباریؒ سے اور اُن کو حضرت جنید بغدادیؒ قدس سرّہ سے تھی اور اس طرح یہ سلسلہ حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ سے مل جاتا ہے[1]

(۸) حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ سے بیعت تھے اور اُن کے داماد بھی تھے اور شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ (م ۴۴۰ھ) سے بھی ارادت رکھتے تھے[2] آپ کو وجد و کیف بہت ہوتا تھا۔ ابوالقاسم قشیریؒ (م ۴۶۵ھ) سے بھی مستفیض ہوئے تھے۔ اور بطورِ اویسیت، حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے بھی فیض یافتہ تھے۔ طوس میں ۴ ربیع الاوّل ۵۱۱ھ کو وصال ہوا[3]

(۹) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ابو یعقوب کنیت تھی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لے گئے۔ اور فقہ و حدیث کے علوم پر عبور حاصل کیا۔ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ (م ۵۶۱ھ) آپ سے مستفیض ہوئے ہیں اور حضرت معین الدین چشتی قدس سرّہ (م ۶۳۶ھ) آپ کے یہاں چھ ماہ مقیم رہے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی ہجری کے مجدّد تھے۔ ولادت ۴۴۰ھ میں اور وصال

---

[1] دیکھیں حضرات القدس دفتر اوّل۔ صفحہ ۱۱۱

[2] ایضاً۔ حضرت احمد جامؒ بھی شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کے مُرید تھے۔

[3] ڈاکٹر پیر محمد حسن نے رسالۂ قشیریہ کے ترجمے کے مقدمے میں (صفحہ ۹۷) آپ کے انتقال کی تاریخ ربیع الآخر ۴۷۷ھ لکھی ہے۔ امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) حضرت ابو علی فارمدیؒ اور مرتضیٰ طوی المعالی (م ۴۸۰ھ) سے مستفیض تھے۔

Marfat.com

۵۳۵ھ میں ہوا۔ حکیم سنائی غزنویؒ (م ۵۴۵ھ) آپ کے مُرید ہیں۔

(۱۰) **حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ** ۔ آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ "حوض میں اترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے کہو لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ آپ نے اسی طرح کیا اور ذکرِ خفی اختیار کیا[1] پھر خضر علیہ السلام نے آپ کو خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرایا۔ آپ سنّت کے سخت متبّع تھے اور بدعت سے سخت متنفّر تھے۔ آپ نے خصوصیت سے کم کھانے کم سونے اور کم بولنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وہ آٹھ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بُنیاد ہے آپ ہی کے مقرّر کردہ ہیں (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم۔ (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگاہ داشت اور (۸) یادداشت ۔ غجدوان (بخارا کے قریب) ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ کو وصال ہوا[2]

(۱۱) **حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ**

مولد و مدفن بخارا اور غجدوان کے قریب ریوگر ہے۔ علم و حلم اور زہد و تقویٰ میں یگانۂ روزگار تھے۔ تصوّف میں آپ کا ایک رسالہ عارف نامہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں موجود ہے۔ ۶۱۶ھ یا ۶۱۷ھ میں وصال ہوا۔

---

[1] اسی لیے بعض حضرات پانی میں بیٹھ کر حبسِ دم کرتے ہیں۔

[2] حفرات القدس دفتر اوّل میں ۶۱۶ھ یا ۶۱۷ھ ہے۔

Marfat.com

(۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر[1] فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

شہر بخارا سے نو میل کے فاصلے پر موضع انجیر فغنی آپ کا مولد و مدفن ہے۔ آپ نے اپنے شیخ کی اجازت[2] سے ذکر جہر اختیار کر لیا تھا (حالانکہ آپ کے شیخ اور اُن کے شیخ خواجہ عبدالخالق قدس سرہ ذکرِ خفی ہی کرتے تھے)۔ خواجہ محمود فرماتے تھے کہ ذکرِ جہر اُس شخص کے لیے درست ہے جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اُس کا حلق، لقمۂ حرام اور شبہہ سے پاک ہو اور اُس کا دل صاف ہو ریا اور سُمعہ سے (یعنی لوگوں کو دکھانے اور سُنانے سے) اور اُس کا دماغ خالی ہو غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے۔[3]

لیکن بعد میں آپ نے ذکرِ خفی اختیار کر لیا تھا۔ ۷۱۵ھ یا ۷۱۷ھ میں وصال ہوا۔

(۱۳) حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

شہر بخارا سے ۲ دو کوس کے فاصلے پر قصبہ رامیتن میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے آپ کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لیے یہی لقب مشہور ہوا۔ آپ فرماتے تھے کہ :-

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دولت — وز تو نہ رمید زحمتِ آب و گِلت
زنہار صحبتش گزیزاں می باش — ورنہ نہ کند رہ عزیزاں بگلت

آپ کے دو[2] فرزند تھے (۱) خواجہ محمد جو حضرت والد بزرگوار کے انیس[19] روز بعد فوت ہو گئے۔ (۲) خواجہ ابراہیم۔ انھوں نے والد بزرگوار کے مقامات پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ آپ کے بہت سے اقوال ہیں۔ مثلاً "یار نیک، کار نیک سے بہتر ہے۔ فقر وہ ہے جو ہاتھ میں اور دل میں (اللہ کے سوا) کچھ نہ رکھتا ہو۔ خدا سے سوائے خدا کے کچھ نہ مانگو۔[4]

---

[1] بعض کتابوں میں خواجہ محمودؒ کو ابو الخیر لکھا ہے جو صحیح نہ ہوگا۔ [2] [3] حضرات القدس دفتر اوّل دیکھیں۔ [4] حضرات القدس دفتر اوّل میں بہت سے اقوال درج ہیں۔

Marfat.com

ایک سو تیس سال کی عمر میں ۲۸ ر ذی قعدہ ۷۱۵ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(۱۴) حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ رامیتن کے قریب سماس آپ کا مولد و مدفن ہے۔ محویت و استغراق کی کیفیت اکثر رہتی تھی۔ جب آپ کا گذر قصرِ ہندوان پر ہوتا جو حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ کا مولد تھا، تو آپ فرماتے کہ یہ قصرِ ہندوان جلد قصرِ عارفاں ہو جائے گا۔ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول کر لیا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ بچہ جلد اپنے وقت کا مقتدا ہو گا۔ ۱۰ ر جمادی الآخر ۷۵۵ھ کو وصال ہوا۔

(۱۵) حضرت سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالی نسب سیّد تھے۔ بخارا کے قریب قریہ سوخار آپ کا مولد و مدفن ہے۔ آپ زراعت کرتے تھے لیکن کوزہ گری بھی کرتے تھے۔ اسی لیے کلال مشہور ہیں۔ جوانی میں پہلوانی اور کشتی کرتے تھے۔ ایک دن کشتی کے وقت حضرت بابا سماسیؒ کا گذر ہوا تو انھوں نے اپنی طرف متوجہ کر لیا اور طریقۂ عالیہ میں داخل کر کے اپنی فرزندی میں قبول کر لیا۔ آپ تیس سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور بروز پنج شنبہ ۸ ر جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ کو وصال ہوا[1]

(۱۶) حضرت خواجۂ خواجگان سید بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ

آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے امام ہیں کہ خواب بافی کے پیشے کی وجہ سے یا اللہ کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے آپ نقشبند مشہور ہیں۔ بظاہر امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے لیکن بطورِ اُویسیت حضرت عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح اُن کی صاحبزادی کے پوتے نے لکھے تھے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۶۱ء میں "آگاہی سیّد امیر کلالؒ" کے نام سے شائع کیے ہیں۔

Marfat.com

سے مستفیض ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے طریقے کے مطابق نقشبندیہ سلسلہ آپ پر فائز ہوا[1]۔ مولانا جامیؒ (م ۸۹۸ھ) فرماتے ہیں:-

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند　　نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خطِ آن سکہ نہ شد بہرہ مند　　جز دلِ بے نقشِ شہِ نقشبندؒ

رشحات میں خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "یہ طریقہ اقرب اور موصل کیوں نہ ہو جب کہ اس کی انتہا اس کی ابتدا میں مندرج ہے"۔

آپ کا فیض امیر و غریب سب پر تھا۔ حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہ مکتوبات (۹۲/۲) میں امیر تیمور کا ذکر فرماتے ہیں کہ وہ آپ کی خانقاہ کی گرد کو صندل و عنبر کی طرح اپنے اوپر لے رہا تھا، تو اس کے انتقال پر آپ نے فرمایا کہ "تیمور مر گیا اور ایمان لے کر گیا"

آپ نے تہتر سال کی عمر میں دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ کو وصال فرمایا۔ اور آپ کا مولد قصرِ ہندوان (جس کا ذکر خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آیا ہے) قصرِ عرفان (جس کے اعداد ۷۹۱ ہوتے ہیں) بن گیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازے کے آگے یہ رباعی پڑھی گئی:-

مفلسانیم آمدہ در کوے تو　　شیئاً للہ از جمالِ روے تو
دست بکشا جانبِ زنبیل ما　　آفریں بر دست و بر بازوے تو

---

[1] آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی بدرجۂ کمال پیروی کرنا اور صحابہ کرامؓ کے آثار کی پیروی کرنا۔ اس راستے میں ہم کو فضل سے لایا گیا ہے اور آخر تک ہم اسی فضلِ القدس حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقے میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں۔ دیکھیں حضرات دفترِ اول [2] آپ کے حالات تفصیل سے حضرات القدس کے دفترِ اول میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

آپ[1] کے چار خلفاء بہت مشہور ہیں :-

(۱) خواجہ علاء الدین عطارؒ (۲) خواجہ محمد پارسا (۳) خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ اور (۴) مولانا یعقوب چرخی (رحمۃ اللہ علیہم)

(۱۷) حضرت خواجہ علاء الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری قدّس سرّہ کے داماد تھے اور شروع ہی سے صاحبِ حال تھے۔ آپ کی تکمیلِ سلوک کے بعد حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ نے تمام طالبانِ حق کی تربیت آپ ہی کے سپرد کر دی۔ سید شریف جُرجانی (م ۸۱۶ھ) جنھوں نے قرآنِ پاک کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا اور جو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۰ھ) سے منسوب کر دیا گیا ہے، فرماتے تھے کہ "بخدا، میں نے خدا کو نہیں پہچانا تھا جیسا کہ چاہیے تھا، جب تک کہ میں حضرت علاء الدین عطارؒ کی خدمت میں نہیں پہنچا"

حضرت علاء الدین عطارؒ کے اس شعر سے آپ کے بلند مقامات کا اندازہ ہو سکتا ہے:-

گر نہ شکستے دلِ دربانِ راز قفلِ جہاں را ہمہ بکشادمے[2]

---

[1] حافظ شیرازیؒ (م ۷۹۱ھ) نے آپ کے انتقال پر یہ اشعار لکھے تھے :-

بہاء الحق و الدین طاب مثواہ امامِ سنّت و شیخِ جماعت

چو می رفت از جہاں این بیت می خواند بر اہلِ فضل و اربابِ براعت

بطاعت قربِ یزداں می تواں یافت قدم در نہ گرت ہست استطاعت

بدیں دستور تاریخِ وفاتش بروں آ راز حروفِ قربِ طاعت

قربِ طاعت سے ۷۸۲ھ کے اعداد بنتے ہیں۔ "قدم در نہ" سے نہ (۹) کے اعداد شامل کرنے سے ۷۹۱ھ بن جاتا ہے۔ [2] مکتوبات امام ربّانیؒ (۱/۲۰۰) حضرت مجدد الفِ ثانیؒ بھی آپ کی روحانیت سے مستفیض ہوئے تھے (دیکھیں مبدأ و معاد۔ منہا نمبر ۱)

Marfat.com

مرض الموت میں آپ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث اس لیے ہوئے تھے کہ بشریت کی رسوم عادات کو مٹائیں اور سنت کی عادت پیدا کرائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام کاموں میں احتیاط اور عزیمت پر عمل کرو اور بزرگوں کی صحبت اختیار کرو۔

۲۰ رجب ۸۰۲ھ کو توچغانیان (ماوراءالنہر) میں وصال ہوا۔

(۱۸) حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کی بیعت اور اجازت حضرت بہاءالدین نقشبند بخاری قدس سرہ سے ہے لیکن تکمیل سلوک خواجہ علاءالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ فیوض باطنی اور فیوض علمی دونوں آپ کی بدولت ہوئے۔

آپ کی ایک فارسی تفسیر[1] (سورۃ الفاتحہ اور آخری دو پاروں کی) مشہور ہے جس میں جگہ جگہ بزرگان دین رح کے اقوال بھی ہیں۔ ہلتغور (علاقہ ماوراءالنہر) میں ۸۳۸ھ یا ۸۵۱ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۹) حضرت مولانا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

ع امانت دارِ داد یعقوب چرخی رح (مولانا جامی رح)

آپ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلیفہ تھے۔ حضرت علاءالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ رح سے بھی مستفیض ہوئے ہیں۔ بادشاہِ وقت (سلطان ابوسعید) آپ کا مُرید ہوا۔ مولانا جامی رح اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ :-

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد به تدبیر عبید اللّٰہی آمد

---

[1] یہ تفسیر عرصہ ہوا بمبئی سے شایع ہوئی تھی۔ راقم الحروف کے پاس اس کا عمدہ قلمی نسخہ موجود ہے

Marfat.com

آپ ہی کی دعا سے سلطان ابوسعید نے سمرقند کے بادشاہ میرزا عبداللہ بن ابراہیم بن شاہ رخ پر اور بادشاہ بابر (م ۹۳۷ھ) پر فتح پائی تھی۔ آپ نے شریعت کی ترویج میں بہت کوشش فرمائی اور آپ اپنے سلسلے کے ایک امام سمجھے گئے ہیں۔ آپ کی کرامات بکثرت ہیں کہ بکثرت لوگ شریعت کے متبع بن گئے تھے۔ سمرقند میں ۸۹ سال کی عمر میں ۸۹۵ھ میں وصال ہوا۔

(۲۰) حضرت مولانا زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

حصار (ماوراءالنہر) میں وخش آپ کا مولد و مدفن ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کی ایک ہی مجلس میں آپ کا سلوک مکمل ہوا۔

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیزوں میں تھے۔ سلطان محمود میرزا نے جب اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کے لیے سمرقند کا محاصرہ کیا تو آپ کی دعاء سے اُس کی فتح شکست سے بدل گئی اور سلطان احمد میرزا سرخ رو ہوا۔

غرۃ ربیع الاوّل ۹۳۶ھ کو وصال ہوا۔

(۲۱) حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی ہیں اور بھانجے بھی۔ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ خود کو پوشیدہ رکھتے تھے لیکن ایک بزرگ شیخ نورالدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ جب امکنہ تشریف لائے تو لوگوں سے آپ کا چرچا اور اُن کو آپ سے مستفیض کرایا۔ ایک بزرگ شیخ حسین خوارزمیؒ کی عادت تھی کہ جب کوئی درویش اُن سے ملتا تو اس کی نسبت سلب کر لیتے۔ مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے اُن کی نسبت سلب کر لی۔ وہ پھر بہت شرمندہ

Marfat.com

اور معذرت خواہ ہوئے ـــ استفراز (ماوراءالنہر) میں ۱۹ محرم ۹۰۷ھ کو وصال ہوا۔

(۲۲) حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کو صحیح طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔ ذکرِ جہر اور تہجّد با جماعت وغیرہ باتوں کو روکا۔ بخارا کے قریب باقی محمد خان کی تھوڑی سی فوج نے آپ کی دعاء سے پیر محمد خان کی پچاس ہزار سواروں کی فوج کو شکست دی۔ آپ ہی نے خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ کو برّصغیر پاک و ہند کی اصلاح کے لیے بھیجا تھا۔ امکنہ (مضافاتِ بخارا) میں قریب نوّے سال کی عمر میں ۱۰۰۸ھ میں وصال ہوا۔ وصال سے کچھ دن پہلے آپ نے یہ دو[2] شعر خواجہ باقی باللہ کو بھیجے تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم — نہ دانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جُدائی مبادا مرا از خدا — دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم[1]

(۲۳) خواجہ بے رنگ محمد باقی، باقی باللہ قدّس سرّہ

حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام خلجی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند سے کابل آ گئے تھے۔ وہیں خواجہ محمد باقی قدّس سرّہ ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ننھیال کا تعلق حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدّس سرّہ سے ہے۔ نانی صاحبہ سیّد تھیں۔ حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہندوستان جانے کے لیے فرمایا تو آپ نے عاجزی ظاہر کی پھر استخارہ کرنے کے لیے فرمایا تو آپ نے استخارہ میں دیکھا کہ ایک شاخ

---

[1] مذکورۂ بالا بزرگوں کے مفصّل حالات حضرات القدس دفتر اوّل میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

پر طوطا بیٹھا ہے، پھر وہ طوطا آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس کی چونچ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور اُس طوطے نے آپ کے منہ میں شکر ڈالی۔ یہ بات جب امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو حکم ہوا آپ فوراً ہندوستان جائیں کہ طوطا وہیں کا پرند ہے اور کوئی مردِ خدا آپ سے مستفیض ہوکر ایک عالم کو فیض پہنچائے گا۔ (حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ مراد ہیں)۔ چنانچہ آپ لاہور تشریف لائے اور قریب ایک سال تک وہاں قیام فرمایا۔ پھر ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ لیکن پھر واپس ہوئے اور دہلی میں قیام فرمایا۔ وہاں جمنا کے کنارے قلعہ فیروز آبادی میں قیام تھا۔ ایک ہی مراقبہ میں پوری رات گزار دیتے تھے اور جس شخص پر نظر ڈالتے تھے تڑپ جاتا تھا۔ چنانچہ ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ بھی دہلی میں آپ سے بیعت ہوئے اور بہت جلد مدارج اعلیٰ پر فائز ہو گئے۔ امراء اور وزراء وغیرہ بھی آپ کے معتقد ہوئے اور قریب پانچ سال تک قیام فرماکر ۲۵ر جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ کو وصال فرمایا[1]

(۲۴) حضرت امام ربانی مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدّس سرّہ

آپ کا نسب شریف ۲۸ پشتوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ۹۷۱ھ میں سرہند میں پیدا ہوئے اور ۶۳ سال کی عمر میں وہیں ۲۸ر صفر ۱۰۳۴ھ کو وصال ہوا۔

---

[1] حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ پر مفصّل مقالہ ڈاکٹر سید محمد عشرت علی ہاشمی صاحب کا ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

آپ کے خلفاء یعنی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات
میں اور حضرت خواجہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات القدس
(دفتر دوم) میں آپ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور موجودہ دور میں حضرت
مولانا شاہ زوّار حسین صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۰ھ) کی کتاب "حضرت
مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ" نہایت مفصّل و مکمّل ہے آپ نے جو کچھ کیا وہ
ایک عالَم پر روشن ہے اور موجودہ زمانے میں (اکبر کے بعد) اسلام اور
مسلمانوں کی جس قدر بقا اور سلامتی نظر آتی ہے وہ محض آپ کے فیض سے
ہے، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ کے صرف دو[۲] جملے آپ کے متعلق عرض
کرنا کافی ہوگا۔

فرماتے ہیں :- "(۱) شیخ احمد آفتابے است کہ مثلِ ماہزار ان ستارہا
درسایۂ او گُم اند"

(۲) "مثل ایشاں درین وقت زیرِ فلک نیست"

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مکتوبات (تین دفتر)، ان کی دیگر
تصانیف اور خود اُن کی عملی زندگی کے فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں۔
زبان و قلم میں یارا نہیں کہ اُن کی صحیح قدر و منزلت بیان کی جاسکے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کرنے کی ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس
سرّہ نے راہ سلوک کی سولہ[۱۶] منزلیں بتائی تھیں جنھیں اصطلاح میں اسباق
کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں :- (۱) لطیفۂ قلب (۲) لطیفۂ روح (۳) لطیفۂ
سِرّ (۴) لطیفۂ خفی (۵) لطیفۂ اخفیٰ (۶) لطیفۂ نفس (۷) لطیفۂ قالبیہ
(۸) ذکر نفی اثبات (۹) ذکرِ تہلیل لسانی (۱۰) مراقبۂ احدیت (۱۱)
مشاربِ اول (۱۲) مشاربِ دوم (۱۳) مشاربِ سوم (۱۴) مشارب

Marfat.com

چہارم (۱۵) مشاربِ پنجم (۱۶) مراقبۂ معیّت۔

ان سولہ[۱۶] اسباق کو سلوکِ باقیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان اسباق کے بعد حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے انّیس اسباق کا اضافہ فرمایا۔ ان تمام کا خلاصہ یہ ہے :-

"اوّل استغراق و جذبات جو قلب میں حاصل ہوتے ہیں اس کو ولایتِ صُغریٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد استہلاک و اضمحلال، نفس میں اور توحیدِ وجودی حاصل ہوتی ہے، اُس کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں۔ پھر توحیدِ شہودی اور کمالِ استہلاک و اضمحلال اور فنائے انانیت حاصل ہوتی ہے اس کو کمالاتِ شہودی کہتے ہیں۔ اس کے بعد تمام وجود میں اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور بتدریج وسعتِ باطن اور کمالِ وسعت حاصل ہوتا ہے، اس کو حقائقِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اُنس و محبّت و الفت، خصوصاً سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپکے متبعین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ایمانیات و عقایدِ حقّہ میں قوت حاصل ہوتی ہے اس کو حقائقِ انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں[۱]"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقامات صرف شیخ کامل کی صحبت اور شفقت ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ کوئی اپنے طور پہ ان کو حاصل کرنا چاہے تو فائدہ نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے :-

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

---

[۱] عمدۃ السّلوک (از حضرت شاہ زوّار حسین علیہ الرحمہ) حصہ دوم۔ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے جو انّیس اسباق کا اضافہ کیا ہے اُن کی تفصیل بھی اسی کتاب میں مل سکتی ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے بعد راقم الحروف کا سلسلہ اس طرح ہے :-

(۲۵) حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۹ھ)

(۲۶) حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۶ھ)

(۲۷) حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۵ھ)

(۲۸) حضرت میرزا مظہرِ جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ)

(۲۹) حضرت شاہ غلام علی (عبداللہ) رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ)

(۳۰) حضرت مولانا ابوسعید زکی القدر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ)

(۳۱) حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ)

(۳۲) حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ)

(۳۳) حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ)

(۳۴) حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ)

(۳۵) حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ)

(۳۶) حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ)

(۳۷) حضرت مولانا شاہ زوّار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ)

(حضرت مولانا عبدالغفور عبّاسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ - المتوفی ۱۳۸۱ھ

سے بھی فیض حاصل ہوا ہے -

Marfat.com

اولیائے نقشبندیہؒ کی علمی و ادبی خدمات

باب سوم ــ متقدمین ــ (شروع سے خواجہ محمد امکنگیؒ تک)

(۱) یوں تو حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ (م ۷۹۱ھ) سے سلسلۂ نقشبندیہ متعین کیا جاتا ہے لیکن اُن سے پہلے کے ان بزرگوں نے بھی کچھ نہ کچھ علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ مثلاً حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (م ۴۲۵ھ) کے دامنِ فیض سے وابستہ حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۲۵ھ بھی تھے[1] اُن کی رباعیات سے کون واقف نہیں؟ وہ غالباً پہلے شخص ہیں جنھوں نے متصوفانہ اسرار و رموز کو پہلی بار نظم کیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ اچھی امید رکھنے پر زور دیا۔ اُن کی بعض مشہور رباعیاں یہ ہیں :-

باز آ، باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

گفتم کہ کرائی تو بدیں نہ بیائی — گفتا خود را کہ من خودم بکیائی
ہم عشقم و ہم عاشقم و ہم معشوقم — ہم آئینہ، ہم جمال، ہم بینائی

---

[1] آپ کے مفصل حالات آپ کے نواسے محمد منورؒ کی تصنیف "اسرار التوحید"

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

گر سبحہ صد دانہ شماری خوب است — ور جامِ مے از کف نگذاری خوب است
گفتی چہ کنم، چہ تحفہ آرم بر دوست — بے دردمیا، ہر چہ آری خوب است

---

(۲) پھر امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) کا زمانہ آتا ہے۔ وہ شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۱۱ھ) سے بیعت تھے جو شیخ ابو القاسم گرگانیؒ (م ۴۵۰ھ) سے ارادت رکھتے ہیں لیکن بطور اُویسیت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ سے مستفیض تھے۔ امام غزالیؒ کی علمی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ انھوں نے قریب ستر کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ احیاءُ علوم الدین (عربی) کیمیا سے سعادت (فارسی) المنقذ من الضلال (عربی)، تہافۃ التہافۃ (عربی) وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ انھوں نے فلسفے پر تنقید کی اور اُن کی مختلف جماعتوں کا جائزہ لیا۔ اُن کے مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) دہریے سب قدیم فلسفی ہیں۔ انھوں نے ایک ایسے صانع کا انکار کیا جو مدبرِ عالم، ذی علم اور ذی قدرت ہے۔ (۲) طبیعیین زیادہ تر علم طبیعیات اور حیوانات کے عجائب سے بحث کرتے ہیں۔ اور یہ کہ روح فنا ہو کر زندہ نہیں ہوگی۔ انھوں نے اسی لیے آخرت جنت، دوزخ وغیرہ کا انکار کیا اور بے لگام ہو کر خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہو گئے۔ (۳) الٰہیین بحث میں آئے یعنی سقراط، افلاطون اور ارسطو وغیرہ

فی مقاماتِ شیخ ابی سعید" میں ملتے ہیں۔ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ نے (دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۲۹۰) حضرت ابوسعید ابو الخیرؒ، حضرت بہاء الدین نقشبندؒ خواجہ محمد باقیؒ، خواجہ محمد عارف ریوگریؒ، خواجہ عبید اللہ احرارؒ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے سلوک، جذبہ اور سیر وغیرہ کی وضاحت فرمائی ہے۔

Marfat.com

ارسطو نے اس گروہ کے علوم کی کاٹ چھانٹ کی اور دہریہ اور طبیعیہ دونوں کی تردید کی۔ امام غزالیؒ نے فلاسفہ یونان میں ارسطو کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے لیکن جن فلاسفہ اسلام نے اُس کی پیروی کی تھی اُن کی اُنھوں نے مذمت کی ہے۔ اور اُن کا بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے دین کو فلسفہ بننے سے بچالیا اور اس بات پر زور دیا کہ دین تو تزکیہ سکھاتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کرے، اسے تمام رذائل سے پاک کرے اور اپنے قلب کو غیر اللہ سے خالی کرے۔

پروفیسر براؤن نے صحیح لکھا ہے کہ :-

He is the most influential, if not one of the greatest, thinkers of this Period — the theologian who did more than any one else to bring to an end the reign of Philosophy in Islam, and to set up in its steaid a devotional mysticism which is atonce the highest expression and the clearest limitation of the orthodox Muhammedan doctrine [1]

(۳) یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۷۹ھ) کے پیر حضرت ابو الفضل محمد بن حسین خُتّلی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] A Literary History of Persia, Vol. II, P. 293.

Marfat.com

(م ۴۶۰ھ) تھے جو ایک واسطے سے شیخ شبلیؒ اور حضرت جنیدؒ کے مُرید تھے ۔ امام غزالیؒ کی ارادت شیخ ابو علی فارمدیؒ سے تھی اور اُن کی شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ سے اُن کی شیخ عثمان مغربیؒ سے اُن کی ابو علی کاتبؒ سے بھی تھی اور اُن کی ابو علی رودباریؒ سے تھی اور اُن کی حضرت جنید بغدادیؒ سے تھی ۔ مؤخر الذکر کا سلسلہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے مل جاتا ہے[1] ۔ چنانچہ امام غزالیؒ کی طرح حضرت داتا گنج بخشؒ کا سلسلہ بھی نقشبندیہ بن جاتا ہے ۔

(۴) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدّس سرّہ (م ۵۳۵ھ) کو حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدّس سرّہ (م ۵۱۱ھ) سے ارادت تھی ۔ یعنی امام غزالیؒ کے پیر بھائی تھے ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے بغداد میں علامہ ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ حاصل کیا اور بہت جلد تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل کر لی ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرّہ اور حضرت خواجہ معین چشتی قدّس سرّہ بھی آپ سے مستفیض ہوئے ہیں ۔ سماع اور کشف کے متعلق آپ کا ایک قول منقول ہے :-

"سماع ایک سفیر ہے اللہ کی طرف سے پیام رساں اور بشارت دینے والا اور مواردِ فتح اور فرائدِ غیب ہے ۔ سماع جسموں کی دوا اور روحوں کی غذا ہے ، دلوں کی حیات اور بقائے اسرار ، نیز سِرّ کا ظاہر کرنے والا ہے ۔ اور کشف ایک چمکنے والی بجلی اور آفتاب

---

[1] حضرات القدس ، دفتر اوّل (سیالکوٹ ۱۴۰۱ھ) ۔ صفحہ ۱۱۱ ۔

ہے۔ اور ارواح کا سماع، قلب کو سُنانے کی وجہ سے بساطِ قُرب پر حضوری کے شاہد کے ساتھ ہے، بغیر حضورِ نفس کے۔ یہ اس طرح ہے کہ ہر لحظہ پورا غور و فکر (تدبّر و تفکّر) ہو[1]۔"

(۵) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرّہ کے مُرید حضرت ابوالمجد مجدود سنائی غزنویؒ (م ۵۴۵ھ) بھی تھے[2] وہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے ۵۲۵ھ میں متصوّفانہ مثنوی حدیقۃ الحقیقۃ لکھی۔ اس مثنوی میں دس ابواب ہیں:- (۱) تمجید و تعظیم باری تعالیٰ (۲) نعت (۳) صفتِ عقل

---

[1] حضرات القدس، دفتر اوّل۔ صفحہ ۱۱۶۔ سماع آجکل کی قوّالی نہیں ہے جس میں خلافِ شرع باتیں ہوتی ہیں۔ یہ صرف عشق الٰہی کے جذبے کو برانگیختہ کرنے کے لیے اور حدودِ شرعی میں رہ کر کلام سُننے اور سُنانے کو کہتے ہیں اور وہ صرف اُن کے لیے جائز ہے جو محبّتِ الٰہی میں مستغرق ہوں اور آداب و شرائط کی پوری رعایت رکھتے ہوں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اس موضوع پر بحث کی ہے۔

[2] نور اللہ شوستری کی طرح آج کل کے ایرانی مصنّفین کی کوشش یہ ہے کہ سنّی شعراء کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے یا تو کچھ اشعار (تبرّا سے متعلّق) اُن کے کلام میں شامل کر دیے جائیں یا غلط روایات کو نقل کیا جائے۔

چنانچہ مدرس رضوی نے جو دیوانِ سنائی (تہران۔ ۱۳۴۱) شائع کیا ہے اس کے مقدمے (صہ سب) میں سنائی کو خواجہ یوسف ہمدانی کا مُرید کہتے ہوئے بھی شیعہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

Marfat.com

(۴) فضیلتِ علم (۵) مذمّتِ غفلت (۶) صفتِ افلاک و بروج (۷) حکمت و امثال (۸) عشق و محبّت (۹) احوالِ خود (۱۰) مدحِ بہرام شاہ غزنوی و اُمرا۔

اس مثنوی میں تجرید و تفرید وغیرہ متصوّفانہ مضامین پہلی بار بیان ہوئے تو غزنین کے علماء نے اختلاف کیا۔ چناں چہ آپ نے ایک منظوم خط کے ساتھ یہ مثنوی، بغداد کے بزرگ عالم بُرہان الدین ابو الحسن علی بن ناصر غزنوی رح کو بھیجی۔ انھوں نے بعض دوسرے علماء کے مشورے اور مباحثے کے بعد اس مثنوی کو سراہا اور سنائی کے خلاف شورش کو ٹھنڈا کیا۔ اس مثنوی کے پہلے باب کے چند اشعار یہ ہیں :-

پایہ بسیار سوے بامِ بلند — تو بیک پایہ چوں شوی خُرسند
از پئے کارت آفریدستند — جامۂ خلعتت بریدستند
تو بخلقان چرا شوی تا لغ — چوں نگردی بداں حلل طامع
مُلک مُلک از کجا بدست آری — چوں مہی شصت روز بیکاری
روز بیکاری و شب آسانی — کے رسی بر سریرِ سلطانی
تاج و تختِ ملوک بینم میغ — دستۂ گُرز دان و قبضۂ تیغ
آلِ برمک ز جود کس گشتند — با سخاوت چو ہم نفس گشتند
نامِ ایشاں چو روح باقی ماند — ورچہ گردوں فنای ایشاں ماند

باب پنجم کے چند اشعار یہ ہیں :-

ہر شبے کاں زمانہ بر تو سمُرد — روزے از زندگانیِ تو ببرد
در رخِ ماہِ تو کسے خندد — کہ از و سود و فرد بر بندد
پس تو بارے چرا نگریی خون — کت از و جان کم است وام فزون

Marfat.com

آپ کی مثنویاں یہ ہیں :-

(۱) حدیقۃ الحقیقۃ (۲) سیر العباد (۳) طریق التحقیق (۴) عقل نامہ (۵) عشق نامہ (۶) کارنامہ بلخ (۷) بہرام و بہروز۔

ان کے علاوہ قصائد۔ غزلیات اور رباعیات بھی ہیں۔

(۶) پھر حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ (م ۵۷۵ھ) کا زمانہ آتا ہے[1] مولانا فضل اللہ روزبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المشہور مولانا اصفہانی) نے آپ کے وصایا کی شرح (شرحِ وصایائے خواجہ عبدالخالق) ۹۰۰ھ میں لکھی تھی جو علوم و معارف کا خزینہ ہے۔ یہاں چند وصایا کا نقل کرنا ہر شخص کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرزند! تقوٰے کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے مداومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اور خدائے پاک سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق ادا کرو۔ اور ماں باپ کے بھی۔ اُن خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضائے حق تعالیٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کے احکام کو نگاہ میں رکھو کہ وہ تمھارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی دور مت رہو۔ علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ اور عوام الناس سے دور رہو کیوں کہ وہ راہِ دین کے چور ہیں اور مسلمانوں کے راہزن۔ مذہب سنّت و جماعت کے پابند رہو۔

---

[1] حضرات القدس۔ دفتر اوّل میں آپ کا سالِ وفات ۶۱۶ھ اور ۶۱۷ھ بھی درج ہے۔

Marfat.com

اور آئمہ سلف کے مذہب پر قائم۔ کیوں کہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں۔ نوجوانوں اور عورتوں اور مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہو۔ کیوں کہ یہ تمھارے دین کو برباد کردیں گے۔ دو روٹی مل جائیں تو ان پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو۔ اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کھاؤ کیوں کہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق تعالیٰ سے دوری ہو جائے گی۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو۔ تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ نماز باجماعت ترک نہ کرو اگرچہ تم مؤذن و امام نہیں۔ اور ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور گمنامی اختیار کرو۔ کہ تمھارا مذہب برباد نہ ہوسکے۔ اور سفر اختیار کرو کہ تمھارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور ان کی بنا مت کرو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ اور کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک ہو یا بد اور ہر حال میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور مارتی ہے۔ سردارِ دو جہان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت روؤ گے۔ خدائے پاک کے عذابوں سے بےخوف مت رہو۔ اور رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو اور خوف و

Marfat.com

رجا کی حالت میں زندگی گذارو۔ کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی امید میں۔

اے فرزند! جب تک ہو سکے شادی مت کرو ورنہ طالبِ دنیا ہو جاؤ گے اور دین کی طلب تم سے جاتی رہے گی۔ اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ اور ساری عمر داغِ حسرت میں گذارو۔ موت کو بہت یاد کرو۔ اور طالب ریاست مت بنو۔ جو شخص طالبِ ریاست ہو اس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہمیشہ روزہ دار رہو کیوں کہ روزہ نفس کو توڑتا ہے۔ اور فقر میں پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ اور سخی بردبار اور دیانتدار اور راہِ خدا میں تقویٰ اور فقر اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ جان اور مال اور تن سے فقرا کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کا دل راضی رکھو۔ اور ان کی پیروی کرو۔ اور اُن کے راستے کو یاد رکھو۔ اور ان میں سے کسی کا انکار مت کرو۔ سوائے اُن چیزوں کے جو مخالفِ شرع ہوں۔ اگر فقراء کا انکار کرو گے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ اور اپنے لیے کوئی چیز محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسا کرو۔ کیوں کہ خدائے پاک فرماتا ہے، "اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں، تو اپنے آپ کو رنج مت دے"۔ مقامِ توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہٗ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے) پس معلوم کر لو کہ رزق تقسیم کیا ہوا ہے۔ اور جواں مرد بنو۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُس کو تم خلقِ خدا پر خرچ کرو۔ بخل اور حسد سے دور رہو۔ کیوں کہ بخیل اور حاسد کل بروز

Marfat.com

قیامت دوزخ میں رہیں گے ۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو ۔ کہ ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے ۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسا کرو ۔ اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ ۔ اور اُن سے صحبت مت کرو ۔ اور حق بات کہو ۔ اور کسی سے نہ ڈرو ۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو ۔ کہ اس کو اصلاح پر لاسکو ۔ اپنے نفس کی عزّت مت کرو ۔ اور اُن چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکے زبان بند کرو ۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو ۔ کھانا اور پینا کم کرو ۔ اور ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ ۔ اور بے ضرورت باتیں مت کرو ۔ جب تک کہ نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ ۔ اور پھر جلدی اٹھو ۔ مجالسِ سماع میں زیادہ مت بیٹھو کہ سماع کی زیادتی نفاق پیدا کرتی ہے ۔ سماع کی کثرت دل کو مارتی ہے ۔ مگر سماع کا انکار بھی مت کرو ۔ کیوں کہ بہت سے بزرگوں نے اس کو سُنا ہے ۔ سماع صرف اس کے لیے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور بدن مُردہ ۔ اور جس میں یہ دو حالتیں نہ ہوں اُس کے لیے نماز روزہ میں مشغول ہونا بہتر ہے ۔ چاہیے کہ تمھارا دل ہمیشہ غمگین رہے اور تمھارا بدن نماز میں مصروف رہے ۔ اور عمل میں خلوص ہو ۔ تمھاری دعا مجاہدہ ہو اور تمھارا کپڑا پرانا ۔ اور تمھارے دوست درویش ہوں ۔ تمھارا گھر مسجد ہو ۔ اور تمھارا حال فقہ کی کتابیں ہوں ۔ اور تمھاری آرائش زُہد ہو ۔ اور تمھارا مونس اللہ تعالیٰ ۔ کسی شخص سے اس وقت تک بھائی بندی مت کرو جب تک یہ عادتیں اس میں نہ دیکھ لو :—

(۱) وہ فقر کو تونگری پر ترجیح دے (۲) علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے (۳) راہِ خدا کی ذلّت کو عزّت پر فوقیت دے (۴) وہ علم ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو

Marfat.com

اور (۵) مرنے کے لیے تیار ہو [1]

اسی طرح کی وصایا اور بھی ہیں ـــ آپ نے عالمِ کیف میں ایک رباعی بھی ارشاد فرمائی تھی :۔

بر دوست مبارکیم، بر دشمن شوم — در جنگ چو آہنیم، در صلح چو موم
سرچشمۂ نورِ عجدوان منزلِ ماست — شمشیرِ دو رویہ می زنیم تا درِ روم [2]

---

(۷) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کے چار بڑے خلفاء میں سے حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۱۶ھ) کو بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ ایک مکتوب (نمبر ۲۹۰-دفتر اوّل) میں فرماتے ہیں :۔

"حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے اس نسبت مرکبہ کو (یعنی جذبہ جس کی بنیاد محبت پر ہے اور سلوکِ آفاقی جس کا منشا علوم و معارف ہیں) امانت کے طور پر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے حوالے کیا۔ جب خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہ عالمِ ظہور میں آئے تو وہ نسبت پھر جذبہ اور سلوکِ آفاقی کے ساتھ ظاہر ہوئی اور ان دو جہتوں کے ساتھ

---

[1] حضرات القدس۔ دفتر اوّل ـ صفحہ ۱۲۲ ـ ۱۲۴

[2] ایضاً۔ ۱۳۲۔ حضرات القدس (۱/۱۲۷) میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالخالق غجدوانی رح کے ایک خلیفہ خواجہ اولیاء کبیر تھے اور اُن کے سلسلے میں شیخ سعیدالدین غجدوانی رح نے مسلک العارفین کتاب لکھی تھی۔ تاریخِ نظم و نثر فارسی (از سعید نفیسی) جلد اوّل۔ صفحہ ۲۸۱ میں ہے کہ اسی نام کی کتاب خواجہ محمد پارسا رح نے بھی لکھی تھی ـــ اس کا ذکر آئے گا۔

Marfat.com

کمالِ معرفت و محبت کی جامع ہو گئی۔ اور ان دو جہتوں کے علاوہ ایک اور جذبہ جو معیّت کی راہ سے پیدا ہوتا ہے اُن کو عطا فرمایا۔ اور اُن کے کمالات میں سے بہت سا حصّہ اُن کے قائم مقام حضرت خواجہ علاء الحق والدین (عطّار) قدّس سرہ کو حاصل ہوا۔ اسی طرح حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرّہ نے ان کمالات سے کامل حصّہ حاصل کیا اور حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ اپنی زندگی کے آخر میں ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ محمد پارسا کو دیکھ لے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بہاء الدین کے وجود سے مقصود محمد پارسا کا ظہور ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدّس سرّہ کو باوجود ان کمالات کے مولانا خواجہ محمد عارف ریوگری قدّس سرّہ کی فردیت کی نسبت بھی حاصل تھی جو اخیر زندگی میں اُن کو عطا فرمائی تھی اور اسی نسبت کا غلبہ ان کو شیخی اور طلبہ کی تکمیل سے مانع ہوا ورنہ کمال و تکمیل میں ان کو بڑا حصّہ حاصل تھا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ اُن کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ شیخی کرتے تو تمام جہان اس سے منوّر ہو جاتے۔ اور مولانا عارف قدّس سرّہ نے اس نسبتِ فردیت کو اپنے والد بزرگوار مولانا بہاء الدین قدّس سرّہ سے حاصل کیا تھا۔۔۔۔۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کے جن[1] علوم و معارف کا ذکر فرمایا ہے وہ کس قدر بلند پایہ ہیں کہ بہت کم بزرگ اس شان کے ہوتے ہیں۔

---

[1] حضرت مولانا عارف ریوگری کے ایک رسالہ عارف نامہ کے متعلق خانقاہ موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے بزرگ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہٗ نے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان سے فرمایا تھا کہ وہ رسالہ اُن کی خانقاہ میں موجود ہے اور اُس کا ہر جزو "اے عارف" سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن باوجود کوشش کے، وہ رسالہ دیکھنے کو نہیں مل سکا۔

Marfat.com

(۸) حضرت عارف ریوگری قدّس سرّہ کے بعد خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۵ھ یا ۷۱۷ھ) نے ذکرِ جہر بھی جاری کیا۔ لیکن فرمایا کہ ذکرِ جہر اُس شخص کے لیے درست ہے جس کی زبان، جھوٹ اور غیبت سے اور جس کا خلق، لقمۂ حرام اور شُبہے سے پاک ہو، اس کا دل ریا و سُمعہ سے (یعنی لوگوں کے دکھانے اور سنانے سے) اور اس کا دماغ، غیر اللہ سے خالی ہو۔ خواجہ عزیزانِ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے (غالباً خود انھوں نے) حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور اُن سے دریافت کیا کہ اس زمانے میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہے تاکہ میں اس کا دامن پکڑوں؟۔ آپ نے فرمایا ان صفات کے بزرگ خواجہ محمود ہی ہیں[۱]۔

مذکورۂ بالا بزرگوں کے ایسے علوم و معارف بھی ان کی علمی خدمات کا بیش بہا سرمایہ ہیں کیوں کہ یہ تن پروری کے لیے نہیں بلکہ "دل پروری" اور تزکیۂ نفس کے لیے ہیں۔

(۹) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ — ولایت بُخارا کے قصبۂ رامیتن میں ولادت ہوئی، اپنے نفسِ مبارک کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لیے یہی آپ کا لقب ہوا۔ آپ شہر خوارزم میں تھے تو شام کو سوت بیچنے والوں کے بازار میں جایا کرتے تھے اور جن فقیروں کا سوت نہ بکتا تھا وہ خرید لیتے تھے اسی لیے آپ کو نسّاج بھی کہا جاتا تھا۔ مولانا رومی (م ۶۷۲ھ) نے آپ ہی کے متعلق کہا ہے:-

---

[۱] دیکھیں حضرات القدس، دفتر اوّل۔ صفحہ ۱۴۰۔

Marfat.com

گرنہ علمِ حال، فوق قال بودے، کے شُدے
بندہ، اعیانِ بخارا خواجہ نسّاج[1] را

اسی نسّاجی کی وجہ سے ایک شخص آپ کو بازاری کہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو زاری (رُکا) بہت پسند ہے اس لیے میں کیوں نہ بازاری بنوں؟

آپ کی یہ رباعی بہت مشہور ہے :-

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت — وز تو نہ رہید زحمتِ آب وگِلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش — ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

ایک مرتبہ کسی مدّعی نے آپ سے پوچھا کہ تصوّف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (غیر سے) اُکھڑنا اور (حق سبحانہ سے) ملنا تصوّف ہے۔

رشحات میں آپ کا کلام (ایک قطعہ اور چار رباعیاں) منقول ہیں :-

قطعہ :- نَفَس مرغِ مقیّد در درون ست
نگہ دارش کہ خوش مرغے ست دم ساز
زبانش بند، مگسل تا نہ پرّد
کہ نتوانی گرفتن بعدِ پرواز

---

[1] نفحات الانس میں یہ فارسی شعر اور رشحات عین الحیواۃ میں اس کا عربی ترجمہ ملتا ہے۔ رومیؒ کا انتقال ۶۷۲ھ میں ہوا اور خواجہ رامیتنیؒ نے ۱۳۰ سال کی عمر میں ۷۱۵ھ میں وفات پائی اس لیے ممکن تو ہے کہ رومیؒ نے آپ ہی کے متعلق وہ شعر کہا ہوگا۔

حضرت عزیزانِ علی رامیتنیؒ کا ایک رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں رسائلِ مشاہیر نقشبندیہ نامی مجموعے میں شائع کیا تھا۔

Marfat.com

رباعیاں :-) ایک رباعی وہی ہے جو اوپر نقل ہوئی) یعنی باہر کہ نشستی و
نہ شد جمع دلت ... الاخ - بقیہ تین رباعیاں یہ ہیں :-

بیچارہ دلم کہ عاشق روئے تو بود — تا وقتِ صبوح دوش در کوئی تو بود
چوگانِ سرِ زلف تو از حال بحال — می بر دش و ہمچناں یکے گوئی تو بود
چوں ذکر بدل رسد دلت درد کند — آں ذکر بود کہ مردِ را فرد کند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد — لیکن دو جہاں بر دلِ تو سرد کند
خواہی کہ بحق رسی بیارام اے تن — واندر طلبِ دوست نیارامی تن
خواہی کہ مدد از روحِ عزیزاں یابی — پای از سرِ خود سازد بیارامیتن

اس آخری رباعی میں رامیتن کی رعایت ہے۔

(۱۰) مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ) کے پیر و مُرشد حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۲ھ) کے سوانحِ حیات اُن کی پوتی کے بیٹے مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے تھے۔ یہ رسالہ[1] تاریخی حیثیت سے بھی بہت اہم ہے کیوں کہ اس میں امیر تیمور (م ۸۰۷ھ) کے بھی کچھ حالات ہیں اور یہ بھی ہے کہ اُسے اور اُس کے اُمراء کو حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے کس درجہ عقیدت تھی اور وہ اپنی مہمات میں حضرتؒ سے کس طرح رہنمائی حاصل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ سمرقند میں تھا تو ایک

---

[1] یہ نایاب رسالہ (۱۲۰ صفحات) مولانا عبداللہ جان فاروقی نقشبندی مدظلہ (گڑھی حضرت خیل۔ ڈاک خانہ تھانہ ۔ ضلع پشاور) کے پاس تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے کراچی سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

قاصد آپ کی خدمت میں بخارا میں بھیجا اور درخواست کی کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ آپ نے معذرت کر لی اور اپنے چھوٹے صاحبزادے امیر عمر کو بھیجا (بڑے صاحبزادے حمزہ تھے) اور کہلا بھیجا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تقویٰ اور عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ امیر تیمور آپ کو ولایت بخارا بھی پیش کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

امیر تیمور کو حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑی عقیدت تھی۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) اپنے ایک مکتوب (نمبر ۹۲۔ دفتر دوم) میں لکھتے ہیں :۔

"شنیدہ ام کہ روزے صاحبقران امیر تیمور گورگانی علیہ الرحمہ بکوچۂ بخارا می گذشت۔ اتفاقاً درویشانِ خانقاہِ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ در آن کوچہ گلیمہای خانقاہِ خواجہ را می افشاندند و از گرد، پاک می کردند۔ امیر از حُسنِ نشأۂ مسلمانی کہ داشت در آن کوچہ توقف فرمودند تا گردہای خانقاہ را بعبیر و صندلِ خود ساختہ بہ برکات و فیوضِ درویشان مشرف گردد۔ مگر بایں توامنع و فروتنی کہ بہ اہل اللہ نمودہ بود بہ حُسنِ خاتمہ مشرف گشت۔ منقول است کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ بعد از وفاتِ امیر می فرمودند" تیمور مُرد و ایمان بُرد"۔

مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے میں حضرت امیر کلال[1] کے والد، والدہ، بیٹوں اور عزیزوں کے واقعات بھی ضمناً بیان کیے ہیں۔ تصوف کے مسائل بھی آ گئے ہیں۔ آیات اور احادیث سے عبارت آراستہ

---

[1] حضرت عزیزانِ علی رامیتنی رح کے خلیفہ اور حضرت امیر کلال رح کے پیر و مرشد یعنی بابا سماسی رح کی علمی خدمات کا زیادہ علم نہیں البتہ رشحات میں آپ کے مقامات و احوال درج ہیں۔

Marfat.com

ہے۔ فارسی اشعار بھی جا بجا ملتے ہیں۔ خود امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال بھی آتے ہیں۔ مثلاً۔ فرمودند :-

اے یارانِ من بدانید و آگاہ باشید، ہر کہ از خدائے عزّ و جل ترسد ہم بظاہر و ہم بباطن، حق سبحانہ و تعالیٰ ہمہ چیزہا را از وے می ترساند و ہر کہ از خدائے تعالیٰ نمی ترسد او از ہمہ چیزہا می ترسد و بترسانندش :-

تو ہم گردن از حلم دادار پیچ — کہ گردن نہ پیچد از حکم تو ہیچ
چو خسرو بہ فرمانِ دادار بود — خدایش نگہبان و یاور بود

و نیز فرمودند :-

لا تخافوا مژدۂ ترسندہ است — ہر کہ می ترسد مبارک بندہ است
ترسکاری رستگاری آورد — ہر کہ درد آرد عوض دربان بود

و نیز فرمودند :- کہ حضرت باری تعالیٰ بر آدمی، ہیچ چیز را مسلّط نمی گرداند کہ بترسد بلکہ آن ہمہ چیزہا از آدمی می ترسند بشرط آنکہ او از خدائے عزّ و جل بترسد و دایم الاوقات از حضرتِ حق ترسان می باید بودن۔

بترس از خدائے دمیا زار کس — رہِ رستگاری ہمین است و بس

و ہم امیر می فرمودند ـــ کہ اگر شما را چناں کہ واقع شود کہ در بستانے در آئید و در آنجا درختان بے شمار باشند و بر ہر شاخے برگہائے بے شمار و بر ہر برگے مرغے نشستہ باشد بہ آوازِ فصیح گویدؔ السلام علیک یا ولی اللہ" زنہاری باید کہ در آن ساعت غرّہ نہ شوی و ترسِ حق سبحانہ و تعالیٰ در ظاہر و باطنِ خود بجائے دہی و ترساں باشی۔۔۔

(۱۱) مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سلاست و روانی

کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو :-

روزے حضرت امیر علیہ الرحمہ در قریۂ سماس بودند و جماعتے از مردمانِ ہمہ قریہ بایک دیگر نزاع کردہ بودند و در آن میاں دندانِ یکے بیجا شدہ بود۔ آں جماعت می خواستند کہ پیشِ حاکم بروند و دیتِ دندان را از آن شخص ستانند۔ یکے از ان میاں گفتہ کہ بے اجازتِ حضرت خواجہ محمد بابا رح (م ۷۵۵ھ) از سرِ خود کارے نہ کنیم۔ اوّلاً با ایشاں عرض کنیم و آنچہ ایشاں فرمایند بدان عمل نمائیم۔ و آں جماعت پیش حضرت خواجہ رح آمدند و تقریرِ حال بکردند۔ حضرت خواجہ فرمودند کہ شما دندان را بنزدیکِ ما بیارید۔ و چوں بیاوردند بدستِ حضرت خواجہ رح تسلیم نمودند۔ بعد ازاں حضرت خواجہ رح دنداں را بہ حضرت امیر دادند کہ اے فرزند، شما کارے بکنید تا نزاع از میانِ ایشان دور شود۔ حضرت امیر آں دندان را گرفتند و برہماں جاے نہادند و از ارواحِ مشائخ رح استعانت طلبیدہ دعا کردند۔ فی الحال بہ برکتِ دعاے آں نیک مرد، محکم گردید و صاحبِ دندان متحیّر بماند و از خصومت درگذشت۔ چون این معنی را مشاہدہ کردند توبہ نمودند و از مردانِ راہ حق شدند۔

(۱۲) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ (م ۷۹۱ھ)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ الاحرار میں آپ کے متعلق خوب کہا ہے :-

گم زدہ بے ہمدمی و بیہوشِ دم — در نگذشتہ نظرش از قدم
بس کہ ز خود کردہ بہ سرعت سفر — باز نماندہ قدمش از نظر

شروع میں آپ پر جذب غالب رہتا تھا اور کبھی قبض ہوتا تو

جلد ہی بسط ہو جاتا۔ ایک مرتبہ قبضِ شدید تھا کہ ایک مسجد کے دروازے پر یہ شعر پڑھا :۔

اے دوست بیا کہ ما ترا ایم　　بیگانہ مشو کہ آشنا ایم

فی الفور بسط ہو گیا، پھر آپ پر عجیب کیفیات طاری ہوئیں، آخرت حضرت امیر کلال قدس سرہ (م ۷۲۲ھ) سے مستفیض ہوئے[1] غرض کہ شروع ہی سے آپ کو متصوفانہ کلام سے واسطہ رہا ہے۔

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے طریقے میں ذکر بالجہر اور خلوت نہیں ہے تو پھر آپ کے طریقے کی بناء کس پر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ"۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا :۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں[2]

یہ چند رباعیاں آپ سے منسوب ہیں :۔

یارب بکشا بر دلم از توبہ درے　　بے منتِ مخلوق رساں ما حفرے
در باقیِ عمرم نہ چناں بگذاری　　کز من بہ رسد بہ ہیچ کس دردسرے

---

[1] حالاتِ مشائخ نقشبندیہ از مولوی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ ۱۰۳

[2] خزینۃ الاصفیاء۔ صفحہ ۵۵۰ ۔ یہ شعر رسالۂ قدسیہ (راولپنڈی ۱۹۷۵) کے صفحہ ۱۷۱ میں بھی آتا ہے۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے بیانِ شہودِ آفاقی اور شہودِ انفسی نیز وجود و عدم وجود کے متعلق وضاحت اپنے مکتوب نمبر ۳۰ (دفتر اوّل) میں فرمائی ہے۔

Marfat.com

یارب تو درختِ عمرِ ما پست مکن — مارا ز شرابِ نیستی مست مکن
یارب بہ کرم جملہ جواں مرداں را — دل تنگ، پریشان، تہی دست مکن

از خونِ دلم دو چشمِ پُرنم بہتر — از عیش و نشاط، دلِ پُرغم بہتر
یک لحظہ حضورِ دل بہ درگاہِ تو — از پادشہیِ تمام عالم بہتر

یارب چہ کنم کہ ہیچ کس یارم نیست — از شرم مگو زبانِ گفتارم نیست
سر تا سرِ آفاق بہ ہیچم نہ خرند — یارب چہ متاعم کہ خریدارم نیست

اے فضلِ تو دستگیرِ من دستم گیر — حیراں شدہ ام ز خویشتن دستم گیر
تا چند کنم توبہ و تا کے شکنم — اے توبہ دہے بہ توبہ شکن دستم گیر[1]

رسالۂ قدسیہ میں بھی چند اشعار آپ کی زبانی درج ہیں جو ضروری نہیں کہ آپ ہی کے ہوں :-

ہر کس بہ درت درآرزوے دیگراند — اندر تگ و پوی وجہت وجوے دیگراند
گرچہ کس را ہیچ کار و بار نیست — جملہ در کارند و کس بے کار نیست[2]

مُلکِ طلبش بہر سلیماں نہ دہند — منشورِ غمش بہر دل و جاں نہ دہند[3]

---

[1] رسالۂ قدسیہ مرتبہ ملک محمد اقبال (راولپنڈی سنہ ۱۹۷۵ء) صفحہ ۹۹-۱۰۰۔
[2] ایضاً صفحہ ۱۶۵ ۔ [3] ایضاً صفحہ ۱۶۶ ۔ اسی رسالۂ قدسیہ میں (صفحہ ۱۷۲) آپ کی زبانی خواجہ عطارؒ کے اشعار درج ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

موسیٰ اندر درخت ، آتش دید　　سبز تری شد آں درخت از نار
شہوت و حرصِ مردِ صاحب دل　　ایں چنیں داں و ایں چنیں انگار[1]

حضرات القدس ، دفتر اوّل میں آپ کی دو[2] رباعیاں ملتی ہیں :-

تا روے تو دیدہ ام من اے شمع طراز　　لے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوَم مجازِ من جملہ نماز　　ور بے تو بوَم نمازِ من جملہ مجاز[2]

ساقی قدحے کہ نیم مستیم　　مخمورِ صبوحیِ الستیم
ما را تو زماں رہاں کہ تا ما　　با خویشتنیم بُت پرستیم[3]

ایک اور شعر آپ سے منسوب ہے :-

دل را گفتم بیادِ او شاد کنم　　چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم[4]

اسی کتاب میں چند اور اشعار آپ کے حالات کے ساتھ مندرج ہیں۔ لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس کے ہیں۔

نظم کے علاوہ نثر بھی آپ کی علمی یادگار ہے۔ رسالہ قدسیہ میں آپ کے ملفوظات ہیں۔

ہم یہاں پہلا " منھا " نقل کرتے ہیں جس میں آپ کے کچھ خود گفتہ حالات ہیں :-

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۱۷۸ ۔ [2] حضرات القدس ۔ دفتر اوّل۔ صفحہ ۱۶۸۔
[3] ایضاً۔ صفحہ ۱۶۹ ۔ لیکن یہ رباعی کا وزن نہیں ہے۔
[4] ایضاً۔ صفحہ ۱۷۱۔

Marfat.com

"چون سالک را بهر دو صفتِ جلالی و جمالی پرورش دهند، جلالِ اورا جمال بود و جمال اورا جلال باشد ـ در استیلاء خوف، رجا باشد درغلبۂ رجا، خوف باشد و درعینِ آن زمانے کہ منظرِ صفتِ جلال گردد به صفت جمال تواند توجه نمود و آن نظرِ سلطان العارفین ابویزید قدس اللہ روحہٗ کہ برمُریدِ ابوتراب نخشبی قدس اللہ روحہٗ نظرِ جلال بود به نسبتِ تجلّیِ ذات و آن مُرید به صفتِ جمال پرورش یافتہ بود، واگر بهر دو صفت پرورش یافتہ بودے اورا قوّتِ کششِ آن نظرِ سلطان العارفین بودے و وجودے بشریت متلاشی نگشتے۔

وقتے با محمد زاہد کہ درویشِ صادق بود درصحرا بودیم، بکارے بیرون آمدہ و تیشہا با ما بود۔ حالتے پدید آمد، تیشہا را گذاشتیم و روے در آن بیابان آوردیم و باہم دیگر از ہر نوع سخن می گفتیم تا بداں جا رسید کہ سخن درعبودیت و خدائی رفت۔ او گفت کہ خدا تا چہ غایت باشد؟ گفتم، تا غایتے کہ اگر درویش را گویند، ترا می باید مُردن، فی الحال میرد۔ و درین زمانِ گفتن، صفت درمن پدید آمد کہ روے به محمد زاہد کردم و گفتم، بمیر۔ درحال محمد زاہد بیفتاد و روح از بدنِ وے به کُلّی مفارقت کرد و مدّتے بدین صفت بگذشت، تنِ او بعد از مفارقتِ روح بیفتادہ بود، پشت برزمین و روے در آسمان و پای سوے قبلہ، از چاشت تا نیم روز۔ و آن روز بغایت گرم بود و آفتاب در برج میزان بود۔ از آن صفتِ قوی مضطرب شدم و نیک متحیّر گشتم و در نزدیک آنجا سایہ بود۔ زمانے در آن سایہ در آن حیرت نشستم و باز از آنجا بزودی آمدم و در روی وے نگاہ کردم۔ رنگِ روی او از تاثیرِ

Marfat.com

گرمی به سیاهی می زد، حیرتِ من زیادت شد۔ ناگاه در آن حیرت، الهامے به دلِ من رسید که بگوی محمد زاہد زندہ شو۔ سہ بار این کلمہ را گفتم۔ اثرِ حیات در و ظاہر شدن گرفت و در اعضاے وے حرکت پدید آمد و در ہمان ساعت زندہ شد و بحالِ اصلی باز آمد و به خدمتِ سید امیر کلال رح رفتم و این قصہ را به ایشاں عرض می کردم۔ چوں در اثناء قصہ گفتم کہ روح از بدنِ او مفارقت کرد و من متحیر شدم، امیر فرمودند کہ اے فرزند، چرا در آن حیرت نگفتی کہ زندہ شو۔ گفتم، الہامے رسید تا چنیں گفتم و او بحالِ خود آمد[1]

(۱۳) حضرت حافظ شیرازی رح (م ۷۹۲ھ) بھی بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ کے معتقدین میں سے تھے۔ آپ کی مدح سے متعلق لکھتے ہیں :-

تو تیاے چشم سازم خاکِ پاے نقشبند رح
تا بیابم سرِ حق از لطف ساے نقشبند رح
رو بدرگاہِ بہاء الدین نظر کن زانکہ ہست
نُہ فلک مانندِ درباں در سراے نقشبند رح

---

[1] آپ کے بعض اقوال دوسری کتابوں میں بھی منقول ہیں۔ ایک قول بہت مشہور ہے :-

"ما مرادانیم، ما نفسلیانیم۔ ما نہایت را در بدایت مندرج ساختیم، در طریق ما مجردی نیست"

Marfat.com

ز کلاتِ ما ہمہ ہرگز نیاید در عدد المدد یا خواجۂ مشکل کشائے نقشبند[1]

غالباً اسی عقیدت کی بناء پر حافظؒ نے یہ شعر کہا ہوگا :-

بہ مے سجادہ رنگیں کُن گرت پیرِ مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسمِ منزلہا

فقر و خلوت ، رضا و تسلیم ، توکّل و تضرّع اُن کا شیوہ تھا۔ خود کہتے ہیں :-

حافظا در کنجِ فقر و خلوتِ شبہا بسے تار

تا بود وردت دعا و درسِ قرآں ، غم مخور

حافظا چوں غم و شادیِ جہاں درگذر است

بہتر آنست کہ من خاطرِ خود خوش دارم

اور اپنی شاعری کو وہ معرفت ہی کا بیان سمجھتے ہیں :-

شعرِ حافظ ہمہ بیت الغزلِ معرفت است

آفریں بر نفسِ دلکش و طبعِ سخنش

حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر انھوں نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا :-

بہاء الحق والدین طاب مثواہ امام سنّت و شیخِ جماعت

چو می رفت از جہاں ایں بیت می خواند بر اہلِ فضل و اربابِ براعت

"بطاعت قربِ یزداں می توان یافت قدم در نہ کہ گرت ہست استطاعت"

بدیں دستور تاریخِ وفاتش بروں آں راز حروفِ قربِ طاعت

۷۸۲ + ۹ = ۷۹۱ھ

---

[1] تاج پور نصر پور (سندھ) کی خانقاہ میں جو قلمی دیوانِ حافظؒ ہے اسمیں اس منقبت کے مزید نو اشعار ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ غزل بھی اسی سلسلے سے متعلق ہو۔

چل سال بیں رفت کہ من لاف می زنم کز چاکرانِ درگہِ پیرِ مغاں منم

Marfat.com

(۱۴) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ کے خلفاء میں سے خواجہ محمد پارسا[1] (م ۸۲۲ھ) اور خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی (م ۸۵۱ھ) نے علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف حسب ذیل ہیں :-

۱۔ تفاسیر :-

(الف) تفسیر سورۃ الفاتحہ

(ب) تفسیر سورۃ ہائی ہشتگانہ

(ج) تفسیر سورۃ من جزء الملک و النبأ

(د) تفسیر سورۃ یٰسین

(۲) شرح فصوص الحکم

(۳) رباعیات

(۴) سخن راست

(۵) انیس الطالبین و عدۃ الطالبین (و عدۃ السالکین) در مقامات خواجہ بہاء الدین نقشبند رح)

(۶) کلمات از خواجہ محمد پارسا

---

[1] خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ) نے شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری رح کی حقائق تفسیر اور طبقاتِ مشائخ کا ذکر رسالۂ قدسیہ کے مقدمے میں کیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ طبقاتِ مشائخ بھی سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے متعلق رہی ہو۔ فقیر اللہ علوی رح کے مکتوبات (صفحہ ۱۱۷) میں حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ سے تعلق والے بزرگ شیخ عبداللہ بلخی رح کی کتاب خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب کا ذکر آتا ہے۔

Marfat.com

(۷) کشفیہ (رسالۃ الکشفیہ)

(۸) محبوبیہ (در مناقبِ مرشدِ خود)

(۹) فصل الخطاب لوصل الاحباب

(۱۰) عقائد از خواجہ پارساؒ

(۱۱) آداب السالکین (عرفان)

(۱۲) رمز الاقطاب (عرفان)

(۱۳) رسالہ در زمان و مکان (در فلسفہ)

(۱۴) فصول ستہ (در علم حدیث)

(۱۵) رسالہ در بابِ قصیدۂ ابن فارض

(۱۶) انفاسِ قدسیہ (۲۶ مکتوبات)

(۱۷) تحقیقات (در عرفان و اخلاق وسلوک)

(۱۸) جامع الکلم

(۱۹) مسلک العارفین (در مناقبِ نقشبندیہ)

(۲۰) رسالہ فی طریق ذکر الخفی

(۲۱) رسالۂ قدسیہ (فی احوال خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ)[1]

رسالۂ قدسیہ میں سے حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کا ایک "منہا" یہاں نقل کیا جاتا ہے اور اُس کی شرح بھی جو خواجہ محمد پارساؒ نے کی ہے :-

---

[1] پروفیسر ملک محمد اقبال نے رسالۂ قدسیہ کے شروع میں خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی فہرست اور اُن کی تفصیل دی ہے۔ (مطبوعہ راولپنڈی سنہ ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

— ومنها —

همه دور افتادگیهای خلق ازان است که خود را دور می دارند به اختیار بار برخود زیادت می کنند و اگر نه قصور در فیضِ الٰہی نیست۔ خدمت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تمثیل می نمودند و می فرمودند "تا نِم تعلقات دور نشود کوزۂ وجود شایستۂ آن نگردد که او را در خُمدانِ تصرّف آرند و باز چون کوزہا را در خُمدانِ در آورند بعضے از خُمدان درست بیرون می آید و بعضے شکستہ۔ و این به نسبتِ ظهور ارادتِ ازلی است و با این همه آن را که شکستہ بیرون آمده است۔ فی الجمله همه امیدے هست که دیگر باره او را آرد سازند و باگلے دیگر یار کنند و بارِ دیگر به خُمدان برند تا باشد که این بار درست بیرون آید۔ و فرموده اند (امیر کلال) در آخرۂ سه شبانه روز به قبله متوجه نشسته بودند و با کسے سخن نمی گفتند۔ بعد ازان به سخن آمدند و شکر گفتند و فرمودند: مقصود ازین توجه آن بود که شناخته بشود که این در را به قبول بازی کنند یا به ردّ۔

شرح از خواجه محمد پارساؒ

اولیاء اللہ را به حکمِ آیت لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ، هم در دنیا در وقتِ رفتن از حق سبحانه بشارت می بود به قبول و غفران و دیگر آنچه فرمودند (همه افتادگیها... الخ) بنا بر آنست که هرچند بنده را صفتِ اختیار و خواستها و طبعی کمتر می گردد وجودِ بشریتِ او بیشتر نفی می شود و ازان نفی، قرب بنده به حق سبحانه زیادت می گردد۔ زیرا که گفته اند (نظم):-

Marfat.com

قربِ حق دوریِ تُست از بودِ خویش بے زیانِ خود نیابی سودِ خویش

و بہ مقدارِ نفیِ اختیار، بندہ را با حضرتِ الوہیت، موافقت در تدبیر و تقدیرِ او بیشتر می شود و بہ مقامِ رضا و سعادتِ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نزدیک تر می گردد و ہموارہ بندہ بواسطۂ ترکِ اختیارہا و خواستہا گوناگونِ طبعی و محو کردنِ آن صفات و صفاتِ بشریہ از خود، در درجاتِ قربت ترقی می نماید تا چون بہ درجۂ اعلا بے اختیاری برسد کہ او را بہ حقیقت ہیچ خواستی نماند، آن گاہ از حضیضِ بشریت بذروۂ عبودیت ترقی تواند نمود و شایستۂ آن تواند گشت کہ بہ تصرّفِ جذباتِ الوہیت او را بہ مرتبۂ الفنا فی اللہ والبقا باللہ برساند کہ اوّل درجاتِ ولایتِ خاصّہ است و منتہای سیر الی اللہ است و مبدا سیر فی اللہ است و عجائبِ این طور را نہایت نیست و سلوک کہ سیر الی اللہ است غالباً بہ حکمِ سنّتِ الٰہی، شرطِ این، جذبہ است کہ در سیر فی اللہ است نہ آنکہ علی القطع ہر کہ طلب کند بیاید یا ہر کہ سلوک کند بہ مقصود برسد (نظم) :-

نہ ہر صدف کہ فرد بُرد قطرۂ باراں
درونِ سینۂ او گشت جای دُردانہ [1]

---

[1] رسالہ قدسیہ (راولپنڈی سنہ ۱۹۷۵ء) ۔ صفحہ ۱۳۶ - ۱۳۸ - رشحات (صفحہ ۳۱) میں ہے کہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید ابو القاسم بن محمد بن مسعود بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ بہائیہ لکھا تھا اور دوسرے مُرید احمد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخِ مُلّا زادہ لکھی تھی ۔

(۱۵) مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۱ھ)۔
آپ حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی شہرت آج بھی آپ کی تفسیر کی وجہ سے ہے۔ یہ تفسیر سورۃ الفاتحہ اور آخری دو[2] پاروں کی ہے۔

اس طرح شروع ہوتی ہے :-

رب یسر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وتمم بالخیر

لکَ الحمد یا من بیدہ الملک وھو علیٰ کلِّ شئٍ قدیر. والصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاءِ والمرسلین خصوصاً علیٰ رسولنا محمدن السراج المنیر وعلیٰ آلہٖ وَ اصحابہٖ واتباعِہٖ اجمعین۔ وبعدہٗ فیقول العبد الفقیر المحتاج الی اللہ الغفور الراجی لیعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم الچرخی ثم السردری رحمھم اللہ الرحمٰن الغنی۔ قد التمس منّی زمرۃ من الاصحاب والاحباب ان اکتب[1] لھم تفسیر الفاتحہ وسورۃ الملک الیٰ آخر الکتب منتخباً من التیسیر والکشاف والکواشی وغیرھا بالفارسی لینفع بہ الخواص والعوام ۔۔۔[2]

.... یعنی مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس مختصر تفسیر میں التیسیر[2] کا حوالہ بھی

---

[1] راقم الحروف کے پاس اس تفسیر کا قلمی نسخہ ۱۱۸۳ھ کا لکھا ہوا محفوظ ہے۔

[2] ہو سکتا ہے کہ یہ تیسیر المنّان (تفسیرِ رحمانی) ہو جو شیخ علی بن احمد حسن شافعی مہائمیؒ (م ۸۳۵ھ) نے لکھی تھی۔ دو جلدوں میں ہے اور صوفیہ کے طرز پر ہے اور قرآن کی آیات میں ربط خوب دیا ہے۔

Marfat.com

دیا ہے۔ اور جار اللہ زمخشریؒ (م ۵۲۸ھ) کی تفسیر کشاف، امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۲ھ) کی تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)، موفق الدین احمد یوسف موصلی شیبانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۰ھ) کی الکواشی وغیرہ کے حوالے ہیں اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱ھ)، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۸ھ)، امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ) کے حوالے بھی ہیں اور بکثرت بزرگوں کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ سورۃ القلم کی آیت نمبر ۹ کے ذیل میں حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۵ھ) کے یہ دو شعر آتے ہیں:-

گردِ اہلِ اسپ سلطانِ شریعت سُرمہ کن
تا بود نورِ الٰہی بادۂ چشمت مُقترن

مژہ در چشمِ سنائی چون سنانے بادتیز
گر سنائی زندگی خواہد زمانے بے سُنن

سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۵ کے ذیل میں حضرت یعقوب چرخیؒ نے اپنی ایک حکایت لکھی ہے کہ :-

این فقیر را فرزندے بود ہفدہ سالہ کم چہار ماہ، بانواعِ کمالات آراستہ و حُسنِ سیرت و حُسنِ صورت و خُلقِ معنوی داشت۔ چون او فوت شد خاطر متألم شدم و بر سرِ قبرِ او متوجہ بودم، بخاطر از روحانیتِ او این بیت گذشت :-

بادۂ قبلہ در رہِ توحید نتواں رفت راست یار ضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

و این بیت را با ابیاتِ دیگر بخطِ میمونِ او بر پُشتِ کتابے نوشتہ دیدم کہ بسیار می خواند :-

Marfat.com

بر درِ میدانِ الا اللہ تیغ لا الٰہ
ہر قرینے کو نہ زاللہ بہرِ قربان داشتن

چوں جمالِ زخمِ چوگان دیدی اندر دستِ دوست
خویشتن را پای کوباں گوئے میدان داشتن

چوں ز دستِ دوست خوردی در مذاق از جامِ جان
لقمہ را الو او حلوا ہر دو یکساں داشتن

و این ابیات خواجہ سنائی غزنوی راست ــــ

سورۂ نوح کی آخری آیت کے ذیل میں حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ (م ۵۷۵ھ) کا یہ شعر نقل کیا ہے :-

بر دوست مبارکیم، بر دشمن شوم در جنگ چو آہنیم، در صلح چو موم

سورۃ المزمّل کی آیت نمبر ۴ کے ذیل میں حضرت یعقوب چرخیؒ نے لکھا ہے کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخارا میں خواب میں دیکھا کہ آہستہ آہستہ تلاوت فرما رہے تھے۔

پھر سورۃ المزمّل کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر کے ذیل میں آپ نے اپنا ایک واقعہ لکھا ہے کہ :-

روزے این فقیر را درد نایافتہ پیدا شدہ بود و تبضے بودہ کہ درین راہ ہیچ قبض نمی رسید و در رفتن بہ پیشِ شیخ تکاسلے می بود۔ در مسجدے بہ درس مشغول بودم۔ شخصے از در در آمد و کاغذ پارہ بدستِ من داد۔ در وے بیتے نوشتہ بود کہ از آن جدّ و جہد در من

Marfat.com

پیدا شد۔ حضرت خواجہ ما رحمہ اللہ می گفتند کہ مدّتِ پنج ماہ در بیابان بُخارا بہ تحیّر می بودم و قبضِ عظیم داشتم۔ در شہرِ بُخارا در آمدم و گفتم کہ این در را بمن کشایند۔ بیا تا در پیشِ مخلوق بَروَم و خدمت کنم۔ خواستم تا در پیشِ حکیم بُخارا بَروَم۔ چون بر درِ مسجد محکمۂ بخارا رسیدم، دیدم چیزے بر درِ آن محکمہ نوشتہ اند... چون بخواندم این بیت نوشتہ بودند :-

اے دوست بیاکہ ماترا ایم بیگانہ مشو کہ آشنا ایم

فریادے از من صادر شد و روے در بیابانِ بُخارا نہادم، فیضِ عظیم پیدا شد تا پنج شبانہ روز بداشت۔ سبحان من تجلّی مرّۃً الاحیایہ بالقبض و الانفصال ومرّۃً بالبسط والوصال (نظم) :-

ہم ردت خوش، ہم موت خوش، ہم پیچ زلف و ہم قفا
ہم شیوہ خوش، ہم میوہ خوش، ہم لطفِ تو خوش، ہم جفا [1]

---

[1] سورۃ المزّمّل کی آیت نمبر ۸ کے ذیل میں صوفیہ کے یہ مشہور اشعار نقل ہیں :- بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق گر ملک باشد سیہ باشد ورق
آنکہ بہ تسبر نیز دید یک نظرِ شمسِ دیں طعنہ زند بر دیہ سخرہ کند بر چلہ
اس شعر کے بعد حضرت یعقوب چرخی رح لکھتے ہیں :-
حضرت مخدومی خواجہ ما رحمہ اللہ می گفتند کہ "ما فضلیانیم، ما را حق تعالیٰ بفضلِ خود قبول کردہ است" و این بیت را می خواند :-
آن را کہ می پذیرد معبود لا لَعَلّہ
او را چہ حاجت آید رنج چہار چلّہ

سورۃ المدّثّر کی آیت نمبر ۶ کے ذیل میں یہ مشہور مصرع اور رباعی درج ہے :- ع اے شکرِ نعمتہای تو چندانکہ نعمتہای تو

رباعی :- بے لطفِ تو من قرار نتوانم کرد
احسانِ ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تنِ من زباں شود ہر موئے
یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد

سورۃ النّبأ کی آیت نمبر ۳۰ کے ذیل میں خواجہ عزیزانِ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۵ھ) کی یہ رباعی درج ہے :-

با ہر کہ نشینی و نہ شد جمع دلت
و از تو نہ رہید زحمتِ آب و گِلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روحِ عزیزان بحلت

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں سادگی اور سلاست کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اکثر آیات سے متصوّفانہ نکات اخذ کر کے "نصیب" کے عنوان سے اُن کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ الملک کی آیت نمبر ۲ کے ذیل میں (احسن عملاً کے تحت) لکھتے ہیں :-

نصیب مومن این است کہ مرگ را دائم در نظر آرد و استعدادِ مُردن و آخرت کند و ازین سرائے غرور، نفور کند۔ شیخِ این فقیر خواجہ بہاء الدین رحمہ اللہ فرمودند کہ من ہر روز چہل نوبت

Marfat.com

خود را بگورستان می برم و حساب نزدی کنم۔

پھر اسی آیت کے ایک جزو (وھوالعزیز) کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

نصیب درویش این است کہ روے بطاعتِ او آورد ونصرت از وجوید واز غیرِ او نہ جوید۔

پھر اسی آیت کے جُزو (الغفور) کے ذیل میں لکھتے ہیں :۔

نصیب تو این است کہ ہرچند گناہ داری از رحمتِ بے نہایتِ او نومید نہ باشی۔ از عزیزے یاد دارم کہ گفت :۔

الٰہی رحمت دریاے عام است — از آنجا قطرۂ مارا تمام است

اگر آلائشِ قوم گنہ گار — فرو شوئی در آن دریا بیک بار

نگردد تیرہ آن دریا زمانے — ولے روشن شود کارِ جہانے

پھر اسی سورۃ کی آیت نمبر ۱۲ کے ایک جُزو کے ذیل میں (یخشون ربّھم کے تحت) لکھتے ہیں :۔

نصیب تو این است کہ ترسِ خدا اے تعالیٰ را شعارِ خود سازی واز اوّل قرآن تا آخر قرآن نظر کنی و تامّل کنی، تا مرتبۂ خدا ترسان را بیابی.....

پھر اسی سورۃ کی آیت نمبر ۲۳ کے ایک جُزو (قلیلا ما تشکرون کے تحت) لکھتے ہیں :۔

نصیب تو این است کہ ہستیِ خود را و ہستی ہمہ اعضاے خود را و ہمہ اشیاء و علمِ خود را از حضرت حق تعالیٰ دانی۔ (نظم)

از کجا جوئیم علم، از ترکِ علم — از کجا جوئیم سلم، از ترکِ سلم

وز کجا جوئیم دست، از ترکِ دست — از کجا جوئیم ہست، از ترکِ ہست

Marfat.com

ہم توانی کرد یا نعم المعین　　دیدۂ معدوم را نورِ مبین

اسی طرح پوری تفسیر ہے اور آیات کے اجزاء اور الفاظ کی الگ الگ شرح کی ہے۔ پھر فارسی اشعار (بالخصوص حضرتِ رومیؒ کے) اس کثرت سے ہیں کہ اگر اُن یکجا کر لیا جائے تو اُن کا اچھا خاصا مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ اُنسیہ بھی ہے جو مناقبِ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ میں ہے۔ اس میں بھی حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ لکھتے ہیں :-

پس ہر کہ خواہد بہ خلعتِ ولایتِ خاصّہ مشرّف شود وے را غیر از متابعتِ او (صلی اللہ علیہ وسلّم) چارہ نہ باشد۔ بنابر این معنی فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ... خواست کہ شمّہ از سیرت و طریقتِ مستقیمہ کہ بوے رسیدہ بود از حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشائخ والاولیاء فی العالمین خواجہ بہاء الحق والدین المشتہر المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در قیدِ کتاب آوردہ تا فوائدِ آن بہ روزگار بماند وسبب رُشدِ اصحاب و احباب باشد وذکرِ سلسلہ و احوال عجیبۂ ایشان را بعضے بطریقِ اختصار کردہ شد۔ فامّا آنچہ بہ نسبتِ جذبہ تربیت کردہ اند بقلم شرح نتواں داد۔ چوں بعنایتِ بے غایت، داعیۂ طلب درین فقیر پیدا شد وقائدِ فضلِ الٰہی بحضرت ایشان کشید در بخارا ملازمتِ ایشان می کردم و بہ کرمِ عامِ ایشان التفات می یافتم تا بہدایتِ صمدیت یقین شد

Marfat.com

کہ از خواصِ اولیاء اللہ اند و کامل و مکمّل اند۔ بعد از اشاراتِ غیبیہ و واقعاتِ کثیرہ تفاول بکلام اللہ کردم۔ این آیت آمد:۔ "اولٰئِکَ الذین ھَدَی اللہُ فبھداھم اقتدہ" در فتح آباد کہ مسکنِ این فقیر بود متوجّہ مزارِ شیخِ عالم سیف الحق والدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم کہ ناگاہ پیکِ قبول الٰہی در رسید و بیقراری در من پیدا شد، قصدِ حضرتِ ایشاں کردم۔ چوں بقریۂ کوشکِ ہندوان کہ منزلِ ایشاں بود رسیدم حضرت ایشاں را در راہ منتظر دیدم۔ تلطّفے و احسان نمودند و بعد از نمازِ شام صحبت داشتند و ہیبتِ ایشاں بر من مستولی شدہ بود و مجالِ نظر نہ بود، گفتند "العلم علمان علم القلب فذالک علم الانبیاء والمرسلین و علم اللّسان فذالک حُجّۃٌ علیٰ ابن آدم"۔ امید است کہ از علم باطن نصیبے بتو رسد....

حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرّہ کی خدمت میں حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدّت تک مستفیض ہوتے رہے۔ پھر بخارا سے شہر کش آگئے کہ وہاں حضرت قدّس سرّہ کی وفات کی خبر ملی۔ اس محرومی کی وجہ سے خیال کیا کہ کسی اور بزرگ سے استفادہ کروں، تو دیکھا کہ حضرتؒ کی روحانیت کا ارشاد ہے:۔

قَالَ زَیْدُ ابن الحارثۃَ الدِین واحِدٌ۔ اس سے آپ نے سمجھا کہ اجازت نہیں ہے۔

دوبارہ پھر آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ

"قیامت میں آپ کو کس چیز سے پاؤں گا۔ جواب ملا کہ

Marfat.com

شریعت پر عمل کرنے سے۔" [1]

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸۳۸ھ میں ہوا۔

(۱۶) خواجہ علاء الدین عطّار بُخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ)

حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدّس سرّہ کے خلیفۂ اوّل اور داماد بھی تھے۔ اُن کے مُریدوں میں سب سے زیادہ مشہور علاّمہ علی بن محمد المعروف میر سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۱۶ھ) ہیں جو علومِ نقلیہ و عقلیہ کے جامع اور بکثرت کتابوں کے مصنّف ہیں۔ صرف میر اور نحوِ میر کی وجہ سے ہمارے مبتدی طلبہ بھی اُن سے واقف ہیں۔ انھوں نے قرآنِ پاک کا فارسی ترجمہ بھی کیا تھا جو غلطی سے شیخ سعدی علیہ الرحمہ (م ۶۹۰ھ) سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ اُن کا ایک قول مشہور ہے کہ :-

واللہ ما عرفت الحق سبحانہٗ وتعالیٰ کما ینبغی مَا لم اَصِلُ اِلیٰ خدمۃ العطّار البخاری (یعنی بخدا میں نے اللہ تعالیٰ کو جیسا چاہیے نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں حضرت علاء الدین عطّار بخاری کی خدمت میں نہیں پہنچا)۔

خواجہ علاء الدین بُخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور مُرید صلاح الدین مبارک بُخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کو خواجہ عطّار رح ۷۸۵ھ میں اپنے

---

[1] یہ تمام مضامین رسالۂ اُنسیہ کے ہیں۔ یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد سے شایع کیا تھا۔ اس میں ۵۲ صفحات ہیں اور ان میں اسی طرح کے ملفوظات ہیں ــــ یہ مضامین (ابتدائی) حضرت بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرات القدس، دفتر اوّل کے صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۱ میں بھی درج ہیں۔

Marfat.com

شیخ حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چھوڑ آئے تھے۔
حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انھوں نے
انیس الطّالبین و روضۃ السّالکین کتاب لکھی جس کا دوسرا نام "مقاماتِ
خواجہ نقشبند" ہے۔ اس میں چار بڑے ابواب ہیں :-

(۱) در تعریفِ ولی و ولایت

(۲) در شرحِ بدایتِ احوالِ حضرت خواجہ ما (یعنی حضرت خواجہ
نقشبندؒ) و ذکرِ سلسلۂ خواجگان۔

(۳) در بیانِ صفتِ پرورشِ احوال و اقوال و اخلاقِ حضرت
خواجۂ ما قدّس اللہ روحہٗ و شرحِ طریقۂ نسبت و نتائجِ
صحبت و کیفیتِ معاملۂ ایشان با طالبان و حقائقے و لطائفے کہ در
محلّے بر لفظِ مبارکِ ایشان می گذشتہ

(۴) در ذکرِ سائر کرامات و ظہورات و احوال و آثار کہ از حضرت
خواجہ ما قدس اللہ سرّہ در محالِ تلاطمِ امواجِ بحارِ ولایت بظہور
آمدہ است۔

انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں یہ مخطوطہ نمبر ۱۸۵۱ ہے۔ اس میں
۱۲۳- اوراق ہیں۔ ابھی تک شایع نہیں ہوا [1]

---

[1] انڈیا آفس لائبریری میں ایک اور مخطوطہ نمبر ۱۸۵۲ ہے جس کا نام
روضۃ المحبّین ہے۔ اسے دہ نامہ بھی کہا گیا ہے۔ یہ ایک مثنوی ہے۔
جس میں تصوّف سے متعلق دس منظوم مکتوبات ہیں۔ اس کے مصنّف
ابن عماد تھے جو خراساں میں پیدا ہوئے اور شیراز میں
سنہ ۸۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

(۱۷) حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ) آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بزرگ تھے۔ انھوں نے آپ سے فرمایا تھا کہ "ہم سے جو کچھ تمھیں پہنچا ہے وہ بندگانِ خدا کو پہنچاؤ۔" اسی لیے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے :- ع امانت دارِ او یعقوب چرخی

آپ اپنے پیر کے پیر و مُرشد یعنی خواجہ علاء الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مستفیض ہوئے تھے اور ان سے بھی خلافت ملی تھی۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ (م ۱۰۳۴ھ) نے لکھا ہے کہ :-

"سید المحقّقین ناصرالدین عبیداللہ احرار قدّس سرّہ، بزرگوں کے مقامِ جذبہ میں بہت بڑی شان کے مالک ہیں۔ آپ نے اس مقام میں پوری فنائیت حاصل کر کے بقائے خاص پیدا کی اور اس بقا سے نورِ فوقانی پیدا کیا اور انتہائی نقطۂ نہایت انتہایت تک پہنچ گئے اور کثرت میں وحدت کا ملاحظہ اس طریقے سے کرتے تھے کہ کثرت کا پردہ بیچ میں نہ رہتا تھا۔ سلوکِ آفاقی کے بھی اس اسم تک پہنچے جو آپ کا مبدءِ تعیّن تھا اور اس اسم میں قدرے بقا پیدا کی مگر پورے مستہلک ہوئے تھے۔ بلکہ اس کے بعد اسی جذبے میں ایک قسم کی فنائیت، سابقہ سلوک کے استہلاکِ خاص کے ساتھ حاصل کی۔ مقام جذبہ سے بقائے خاص کے ساتھ مع زیادتی نورِ فوقانی کے، مستعدوں کی تربیت کرتے تھے اور ماسوا اللہ کی گرفتاری سے رہائی دیتے تھے اور غیبِ ذاتیہ کی جہت سے کہ حضرت ذوالنّورین رضی اللہ عنہ اور خواجہ عبیداللہ احرار قدّس سرّہ کو پورا حصّہ اور نصیبہ کامل حاصل ہے اور اس راستے سے بھی مقامِ غیب

سے مناسبت رکھتے ہیں۔ باوجود اس کمال وتکمیل کے مقامِ اقطاب اثنیٰ عشر سے بھی نصیب کامل رکھتے ہیں۔ یہ وہ مقام غیب ہے جو بے نسبتی سے مناسبتِ کامل رکھتا ہے۔ صحو کی ایک خاص قسم، محبتِ ذاتی بھی اس مقام کے لیے لازم ہے اور ترویج شریعت اور اجرائے احکامِ شریعت بھی اس مقام سے متعلق ہے اور حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ ان اقطاب کے رُؤسا میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ العزیز مقام اثنیٰ عشر کے قطب نہیں تھے مگر نصیبہ کامل رکھتے تھے اور آپ کا نصرتِ دین اور ترویجِ ملت فرمانا اسی مقام کا ثمرہ تھا۔ اسی لیے آپ کو نام الدین کہا جاتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ نسبت اپنے مادری بزرگوں سے حاصل فرمائی تھی۔ ان تمام کمالات کے ساتھ جو آپ میں جمع تھے آپ ایک بڑے گھرانے کے روشن چراغ تھے[1]

انڈیا آفس لائبریری (لندن) کے کئی مخطوطات میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی یادگاریں محفوظ ہیں۔ (۱) مخطوطہ نمبر ۱۸۹۲ کے باب دوم اور فصلِ سوم میں آپ کے مکتوبات ہیں۔

(۲) مخطوطہ نمبر ۱۹۱۹ کے ورق نمبر ۹۰ تا ۱۷۰ میں آپ کے اقوال و روایات ہیں۔ (۳) مخطوطہ نمبر ۱۹۲۰ کے ورق ۶۲ تا ۹۲ میں وہ باتیں ہیں جو آپ سے آپ کے داماد عبد الاوّل رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تھی۔

(۴) مخطوطہ نمبر ۱۹۲۳ (۵) میں آپ کی تحریروں کا کچھ اقتباس ہے۔

---

[1] یہ تمام مضامین مقدم و مؤخر، مکتوباتِ امام ربانی مجدد (دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۹۰) میں ہیں۔ دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۶۵۔ ۲۱۰۔ ۲۲۱۔ ۲۳۳۔ ۲۴۳۔ ۲۔ میں بھی خواجۂ احرار رح کا ذکر ملتا ہے۔ رشحات میں آپ کے حالات بہت تفصیل سے ہیں۔

Marfat.com

(۵) اسی مخطوطہ نمبر ۱۹۲۳ (۱۳) میں آپ کا رسالہ والدیّہ موجود ہے۔
سندھ یونی ورسٹی لائبریری میں بھی حسب ذیل بزرگوں کے ملفوظات
کا ایک مجموعہ (مخطوطہ) محفوظ ہے[1]:-

(۱) خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ)
(۲) مولانا شمس الدین رودجی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ خواجہ محمد پارساؒ)
(۳) مولانا سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ)
(۴) مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مولانا سعدالدین کاشغریؒ۔
(۵) مولانا عبیداللہ (احرار) رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ)

مولانا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ انفاسِ نفیسہ بھی ملتا ہے[2] جو اس طرح شروع ہوتا ہے:-

بدان ارشدک اللہ تعالیٰ فی الدارین اے طالبِ صادق و اے مُریدِ عاشق، ہر گاہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ را بمحض عنایتِ خود بمضمونِ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم التائبُ من الذنب کمن لا ذنب لہٗ است، مشرف گردانند، باید کہ ہمگی ہمّت مصروف بر آن دارد کہ ہیچ لحظہ بلکہ لمحہ بے یاد کردنِ آنحضرت جلّ ذکرہ نہ باشد و دائم عمر در طاعت و عبادتِ او صرف کند و بیا مشغول باشد ؎

گفت مو عظتِ پیرِ صحبت این حرف است
کہ از مصاحبِ ناجنس احتراز کنید

---

[1] یہ مخطوطہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۹ء میں حیدرآباد سے شایع کیا تھا۔
[2] ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۸ء میں رسائلِ مشاہیرِ نقشبندیہ کے نام سے ایک مجموعہ شایع کیا تھا جس میں انفاسِ نفیسہ بھی شامل ہے۔

Marfat.com

ہدان کہ ناجنس جماعتے اند کہ در طریقِ این کس نہ باشند یا کسانے
اند کہ ردے از خدا گردانیدہ دنیا را قبلۂ خود ساختہ اند۔ ایشان را
نیز احمق می نامند ؎

ز احمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت صحبتِ احمق بسے خونہا بریخت

(۱۸) مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جامیؒ (م ۸۹۸ھ) حضرت حاجی سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ) کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ اُن کے بعد آپ ہی نے خانقاہ کا نظام سنبھالا ۔ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ ظہیرالدین بابر اور سلطان حسین بایقرا کا وزیر علی شیر نوائی آپ کی بڑی قدر کرتا تھا۔ تصوّف سے شغف کی وجہ سے آپ کی شاعری میں متصوّفانہ نکات ہر جگہ ملتے ہیں۔ آپ نے تمام اصنافِ شاعری کو اختیار کیا۔ مثنویوں میں آپ کی یادگار یہ ہیں :-

(۱) سلسلۃ الذہب (فلسفیانہ اور اخلاقی مثنوی ہے) (۲) سلامان و ابسال ایک تمثیلی داستان ہے) (۳) تحفۃ الابرار (نظامی گنجوی کی مخزن الاسرار کے وزن پر ہے) اس طرح شروع ہوتی ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہست صلای سرِ خوانِ کریم

(۴) سبحۃ الاسرار (دینی اور عرفانی موضوع پر ہے) (۵) یوسف زلیخا (یہ بھی نظامی گنجوی کی خسرو شیریں کے تتبّع میں ہے) (۶) لیلیٰ مجنوں (عشقیہ لیکن عارفانہ انداز ہے) (۷) خردنامۂ سکندری (یہ مثنوی بھی نظامی گنجوی کی مثنوی سکندر نامہ کے تتبّع میں ہے)

دیوان اور ان مثنویوں کے علاوہ آپ نے یہ کتابیں لکھیں :-

Marfat.com

نفحات الانس من حضرات القدس ، اس میں پہلے صوفی ابو ہاشم رح سے لیکر قاسم الانوار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۷ھ) تک قریب ۵۶۷ بزرگوں کا تذکرہ ہے ۔ اور حضرت سنائی رحمۃ اللہ علیہ سے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ تک تیرہ صوفی شعراء اور ۴۳ صالحات کا بھی تذکرہ ہے ۔

شواہد النبوۃ ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے متعلق مبسوط تاریخ ہے ۔

اشعۃ اللمعات ، فخرالدین ابراہیم عراقی کی لمعات کی شرح ہے جو میر علی شیر نوائی کی فرمائش پر لکھی تھی ۔

نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص ۔ حکمت و عرفان کے مضامین میں ہے ۔

لوائح ۔ یہ قصیدۂ خمریہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ہے ۔

لوامع ۔ تصوف و معرفت پر مقالات ہیں ۔

بہارستان ۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستان کے تتبع میں ہے ۔

اس طرح آپ کی ۴۵ کتابوں کا ذکر آتا ہے ۔

لوائح میں آپ توحید پر لکھتے ہیں کہ :- (لائحۂ دہم)

توحید ، یگانہ گردانیدنِ دل است یعنی تخلیص و تجریدِ او از تعلق بماسوائے حق سبحانہ ہم از روئے طلب و ارادت ، و ہم از جہتِ علم و معرفت ۔ یعنی طلب و ارادتِ او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظرِ بصیرتِ او مرتفع شود ۔ از ہمہ روئے توجہ بگرداند و بغیرِ حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند (رباعی) ۔

توحید بعُرفِ صوفی اے صاحبِ سَیر — تخلیصِ دل از توجہِ دست بغیر
رمزے ز نہایتِ مقاماتِ ظہور — گفتم بتو گر فہم کنی منطقِ طیر

Marfat.com

لائحۂ بست و دوم کے آخر میں یہ رباعی ہے :-

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست　　در دلقِ گدا و اطلسِ شہ ہمہ اوست
در انجمنِ فرق و نہان خانۂ جمع　　باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مقامات پر ہمہ اوست (توحیدِ وجودی) ہی کی تصدیق کی ہے۔

سلسلۃ الذہب میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ) کے متعلق فرماتے ہیں :-

او محیط است گردِ او اصحاب　　فیض کش، فیض بخش ہمچو سحاب
زدہ اصحاب و خواجہ حلقہ بہم　　چوں نگین اندر حلقۂ خاتم

پھر اپنے پیر و مرشد خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ) کے متعلق فرماتے ہیں :-

کہفِ اصحاب سعدِ دین و دل　　منتہی در طریقِ علم و عمل
دلش از نسبتِ دو عالم دور　　نسبتِ او بہ کاشغر مشہور

مولانا جامیؒ کا ذکر اُن کی نعت کے بغیر، خالی خالی سا معلوم ہوگا۔ اس لیے اُن کے نیازمندانہ اشعار پیش کرنا خالی از لطف نہ ہوگا۔

زمہجوری برآمد جانِ عالم　　ترحّم یا نبی اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　زمحرومان چرا غافل نشینی
زخاک اے لالۂ سیراب برخیز　　چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آ در سر از بُردِ یمانی　　کہ روی تست صبحِ زندگانی
شبِ اندوہِ ما را روز گرداں　　ز رویت روزِ ما فیروز گرداں
بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ　　بسر بر بند کافوری عمامہ

Marfat.com

فرود آویز از سر گیسواں را فگن سایہ بپا سروِ رواں را
ادیمِ طائفی نعلینِ پا کُن شراک از رشتۂ جانہای ما کُن

(آخری شعر میں طائف والی لہولہان نعلین کا ذکر ہے کہ ستمے کے بغیر پہنی نہیں جاتیں۔ لیکن ستمے تو ہماری جانوں کے رشتے سے بننے چاہییں)۔
اللہ اللہ، کیا خلوص اور عشق ہے!

(۱۹) حضرت جلال ہروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا شمس الدین محمد رودجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جو مولانا حافظ سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ) کے خلیفہ تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ)۔ سے بھی مستفیض تھے:۔
آپ کا ایک نادر مجموعہ[1] ہے جس میں قرآنِ پاک کی ان سورتوں کی تفسیر فارسی میں ہے:۔
سورتیں نمبر ۳۶-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-
۵۴-۵۶-۵۷-۶۱-۶۲-۶۴-۶۷-۷۱-۷۴-
۷۵-۷۶-۷۸-۹۲-۹۳۔ ممکن ہے کہ ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتوں کی بھی تفسیر لکھی ہو۔
سورۃ نمبر ۴۸ (الفتح) کی تفسیر اس طرح شروع ہوتی ہے:۔

---

[1] یہ نادر مخطوطہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب کے پاس تھا۔ اُس پر انگریزی میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے اپنا مضمون
Some unpublished works of Hazrat Jalal of Herat.
(سندھ یونی ورسٹی ریسرچ جرنل۔ جلد ششم ۱۹۶۷ء) شائع کیا تھا۔

Marfat.com

حمدے کہ عارفاں گویند وثنائے کہ کاملانِ طریقتش بویند حضرت خداوندے را جلّ جلالہ وعمّ نوالہ کہ باصالت مستحقِ حمد وثنا حضرت ادست دلبس، چہ در جمال وکمال و انعام و احسان بحقیقت بادے شریک نیست کس۔ ہمہ از دست و باوست و غیر ازین اعتقاد نہ نیکوست۔ لمؤلفہ :-

وحدہٗ لاشریک لہ می گوی — چرکِ شرکِ خفی زدل می شوی
ہمہ زودان وزوببیں پیدا — باش دایم زعشقِ ادشیدا
دل بغیرش مدہ کہ آخرِ کار — خجلتت بار آورد بسیار
حسنِ خوبانِ دلربا بجہاں — پرتوِ حسنِ ادست گشتہ عیاں
چشم بکشا زصفحۂ آثار — تا بہ قدرتش ببیں درکار
از اثر درگذر، مؤثر بیں — پردہ بگذار و پردگی بگزیں
چوں جلالی مدام از پئے یار — باش مردانہ و فارغ از اغیار

ان اشعار سے واضح ہے کہ آپ ہمہ ادست کے نہیں بلکہ ہمہ ازوست کے قائل تھے اور شاعری میں جلالی تخلّص کرتے تھے۔ پھر نعت میں اشعا ہیں اور ان کے بعد آپ نے اپنا نام جلال لکھا ہے۔

اوپر کی عبارت کے ساتھ یہ بھی ہے :-

این عجالہ را از کمال دعاگوئی، بنا برامر، نہ از روی فضولی، مزین می گردانم بنامِ سلطانِ نیکوکام بجود وسخا فیقران را رسانندہ بکام، بہ نسب وحسب سامی، باوصاف و اخلاق گرامی۔

چگویم وصفِ ادکش عزّ و رفعت — بود وصّاف گیفت و مدحت
زوہبِ حق، ارادت زینتِ او — سعادت زان لباس وخلعتِ او

Marfat.com

دلِ اہلِ دلاں را صید کردہ زمیداں گوئے دولت را بردہ

اعنی سلطانِ نیکو صورت، پسندیدہ سیرت، معینِ ارباب شریعت، مُریدِ اصحابِ طریقت ۔ الٰہی ذاتِ او را چوں اسم عزیز ساز بتحقیقِ احکامِ حقیقت ۔

عبدالعزیز شاہ پسندیدۂ گزیں ۔ مقبولِ محرمانِ سرا پردۂ یقیں

اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ تفسیر والیِ ہرات عبدالعزیز کی فرمائش پر لکھی گئی اور غالباً وہ بھی[1] مولانا شمس الدین محمد رودجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھا۔ اسی مناسبت کی وجہ سے اس تفسیر میں متصوفانہ معارف ہیں ۔ اور وہ معاصرانہ تفسیر سے جو حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۱ھ) نے لکھی تھی بہت کچھ مماثلت رکھتی ہے ۔

مخطوطے میں اس تفسیر کے بعد چند رسالے بھی ہیں ۔ ایک رسالہ شرحِ اسماء الحسنیٰ پر ہے ۔ دوسرا رسالہ حقائقِ الٰہی پر ہے ۔ رسالہ مولانا شمس الدین محمد رودجی رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح سے متعلق ہے ۔ پھر حضرت جنید بغدادی قدس سرہ (م ۳۰۲ھ) کے معاصر حضرت ابو محمد مرتعش[2] قدس سرہ کی بعض عبارتوں کی تشریح ہے ۔ پھر شعب الایمان کی وضاحت پر ایک رسالہ ہے ۔ ایک اور رسالہ راہنمای عقدہ کشائی ہے جو عقائد پر ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ایک مختصر رسالہ صوفیانہ عقائد

[1] عبدالعزیز اور اُن کے والد اُلغ بیگ گورگان کا انتقال ۸۵۳ھ میں ہوا۔ اس لیے ظاہر ہے کہ یہ تفسیر اس سال سے پہلے لکھی گئی ۔

[2] حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرۃ الاولیاء (نکلسن ایڈیشن ۔ جلد اوّل ۔ صفحہ ۸۵) دیکھیں ۔

Marfat.com

کی صحّت پر ہے۔ پھر ایک اہم رسالہ "منہاج المریدین" ہے جس میں حضرت جلال رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ کس طرح حضرت مولانا شمس الدین محمد رودجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے دادا کے ساتھ حاضر ہوئے، کس طرح اُن سے مستفیض ہوئے۔ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کس طرح کرم ہوا۔ پھر انھوں نے مولانا کوہتی، شیخ عماد الدین فضل اللہ رح اور دوسرے معاصر صوفیہ کا ذکر کیا ہے۔ گویا اُس عہد کے صوفیہ سے متعلق یہ چشم دید تذکرہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آخر میں شیخ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۸ھ) کے ۲۸ لمعات کی تشریح ہے۔ غرض کہ یہ مجموعہ اپنے مضامین اور معاصرانہ واقعات کی وجہ سے بہت اہم ہے اور شائع ہونے پر بہت سی علمی باتوں کے لیے ایک اضافہ ثابت ہوگا۔

مولانا جلال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبد الرحمٰن جامی قدّس سرّہ (م ۸۹۸ھ) کا یہ شعر (ورق ۹۹/الف اور ورق ۳۹۴ ب) بڑی عقیدت سے نقل کیا ہے :-

ہر لحظہ جمالِ خود نوعِ دگر آرائی
شورے دگر انگیزی، شوقے دگر افزائی

مولانا جلال رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی تاریخ معلوم نہیں۔ لیکن اندازہ ہے کہ ۸۵۰ھ کے بہت بعد آپ کا انتقال ہوا ہوگا۔

(۲۰) فخر الدین علی بن حسین الواعظ الکاشفی الہروی رح

ان کے والد حسین بن علی کاشفی (م ۹۱۰ھ) فارسی کے مشہور مصنّف ہیں۔ تفسیرِ حسینی (۸۹۹ھ)، اخلاقِ محسنی، انوارِ سہیلی، روضۃ الشہداء ان کی زیادہ مشہور تصانیف ہیں۔

Marfat.com

سلطان حسین بایقرا اور اس کے وزیر میر علی شیر نوائی اُن کے بڑے قدر دان تھے۔ اُن کے بیٹے فخرالدین علی بن حسین بھی عہدِ تیموری میں مایۂ ناز واعظ اور مصنّف تھے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ) سے بیعت ہوئے اور اپنے والد کی وفات (۹۱۰ھ) کے بعد ہرات کے واعظ مقرر ہوئے۔ لیکن پھر ۹۲۹ھ میں معزول ہو گئے۔ بلکہ قید بھی کر دیے گئے۔ رہائی کے بعد وہ گرجستان چلے گئے۔ جہاں انھوں نے لطائف الطوائف کتاب لکھی اور وہاں کے بادشاہ محمد سلطان سے منسوب کی۔ ۹۳۹ھ میں وہیں پر فوت ہوئے۔ لطائف الطوائف بڑی محنت سے مرتّب کی ہے اور مختلف گروہوں کے لطائف جمع کیے ہیں۔ اس میں حسب ذیل ابواب ہیں :-

(۱) مزاح و مطائبۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم (۲) مطائبۂ ائمۂ معصومین (۳) حکایاتِ ملوک و حکّام (۴) لطائفِ مقربان و وزراء (۵) لطائفِ مُنشیان و ادیبان (۶) لطائفِ اعراب و فصحاء و بلغاء (۷) لطائفِ مشائخ و علماء (۸) لطائف اطبّا و منجّمین (۹) لطائفِ شعرا و بدیہہ گویان۔ (۱۰) لطائفِ ظریفاں (۱۱) لطائفِ بخیلاں (۱۲) لطائفِ دزدان و گدایان و کوران (۱۳) لطائفِ کودکان و غلامان (۱۴) لطائفِ ابلہان و دیوانگان۔

اس مصنّف نے اور بھی کتابیں لکھی ہیں :-

مثنوی محمود و ایاز اور حرز الامان من فتن الزمان، لیکن ان کی خاص کتاب رشحات عین الحیات ہے۔ (رشحات کے اعداد سے ۹۰۹ھ سال تصنیف بنتا ہے)۔

Marfat.com

اس میں ایک "مقالہ" ہے جس میں شروع کے تمام نقشبندی اکابرؒ کے حالات ہیں۔ پھر تین "مقصد" ہیں جن میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اسلاف کے حالات اور ہیں۔ اقوال، خدمات اور کرامات درج ہیں۔ پھر ایک "خاتمہ" ہے جس میں خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا حال ہے [1]

---

[1] شیخ محمد مُراد بن عبداللہ القزانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا عربی ترجمہ کیا ہے اور جو فارسی اشعار کتاب میں تھے اُن کا بھی منظوم عربی ترجمہ کیا ہے۔ دیار بکر۔ تُرکیا سے سنہ ۱۳۰۰ھ میں یہ ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس میں مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۹۳۶ھ) سے لے کر شاہ غلام علی (عبداللہ) دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بعد کے بزرگ مولانا سیّد محمد صالح زواوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تک کے حالات ہیں ۔۔۔

انڈیا آفس لائبریری میں ایک مخطوطہ (نمبر ۶۳۲) رشحۃ السالکین ہے۔ اس کے جامع علی بن محمود الابیوردی الکورانی تھے۔ اس میں خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر خواجہ عبیداللہ احرارؒ تک کے حالات نفحات الانس (جامیؒ) سے نقل کیے گئے ہیں، پھر حضرت سعدالدین کاشغریؒ کے خلیفہ محمد بن محمد بن مؤمن المعروف مولانا علاءالدین الآبشری الکوہستانی (م سنہ ۸۹۲ھ) کے مفصّل حالات ہیں۔ پھر آخری باب میں سلسلۂ نقشبندیہ کی فضیلت بیان کی ہے۔ انڈیا آفس لائبریری میں ایک اور مخطوطہ (نمبر ۶۳۶) تاریخِ غریبہ ہے۔ اس میں بھی رشحات کیطرح ایک مقدمہ، چار مقصد اور ایک خاتمہ ہے۔ اس میں بہاءالدین نقشبند قدس سرہ کے حالات زیادہ تفصیل سے ہیں۔ ابوالحسن محمد باقر بن محمد علیؒ نے سنہ ۹۴۷ھ میں اسے مرتّب کیا ہے۔ (۱) محمد برہان الدین سمرقندی المعروف (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۲۱) مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۶ھ)۔

آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ) کے نواسے ہیں۔ آپ کے شیخ یعنی[1] خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ (م ۸۹۵ھ) کو جب خبر ملی کہ سلطان محمود مرزا اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے جنگ کرنے کے لیے سمرقند کا محاصرہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خواجہؒ نے اسے خط کے ذریعے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس نے پروا نہیں کی اور حملہ کر دیا۔ اُس وقت مولانا زاہد رحمۃ اللہ علیہ اُس کی ہزیمت کے لیے متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے شکستِ فاش دی۔ اُس وقت سے مولانا زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ پھر بھی آپ نے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

آپ کے بعد آپ کے بھانجے مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۰ھ) کا آستانہ، مرجعِ خلائق ہوا۔ لیکن وہ بھی بہت انکسار اور فروتنی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)
محمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۱ھ) کی سلسلۃ العارفین (خواجہ احرارؒ کے متعلق)
(۲) نورالدین محمد بن حسینؒ کی سلسلۂ نامۂ خواجگانِ نقشبندیہ (دسویں صدی ہجری)
اور (۳) شیخ عالم عزیزانؒ (م ۱۰۴۱ھ) کی لمعات من نفحات القدس کے نام بھی انڈیا آفس لائبریری میں ملتے ہیں۔

---

[1] مولانا بدرالدین سرہندیؒ نے حضرات القدس جلد اوّل (صفحہ ۲۴۸-۲۴۹) میں اپنے معاصر حضرت خواجہ خاوند محمودؒ کے اس قول کی تردید خود اُنہی کے خلیفہ حاجی ضیاءالدین سمرقندیؒ کے بیان سے کی ہے کہ مولانا محمد زاہدؒ، خواجہ محمد یوسفؒ کے خلیفہ تھے حقیقت میں وہ خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ ہی کے مُرید اور خلیفہ تھے۔

Marfat.com

اختیار کرتے رہے۔ یہی حال اُن کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۸ھ) کا تھا۔ گویا ان مذکورۂ بالا تینوں بزرگوں نے سلسلۂ عالیہ میں تواضع اور فروتنی کے پیام کو عام کیا۔ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد باقی، باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ) کو ایک مکتوب روانہ فرمایا تھا۔ اس میں یہ دو شعر بھی لکھے تھے:-

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جُدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

حضرت شاہ زوّار حسین علیہ الرحمہ نے عمدۃ السلوک (حصّہ دوم) میں حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے اختتام پر اس طرح تحریر فرمایا ہے:-

"برِّصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو سب سے زیادہ احسان مند ہونا چاہیے کہ آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو یہاں کی سرزمین اور یہاں کے مسلمانوں کی طرف سے جزائے نیک عطا فرمائے۔ والحمدللہ۔"

ہم نے اوپر کے صفحات میں تیموری خاندان کے حکمرانوں اور بعض اکابر نقشبندیہ کے باہمی تعلقات کے کچھ واقعات پڑھے ہیں۔ امیر تیمور گورگان (م ۸۰۷ھ) کو حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۲ھ) اور حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ) سے جو عقیدت تھی اُس کا ذکر مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں سے دیکھا ہے [1] (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

پھر حضرت جلال ہروی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سلطان عبدالعزیز بن اُلغ بیگ گورگان (م ۸۵۳ھ) کا ذکر آتا ہے۔ اسی طرح رشحات عین الحیات میں ایسی عقیدت کے کئی واقعات آتے ہیں۔ مثلاً یہ واقعہ ہے کہ سلطان ابوسعید نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ) کو خواب میں دیکھا تو دوسرے دن ہی آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لیے سمرقند کو روانہ ہوا۔ لیکن آپ وہاں سے فرکت تشریف لیجا چکے تھے تو وہ وہیں پہنچا۔ یہ بھی واقعہ آتا ہے کہ وہ آپ ہی کی دعا سے میرزا عبداللہ پر غالب ہوا تھا اور سمرقند پر قابض ہوا تھا۔ ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ بابر ایک لاکھ فوج لے کر سمرقند پر حملہ آور ہوا لیکن آپ ہی کی دعا سے وہاں کے حکمران سلطان ابوسعید پر وہ غالب نہ ہو سکا۔[1]

پھر مذکورۂ بالا واقعہ بھی آتا ہے کہ جب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود میرزا اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کے لیے سمرقند کا محاصرہ کرنے والا ہے تو آپ نے اُسے ایک خط کے ذریعے اس ارادے سے روکنا چاہا۔ لیکن وہ باز نہ آیا اور اُس نے حملہ کر دیا۔ جب مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۶ھ) کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود میرزا نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی بات نہیں مانی تو آپ نے مراقبہ کیا

---

[1] نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی نے تذکرۂ بابر (علی گڑھ ۱۹۳۷ء) صفحہ ۴ میں لکھا ہے کہ تیمور، علامہ تفتازانیؒ اور میر سید شریف جرجانیؒ سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔ [2] اس واقعے کے بعد ہی خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ قاضی عبداللہؒ سے بابر بیعت ہوا ہوگا۔

Marfat.com

اور متوجہ ہوئے۔ چنانچہ وہ بُری طرح ہارا۔ اور رسوا ہوا۔

حضرت مولانا محمد امکنگی (خواجگی) رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۰ھ) کا بھی ایک واقعہ اسی طرح آتا ہے کہ والیِ توران عبداللہ خان آپ کا بہت معتقد ہوگیا تھا۔ پھر یہ واقعہ آتا ہے کہ پیر محمد خان نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ باقی محمد خان پر حملہ کردیا۔ حضرت مولانا محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ بنفسِ نفیس پیر محمد خان کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کے کشت و خون سے اسے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ تو آپ نے باقی محمد خان کو حملہ کرنے کی اجازت دیدی اور ملک ماوراءالنہر کی حکومت کی بھی خوش خبری سنادی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مذکورۂ بالا واقعات کی وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تیموری خاندان کے حکمرانوں کی تفصیل دیدی جائے :-

(۱) تیمور ۷۷۱ھ تا ۸۰۷ھ

(۲) خلیل سلطان بن جلال الدین میران شاہ بن تیمور ۸۰۷ھ تا ۸۱۲ھ

(۳) شاہ رُخ بن تیمور ۸۰۷ھ تا ۸۵۰ھ

(۴) اُلغ بیگ بن شاہ رُخ ۸۵۳ھ

(۵) عبداللطیف بن اُلغ بیگ ۸۵۴ھ (عبدالعزیز بن اُلغ بیگ کے زمانے میں حضرت جلال ہراتیؒ تھے)

(۶) عبداللہ بن ابراہیم سلطان بن شاہ رُخ ۸۵۵ھ

(۷) ابوسعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ بن تیمور ۸۷۲ھ

Marfat.com

(۸) سلطان احمد بن ابی سعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ
سنہ ۸۹۹ھ.

(۹) سلطان محمود بن ابی سعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ
سنہ ۹۰۰ھ

بابر کا باپ عمر شیخ مرزا اسی سلطان محمود بن ابی سعید کا بھائی تھا۔ وہ حاکم فرغانہ تھا۔ اس کی وفات (سنہ ۸۹۹ھ) کے بعد بابر حاکم فرغانہ ہوا۔ سنہ ۹۰۹ھ میں اُس نے بدخشاں لے لیا۔ دوسرے سال کابل فتح کر لیا۔ سنہ ۹۱۳ھ میں قندھار بھی لے لیا۔ پھر سنہ ۹۳۲ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی سال چند ماہ کے بعد دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودھی کو پانی پت میں شکست دے کر دہلی اور آگرہ تک قابض ہو گیا اور جلد ہی شمالی ہندوستان کو (دریائے سندھ سے بنگالہ کی سرحد تک) فتح کر لیا۔ سنہ ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد ہمایوں جانشین ہوا۔ لیکن شیر شاہ سوری نے بتدریج اس کو ڈھکیل کر قنوج کی لڑائی میں شکست دی۔ ہمایوں نے پہلے سندھ میں، پھر ایران میں پناہ لی۔ پندرہ سال بھٹکتا رہا۔ پھر ایران کی مدد سے شیر شاہ سوری کے انتقال کے بعد سنہ ۹۶۲ھ میں دہلی پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ لیکن پھر دوسرے سال ہی فوت ہو گیا۔ کاہی شاعر نے تاریخ کہی :-

ع ہمایوں بادشا از بام او فتاد

۹۶۳ھ

ہمایوں کے متعلق علم نہیں ہے کہ وہ کن بزرگوں سے مستفیض ہوا تھا۔

Marfat.com

باب چہارم

متوسّطین — خواجہ باقی باللہؒ سے شاہ احمد سعیدؒ تک

ہماری تقسیم کار کے مطابق متوسّطین اولیائے نقشبندیہؒ کا زمانہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ سے لے کر شاہ احمد سعیدؒ اور اُن کے اخلاف و اسباط تک محیط ہے۔ یعنی عہدِ اکبری سے لے کر بہادر شاہ ظفر پر ختم ہوتا ہے۔

ہمایوں کے انتقال (۹۶۳ھ) کے وقت اس کا بیٹا اکبر قریب چودہ (۱۴) سال کا تھا۔ اُس کے سرپرست بیرم خان نے ہیمون کی ہندوستانی افواج کو پانی پت کے مقام پر ۵ نومبر ۱۵۵۶ء (۲ محرم ۹۶۴ھ) کو شکست دے کر دہلی اور آگرہ وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اکبر نے زمامِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ پھر گوالیار، مالوا، خاندیش، چتور (راجپوتانہ)، گجرات، بنگالہ، کشمیر وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ۱۰۰۱ھ میں قندھار کو بھی اپنی سلطنت میں ضم کر لیا۔ جنوبی ہند کی طرف سے حملے کا راستہ بند کرنے کے لیے اُس نے خاندیش پر قبضہ کیا تھا۔ پھر قلعۂ اسیر گڑھ کو فتح کیا، احمد نگر، بیجاپور اور گولکنڈہ تک اُس کا

Marfat.com

تسلّط قائم ہو گیا اور ۱۰۱۴ھ میں اُس کا انتقال ہُوا۔ اکبر کے بعد جہانگیر کی فتوحات کو زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔ لیکن شاہجہاں کے عہد میں جب اورنگ زیبؒ، دکن کے صوبہ دار تھے تو انھوں نے دکن کو چار حصّوں میں تقسیم کیا (۱) دولت آباد (بشمول احمد نگر) (۲) خاندیش (۳) تلنگانہ اور (۴) برار۔ اور گولکنڈہ کے حکمران کو ۱۰۶۲ھ میں اپنا باج گذار بنالیا۔ لیکن ۱۰۶۸ھ میں تخت نشیں ہونے سے پہلے اُن کو اپنے بھائیوں سے جو لڑائیاں لڑنی پڑیں اور پھر ملکی نظم ونسق کے لیے جو اہتمام کرنا پڑا اُس کی وجہ سے اُن کو دکن کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ ملا۔ پھر ۱۰۹۲ھ ۱۶۸۱ء میں وہاں کی فتح کے لیے مسلسل جدو جہد قریب ۲۶ سال تک یعنی اپنی وفات تک کرنی پڑی۔ یوں تو انھوں نے ۱۰۹۷ھ میں بیجاپور اور دوسرے سال گولکنڈہ پر قبضہ کرلیا تھا لیکن مرہٹوں کی نئی اور بڑھتی ہوئی طاقت کا انسداد نہ ہوسکا۔ تاہم اُن کی سلطنت کابل سے ہوگلی تک، سورت سے مدراس تک، بلکہ پورے ہندوستان پر (سوائے دکن کے انتہائی جنوبی سرے کے) پھیلی ہوئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد سلطنت کے حصّے بخرے ہو گئے اور عیش پسند جانشینوں نے سلطنت کو بالکل کمزور کردیا۔ ۱۱۵۱ھ میں نادر شاہ کا حملہ اور ۱۱۶۱ھ میں احمد شاہ ابدالی کا حملہ اس سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے تھا۔ مرہٹے، جاٹ، راجپوت، اودھ کی حکومت وغیرہ سبھی نے قوت پکڑی۔ پلاسی کی لڑائی ۱۱۷۰ھ اور بکسر کی لڑائی (۱۱۷۷ھ ۱۷۶۴ء) نے مغلیہ سلطنت کا موہوم وقار بھی

Marfat.com

کھو دیا۔ تاہم اس کا افسانہ ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء تک دُہرایا جاتا رہا۔ آخر بہادر شاہ ظفر نے ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ء میں رنگون میں اپنی جان دی اور اس طرح اس سلطنت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ

اکبر کے زمانے میں خواجہ رضی الدین محمد باقی المعروف خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (۹۷۱ھ - ۱۰۱۲ھ) ہندوستان تشریف لائے۔ ماوراء النہر میں کتب متداولہ کے سمجھنے کی شروع ہی سے صلاحیت موجود تھی۔ وہیں بزرگانِ دین کی تلاش شروع کر دی۔ پھر ہندوستان میں لاہور کی گلیاں ٹھیک بارش کے زمانے میں چھانیں۔ کشمیر میں شیخ بابائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور سنبھل کے قریب گڑھ مکٹیشر میں خواجہ اللہ بخش رم ۱۰۰۲ھ سے بھی مستفیض ہوئے[1] پھر بلخ و بدخشان کے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا۔ لیکن ماوراء النہر میں حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہ ۱۰۰۸ھ سے خلافت حاصل کر کے اور اجازت لے کر پھر ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قلعۂ فیروزاں میں مقیم ہوئے جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ بمشکل چار سال یہاں قیام رہا[2] لیکن آپ کے فیض سے

---

[1] خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہونے کا واقعہ مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے اپنی کتاب "خواجہ باقی باللہؒ اور صاحبزادگان و خلفاء" (لکھنؤ ۱۹۷۸ء) کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے۔ [2] حضرات القدس، دفتر اوّل کے صفحہ ۲۷۱ میں ہے کہ خواجہ امکنگیؒ (م ۱۰۰۸ھ) آپ کو ہندوستان کی طرف رخصت کرنے کے لیے دور تک چھوڑنے آئے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ۱۰۰۸ھ سے پہلے کا ہے۔

Marfat.com

نقشبندی سلسلے کی مستحکم بنیاد پڑ گئی۔ چھوٹے بڑے سب آپ سے مستفیض ہوئے ۔ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ (م ۱۰۳۴ھ) آپ کے خلیفہ خاص ہیں جن کا فیض تمام عالمِ اسلام کو نصیب ہوا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ کی باقیات یہ ہیں :-

(۱) حیاتِ باقیہ کے نام سے ایک مجموعہ افضل المطابع دہلی سے ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا تھا۔ اُس کے حصّۂ اوّل میں بعض تحریریں ہیں اور حصّۂ دوم میں ملفوظات ہیں جن کے جامع رُشدی ہیں جیسا کہ مجموعے کے آخر میں ایک ترکیب بند کے ایک شعر میں یہ تخلّص آتا ہے[1] (غالباً وہ محمد صدیق ہدایتؒ ہیں جنھوں نے اپنا نام اور تخلّص پوشیدہ رکھا ہے)

(۲) مکتوبات (مطبوعۂ کلّیاتِ[2] میں ان کی تعداد ۸۷ ہے ۔ لیکن اور بھی مکتوبات رہے ہوں گے۔ کیوں کہ زبدۃ المقامات (اردو ترجمہ صفحہ ۱۵۱ میں اور حضرات القدس (حصّہ دوم ۔ اردو ترجمہ ص ۴۴)

---

[1] ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے رسالہ اردو (کراچی ۱۹۸۵ء شمارہ ۳) میں اپنے مضمون "بعض مظلوم کتابیں" میں بحث کی ہے کہ یہ رُشدی دراصل خواجہ محمد صدیق ہدایت ہی تھے۔

[2] مطبوعہ کلّیاتِ باقی باللہؒ (لاہور ۱۹۶۷ء) کے صفحہ ۱۴۱ میں مکتوب نمبر ۸۵ پر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں۔ وہ حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ ہی تھے۔

آپ کا مکتوب نمبر ۷ پیر زادہ ابوالقاسمؒ کے نام ہے اور مکتوب نمبر ایک "مخدوم زادہ" کے نام ہے۔ مکتوب نمبر ۵ میں بلخ جانے کا ذکر ہے جہاں آپ ہندوستان سے تشریف لے گئے تھے۔

Marfat.com

میں بھی ایک ایک مکتوب ہے جو مطبوعہ کلّیات میں نہیں ہے)

(۳) رسائل :-

(الف) حقیقتِ نماز (ب) صورتِ نماز (ج) بیانِ توحید (د) معنیِ اعوذ (ہ) معنیِ بسم اللہ وسورۃ فاتحہ (و) بیانِ سورۃ والشمس (ز) بیانِ سورۃ اخلاص (ح) بیانِ سورۃ الفلق (ط) بیان سورۃ النّاس (ی) ترجمہ دعاے قنوت (ک) بیان آیہ وھو معکم (اینما تولّوا فثمّ وجہ اللہ) (ل) رسالہ در شرحِ رباعیاتِ موسومہ سلسلۃ الاحرار

(۴) منظومات :-

(الف) مثنوی قبل از زمانِ درویشی (ب) مثنوی گنجِ فقر (ج) ساقی نامہ (د) سلسلۂ پیرانِ طریقت (ہ) تاریخِ تولّدِ ہر دو پسرانِ مبارک (و) تاریخ تولّدِ خواجہ محمد عبد اللہ (ز) رباعیات وفردیات۔

ملفوظات میں سے (دوشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۰۰۹ھ) ایک جگہ ہے :-

بر لفظ مبارک راندند کہ طریقِ سلف آں بود کہ اوّل بہ تزکیۂ نفس وتحصیلِ مقامات مشغول می شدند۔ چون موانعِ قربِ الٰہی کہ خواطر و ہواجس است بہ تزکیہ برطرف می شد بقدرِ تزکیہ نورِ ایمانی قوّت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ جُز حق سبحانہ پیشِ بصیرتِ ایشاں نمی ماند و جمیع افعال و اوصاف را ازو می دیدند و صور و اجسام در رنگِ سراب می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری، بعضہا را بعد از فرود آمدن حاصل می شد و بعضہا را نہ — فرمودند کہ طریقۂ

Marfat.com

نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم ہماں طریقۂ سلف است ۔ لیکن ابتداءً بہ تحصیلِ مقامات مقیّد نمی شوند و آنہارا کہ از راہِ توحیدِ صوری می روند خطر بسیار است۔

مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۸ کا انداز یہ ہے :۔

مخفی نماند کہ توجّہ فعلے است از افعالِ اختیاریہ و فعلِ اختیاری یا مرضی است یا نامرضی یا مباحِ ہر توجّہے کہ متوجّہ الیہ اش از امورِ نامرضیہ است ۔ بے شک آن توجہ نامرضی است و ہر توجّہے کہ متوجہ الیہ اش از امورِ مباحہ است آن توجہ از مباحات است ۔ لیکن نسبت بہ عرفاء سوءِ ادب است، چہ حق سبحانہ را تابعِ خود ساختن است و از امرِ فاتخذہ وکیلا برآمدن ۔ لہٰذا جمع از عرفاء ترکِ تصرّف نمودہ اند و خود را در مقامِ عجز فرو گذاشتہ کابی المعود الشبلی ۔۔۔۔ [1]

رسائل میں سے حقیقتِ نماز کے بیان میں جو رسالہ ہے وہ اس طرح شروع ہوتا ہے :۔

بدان افناکَ اللہُ تعالیٰ و ابقاکَ بہ کہ نماز را حقیقت

---

[1] یہ مکتوب حضرت مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۷ کے جواب میں ہے ۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ امراء سے تعلقات بہت کم رکھتے تھے ۔ مکتوب نمبر ۲۵ نواب مرتضیٰ خان کے نام ہے ۔
مکتوبات ۲۸ - ۲۹ - ۴۶ بھی امراء سے متعلق ہیں ۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی مکتوب عبدالرحیم خانِ خانان کے نام بھی ہو جس نے ایک لاکھ روپیے آپ کے حج کے لیے دینے کی پیش کش کی تھی ۔

Marfat.com

است وصورت است وظہورِ حقیقتِ او موقوف است بہ مشرّف
شدن بہ موتِ اختیاری وطلوعِ این شرف از راہِ سلوک
مبنی بر دہ اصل است ۔ اوّل توبہ، دوم زہد، سوم توکل،
چہارم قناعت، پنجم عزلت، ششم ذکر، ہفتم توجہ، ہشتم صبر
نہم مراقبہ، دہم رضا۔ وطالبِ صلوٰۃ حقیقی اگر مستعدِ نزولِ
جذبِ الٰہی باشد، قابلیتِ تقدّمِ جذبہ برسلوک داشتہ باشد۔
وظیفۂ او آنکہ بعد از طہارتِ باطن بتوبۂ نصوح و خالی کردنِ
دل از آرزو ہای نفسانی وروحانی کہ مقرِّ زہد است وتوجّہ
بحضرتِ حق سبحانہ نماید وتوجہ مجمل ہیولانی الوصف، پاک از
اعتقاداتِ مستحسن ومستنکر .....

آپ کی منظومات میں مثنوی گنج فقر خصوصیت رکھتی ہے۔
اس میں اشعار ۱۵۷ ہیں۔ عشق وسرمستی کے باوجود اس مثنوی
میں ادبی شان شروع سے آخر تک پائی جاتی ہے۔

آغاز اس طرح ہے :-

خداوندا بفقرم راہ بنمای
درے زاں رہ، سوے درگاہ بگشای

کہ از ناکامیِ خود کامیابم
در آن افلاسِ کُل آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا گم
بشویم دست ازیں سودیدہ قلزم

شوم در فقر دریاے الٰہی
امانت دارِ دُرہاے الٰہی

ز آشوبِ دماغِ پُر تحیّر
گہے خود را صدف بینم گہے دُر

گہے زیں ہر دو بالاتر گزینم
صفاتِ بحر را در خود ببینم

بہ بخشش آیم از موجِ تفکر
کنم دامانِ کوہ و دشت پُر دُر

Marfat.com

بگرم درکف از دُرشاہ وارے　　ہم از خود برخود افشانم نثارے
زجوشِ سینہ چوں گردم سبک سیر　　بیندازم بنائے ایں کہن دیر

اسی طرح یہ کیفیات آتی ہیں۔ پھر توحید، مناجات، حکایت، نعت، حکایت، مخاطبۂ زمین بوس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، پھر خطاب بہ دل، اور مراتبِ سلوک، شرائطِ سلوک وغیرہ عنوانات ہیں۔ اور تجلیِ معنوی، تجلیِ ذاتی، فنا و بقا، یقین، عین الیقین اور حق الیقین وغیرہ پر بھی بحث ہے۔ پھر رباعیات و فردیات ہیں۔ چند رباعیاں یہ ہیں :-

ما صورت و حق آئینۂ عکس نماست
این ست معمّے کہ حق را ما ماست
ہر صورت در ظہور شرطِ دگر لیست
این نسبت و اسباب ازیں رُو پیداست

خواہی کہ جمالِ غیب در دل یابی
زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در ذاتِ خدا تفکّر آور باطل
در فکر چیں مشو کہ باطل یابی

ہم بیرنگ است یار و ہم رنگ پذیر　　آن لیس کمثلہٖ سمیع است و بصیر
این سمع و بصر خُرد ایں ندارد دگرے　　آن جملہ غنی است و ما سوٰی جملہ فقیر

فردیات میں بعض شعر بہت درد انگیز ہیں :-

Marfat.com

ے می گذشتم ز غمِ آسودہ کہ ناگہ رنگیں
عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

ے من از محیطِ محبّت نشاں ہمی دیدم
کہ استخوانِ عزیزاں بہ ساحل افتادہ ست

ے بغیر آنکہ بہ روزِ سیاہِ خود گوید
دگر ز دیدۂ باقی چہ کار می آید؟

آپ کے دو[۲] صاحبزادے تھے۔ خواجہ عبید اللہؒ (م ۸ جمادی الآخر ۱۰۷۳ھ) اور خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵ جمادی الاوّل ۱۰۷۴ھ)۔ خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ کلاں کہتے ہیں[۱] وہ اپنے چھوٹے بھائی خواجہ عبداللہؒ المعروف خواجہ خورد سے چار ماہ بڑے تھے (اور دوسری ماں کے بطن سے تھے)۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے اُن کی ولادت سے پہلے ایک بزرگ کے ایک[۲] واقعہ کے مطابق کہ وہ فرزند خواجہ عبید اللہ احرارؒ کا ہم نام ہوگا۔

---

[۱] مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے اپنی کتاب "خواجہ باقی باللہ" کے صفحہ ۴۱ - اور ۴۸ تا ۵۲ میں اس بات کے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خواجہ کلاں کا نام عبداللہ تھا اور خواجہ خورد کا نام عبید اللہ تھا۔ لیکن اوپر کے اشعار سے واضح ہے کہ خواجہ کلاں کا نام خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے نام کے مطابق تھا اور وہ یکم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے تھے اور بعد کے اشعار میں آئے گا کہ خواجہ عبداللہ (خواجہ خورد) ۶ رجب کو پیدا ہوئے تھے۔ [۲] دیکھیں حضرات القدس، دفتر اوّل - ۳۱۲ - اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں صاحبزادوں کو حضرت مجدّدِ الفِ ثانیؒ سے توجہ دلوائی اور اُن کی خبر گیری کے لیے بھی فرمائش کی۔ (مکتوباتِ امامِ ربانیؒ - ۱/۲۶۶)

Marfat.com

اُن کا نام عبیداللہ رکھا تھا۔ ایک شعر میں اس طرح آپ فرماتے ہیں :۔

در خانۂ کمترین غلامے — شد بندگیِ بزرگ نامے
او کردہ درین خرابہ منزل — روزے یکم ربیع الاول
این نام خجستۂ ملک زاد — انشاء اللہ شفیع من باد
تاریخ شناس تیز بیں مرد — "بشگفت بہار" درخط آورد

یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ کو اُن کی ولادت ہوئی تھی۔ خواجہ خورد (عبداللہ) کی والدہ تُرک کشمیری تھیں۔ اُن کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ لکھتے ہیں :۔

گل شکرے بوالعجبے دست داد — شکرِ ہندی و گُلِ تُرک زاد
بلکہ ز کشمیر گُلِ زعفران — شد شکر آلودۂ ہندوستان
شاخِ گُلِ از باغِ ولایت شتافت — از قدحِ ہند شکر آب یافت
شاخِ نباتے شد ازین طرفہ فن — اَنْبَتَہُ اللّٰہُ نباتاً حَسَنْ
بلکہ نہالے ست برون از جہات — آمدہ در عرصۂ این شاہ مات
گرچہ فرو رفتہ درین نیک مہد — بار دراست از اثرِ قربِ عہد
آمدہ پس در خمِ این تیرہ خُم — "ماہِ رجب بود وصباحِ ششم"

آخری مصرع میں ۶ رجب بھی تاریخِ ولادت فرمادی اور اس مصرع کے اعداد سے سنہ ۱۰۱۰ھ بھی بنا دیا۔ یہ بہت بے مثل تاریخ ہے اور ایسی تاریخیں شاذ و نادر ہی تیار ہو سکتی ہیں [1]

---

[1] ایک ایسی تاریخ صفدر حسین نے علی گڑھ کے ابتدائی مدرسہ کے افتتاح (۲۴ مئی سنہ ۱۸۷۵ء) پر لکھی تھی :۔ تھی فکر مجھ کو اک دن تاریخ مدرسہ کی ۔ بولا یہ ہاتف غیب "اٹھارہ سے پچھتر"۔ "اٹھارہ سے پچھتر" عیسوی سال ہے اور ان لفظوں کے اعداد سے سنہ ۱۲۹۲ھ کے اعداد بنتے ہیں۔

Marfat.com

۶ رجب ۱۰۰۱ھ کو پیدا ہونے والے خواجہ خورد یعنی خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے یعنی بڑے بھائی سے قریب چار ماہ بعد پیدا ہوئے۔

حضرت مجددِ الفِ ثانیؒ نے اپنے حسب ذیل مکتوبات میں ان دونوں صاحبزادوں کو خطاب فرمایا ہے :-

دفترِ اوّل۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ (دونوں صاحبزادوں کے نام ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ان پر توجہ دینے کے لیے بھی ارشاد ہوا تھا)

دفترِ دوم۔ مکتوب نمبر ۳۵ (خواجہ محمد عبداللہؒ کے نام)[1]

دفترِ دوم۔ مکتوب نمبر ۵۹ (" " " ")

دفترِ سوم۔ مکتوب نمبر ۵۶ (" " " ")

دفترِ سوم۔ مکتوب نمبر ۶۰ (" " " ")

دفترِ سوم۔ مکتوب نمبر ۷۱ (خواجہ عبیداللہؒ کے نام)

وہ مکتوبات جو مرزا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں لیکن ان میں ان دونوں صاحبزادوں کا ذکر بھی ہے :-

دفترِ اوّل کے مکتوبات نمبر ۲۱۹۔ ۲۶۷۔ ۲۷۳

دفترِ دوم۔ مکتوب نمبر ۲۶ ــــ دفترِ سوم۔ مکتوب نمبر ۱۱۵

خواجہ کلاں عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضخیم تذکرہ طبقاتِ حسامی (تذکرۂ مشائخ)[2]

---

[1] دفتر دوم کا مکتوب ۲۳ خواجہ محمد عیسیٰؒ (فرزند حضرت مجدد قدس سرہ) کے نام ہے لیکن حاشیے میں خواجہ عبداللہؒ کا نام ہے۔

[2] مولانا نسیم احمد فریدی کی کتاب "خواجہ باقی باللہ" (رحمۃ اللہ علیہ) اور صاحبزادگان و خلفاء، صفحہ ۵۱

اپنے شیخ حضرت مرزا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر مرتّب کیا تھا۔
خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب مبلغ الرّجال بھی ہے۔ اس میں یہ عنوانات ہیں :-

(۱) دربیانِ مذہبِ حکما، (۲) دربیانِ مذہب متکلّمین و جمہور قدماء صوفیہ (۳) دربیان مذہب اتباع ابن عربی قدّس سرّہ وتصرفِ شیخ العصر ابوالبرکات احمد سرہندی قدّس سرّہ (۴) دربیانِ فصل و رجحان مقام انبیاء علیہم السلام وہرکہ برمسلکِ ایشان علیہم السلام رسوخ ورزد (۵) درمذہبِ ملاحدہ۔ اس باب میں انھوں نے ابوالفضل کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرح دین کے معاملے میں مستقل مزاج نہیں تھا۔ اُس نے مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پھر دہریہ ہوا بلکہ اباحت میں قدم رکھا۔ اخلاق کے معاملے میں وہ حکماء کو سب سے مقدم رکھتا تھا۔ اور "در رنگِ ابن مقنع خبیثِ مذکور کلیلہ و دمنہ را بر طرزِ خاص تحریر نمودو درمقامِ تمثیل و استشہاد، حکایت واہیہ از نزدِ خود افزود"۔ پھر شریف آملی سے مل کر پکّا ملحد بن گیا۔[1]

خواجہ خورد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے متعلق سید کمال سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار یہ میں لکھا ہے کہ :-

"اس قدر تصانیف، علمِ توحید و معرفت کے اندر عربی اور فارسی زبان میں اُن کے قلم سے نکلیں کہ اگر شیخ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لاکر فرماتے : مرحبا مرحبا، اے خواجہ خورد،

---

[1] پروفیسر محمد اسلم کی کتاب تاریخی مقالات (لاہور ۱۹۷۰ء) میں اس کی تفصیل ہے۔

Marfat.com

آج تم جیسا علم کا جاننے والا کوئی نہیں"۔ [1]

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ کے خلفاء میں سب سے عظیم حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ ہیں۔ اُن کا ذکر انشاءاللہ آگے آئے گا۔ ان کے علاوہ خاص خلفاء میں تاج الدین سنبھلی رح (م ۱۰۵۲ھ) خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۴۲ھ) اور شیخ الہ داد (متوفی ۱۰۴۹ھ) تھے۔ لیکن صرف تاج الدین سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں (۱) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نفحات الانس کا عربی ترجمہ (۲) رشحات کا عربی ترجمہ (۳) رسالۂ طریقۂ نقشبندیہ (۴) الصراط المستقیم (۵) نفحات الالٰہیہ (۶) جامع الفوائد وغیرہ کے نام مذکور ہیں۔ [2] اور ان میں سے صرف رسالہ طریقۂ نقشبندیہ محفوظ ہے جو یہاں پیش کیا جاتا ہے :۔

رسالہ تصوّف

از حضرت تاج الدین صاحب خلیفۂ حضرت خواجہ

محمد باقی باللہ دہلوی قدّس سرّہ

---

[1] مولانا نسیم احمد ۔ صفحہ ۵۳۔ خواجہ خوردؒ کی تین کتابیں (۱) پردۂ پرداخت و پردگیِ شناخت (۲) القول السّدید اور (۳) ملفوظات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہیں۔ مولانا نے سیّد کمال سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب جمع الجمع (صفحہ ۲۹) کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے خواجہ سلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے خواجہ غلام بہاءالدین رح (صفحہ ۶۲۔ ۶۴) کا ذکر بھی کیا ہے۔ [2] ایضاً۔ صفحہ ۹۶۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اعلم و فقک اللہ تعالیٰ ان معتقدات السادات النقشبندیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم ھومعتقد اھل السنۃ والجماعۃ وطریقتھم دوام العبودیتہ التی لاتتصور بغیر اداء الفریضۃ والعبادۃ وھی عبارۃ عن دوام الحضور مع الحق سبحانہ وتعالیٰ بلامزاحمۃ شعور بالغیر بل مع الذھول عن صفۃ الحضور بوجود الحق سبحانہ ولا تحصل ھذہ السعادۃ العظیمۃ بغیر تصرف الجذبتہ الالھیۃ ولا سبب فی طریق الجذبۃ الا صحبۃ الشیخ الذی سلوکہ بطریقۃ الجذبۃ قال الشیخ ابوعلی الدقاق الشجرۃ التی تنبت بنفسھا لا ثمر لھا وان کان لھا ثمر یکون بغیر لذۃ وسنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ علی انہ لا بد من السبب فکما التوالد والتناسل الصوری لایحصل بغیر الوالد والوالدۃ کذالک التوالد المعنوی حصولہ بغیر المرشد متعذر قال صاحب الرسالۃ المکیۃ فیھا مَنْ لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ وھذہ الطریقۃ العلیتہ النقشبندیہ اخذھا ھذا الفقیر الکامل فی النقصان والعاجز فی معرفۃ الرحمٰن تاج الدین القرشی العثمانی من مھدی الزمان خواجہ محمد الباقی باللہ[۲] وھو اخذھا من مولانا خواجگی امکنگی[۳] وقد یقال امکنگی[له] علی اختلاف

[له] قریتہ قریب سمرقند ۱۲

Marfat.com

النسخ وهو اخذها من مولانا درویش محمد وهو من
مولانا محمد زاهد وهو من مولانا الغوث الاعظم خواجه
عبید اللہ احرار وهو من شیخ الشیوخ یعقوب الچرخی
وهو من غوث الاعظم خواجه الکبیر بهاء الحق والدین
المعروف بخواجه شاه نقشبند وهو اخذها عن سید
الامیر کلال وهو عن خواجه محمد باباسماسی وهو عن
حضرت خواجه عزیزان خواجه علی رامیتنی وهو عن خواجه
محمد انجیر نغنوی وهو اخذها عن خواجه عارف ریوگری
وهو عن غوث الزمان فرید العصر والاوان خواجه
عبد الخالق غجدوانی وهو عن الشیخ یعقوب یوسف بن
ایوب الهمدانی وهو عن ابو علی فارمدی وهو عن
مولانا الشیخ حضرت ابی الحسن الخرقانی وحضرت ابوعلی
فارمدی له نسبة الخدمة والصحبة والاستفاضة بالشیخ
ابی القاسم الکرکانی ایضاً وحیث کان عند المحققین
ان الشیوخ ثلثة شیخ الخرقة وشیخ الذکر وشیخ الصحبة
لکن شیخ الصحبة اتم واکمل فی الارتباط وهو الشیخ
الحقیقی لاجرم اوردنا نسبة الشیخ ابی القاسم الذی انتهی
الیه السلوک للشیخ ابوعلی وبین الشیخ ابی القاسم الی
الامام علی ابن موسی الرضا ستة وسائط الشیخ ابی
عثمان المغربی وابوعلی الکاتب وابوعلی الرودباری وسید الطائفة الجنید
البغدادی والسری السقطی والمعروف الکرخی نسبة

Marfat.com

وللمعروف الكرخي نسبة أُخرى يتصل بها الى داؤد الطائي عن حبيب العجمي عن الحسن البصري قدس اسرارهم وتمام نسبة المعروف الكرخي الى باب مدينة العلم علي بن ابي طالب رضي الله تعالىٰ عنه معروفةٌ ومشهورةٌ هنا الان ارجع الى راس الكلام فاعلم ان الشيخ ابا الحسن الخرقاني اخذ عن روحانية ابي يزيد البسطامي كنسبة اويس القرني عن منبع الانوار عليه افضل الصلوٰة و اكمل التحيات وهكذا نسبة سلطان العارفين ابي يزيد البسطامي الى روحانية جعفر الصادق رضي الله تعالىٰ عنه والمعروف من صحبة وخدمة غير صحيح والامام جعفر الصادق مع وجود انوار وراثة آباء الكرام يتصل بجده لامه القاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنهم وهو من الفقهاء السبعة في التابعين كان من اكملهم في العلم الظاهر والباطن وهو منسوب الىٰ سلمان الفارسي رضي الله تعالىٰ عنه وسلمان مع تشرفه بصحبة النبي صلے الله عليه وآله وسلم اخذ الطريق عن الصديق رضي الله تعالىٰ عنه وهو عن النبيّ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم والطريقة الاخرى للامام جعفر الصادق اباً عن جد الى باب مدينة العلم معروفة

فصل

Marfat.com

طريق وصول الى الله تعالىٰ على طريق السادة النقشبندية

اما بمحض الصحبة او بذكر او بالمراقبة وطريق هذه السلسلة ان تذكر للكلمة الطيبة اعنى (لا اله الا الله محمد رسول الله) بحبس النفس وتراعى العدد الوتر واذا جاوز العدد احدى وعشرين ولم يظهر للذاكر اثر فهذا دليل على عدم قبوله فليشرع فى ابتداء الذكر من اصله واثر الذكر هو انك فى زمان النفى تنفى عنك الوجود البشري وفى زمان الاثبات يظهر فيك اثر من آثار تصرفات الجذبات الالهية والاثر متفاوت بحسب الاستعدادات فبعضهم اول ما يحصل له الغيبة عما سوى الحق وبعضهم اول ما يحصل له السُكر والغيبة وبعد ذالك يتحقق له وجود العدم وبعده يتشرف بالفناء كما قال الشيخ عبدالله الانصارى رحمة الله تعالىٰ عليه فى تفسير هذه الآية وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اي اِذا نسيت غيره نسيت نفسك ثم نسيت ذكرك فى ذكرك ثم نسيت فى ذكر الحق اياك وكل ذكرك واعلى الدرجات واتمها الفناء اعنى لا يبقى للسالك خبر عمّا سوى الله تعالىٰ وكيفيّته ان تجعل اللسان ملتصقاً بسقف الفم وتلصق الشفة بالشفة والاسنان بالاسنان وتحبس النفس وتشرع فى كلمة لا مبتدئا بها من سُرّته وتصعد بها الى الجانب

Marfat.com

الدماغ فاذا وصلت الدماغ مدّت بالله الى
جانب اليمين و بالاّ الله الى جانب اليسار ورميت
على القلب الصنوبري بقوّة بحيث يظهر اثرها و
حرارتها في سائر الجسد و تميل بمحمّد رسول الله من
جانب اليسار الى جانب اليمين اي تأتي بها بينهما وتقول
بعد ذالك (الهي انت مقصودي ورضاك مطلوبي) يعني
معنى هذا الذكر مع توجه القلب على وجه يظهر اثره
في القلب ويتاثر منه ويكون ذالك كله بحيث لا يظهر
على ظاهره حركته ولا يشعر به من كان يقرب به
وفي حبس نفسه يذكر مرةً او ثلثاً مراعياً للوتر
وقال الحضرت خواجه قدس سره في معنى الكلمة
الطيبة ان لا اله معناه نفي الالهية الطبيعة والا الله
اثبات المعبود بالحق و محمد رسول الله معناه إنّك ادخلت
نفسك في مقام فاتّبعوني وبعض الاكابر هذه السلسلة قال
في معنى الكلمة الطيبة ان المبتدي تصور في لا اله لا معبود
والمتوسط يلاحظ لا مقصود والمنتهي لا موجود الا الله
تكون ملاحظة وقال الاكابر ما لم ينته السير الى الله
ولم يوضع القدم في السّير في الله تكون ملاحظة لا موجود
الا الله كفرا وينبغي الاجتهاد في المداومة الذكر لا تتركه
في حال ولا في وقت ولا في قيامك ولا في قعودك ولا في
حديثك ولا في نومك وان حصل لك في الذكر او في

Marfat.com

مجالسته الشيخ كيفية فافرضها كالخط المستقيم فان تخيل
هذا المعنى وشغل الخيال بامر واحد ممد للجمعية وقال
بعض الاكابر اذا تغير شعرة من بدنك بواسطه
الحال وتاثرت ينبغى لك ان تتبع تلك الشعرة حتى يحصل
التعطل كما قال بعض الاكابر الشغل هو عدم الشغل وعدم
الشغل هو الشغل وقال المولوى سعد الدين الكاشغرى
رحمة الله عليه ان الشيخ عبد الكبير اليمنى سألنى وقال
لى ما الذكر فقلت لا اله الا الله فقال ما هذا الذكر
هذا عبادة فقلت له افل انت مخفف افل انت فقال
الذكر ان تعلم انك لا تقدر على وجدانه وقال سيد الطائفة
الجنيد التصوف هو ان تجلس ساعة معطلاً عن ملاحظة
شيئ وقال شيخ الاسلام فى ملاحظة ذلك يحصل الوجدان
بغير التفتيش والروية بغير النظر ومقصود الطائفة
العالية الصوفية حضور مشاهدة الحق كانك تراه وملكة
الحضور يسمونها مشاهدة وتكون بالقلب واما الروية
فتكون بعين الراس والفرق بين المشاهدة والروية
انك فى الروية لا تقدر ان تبعدها عن نفسك وفى
المشاهدة انت بالخيار

(الطريقة الثانية) للسادة النقشبنديه فى
سبب الوصول وحصول المعرفة وهى اسهل الطريق
واقربها التوجه والمراقبة وهو عبارة عن

Marfat.com

ملاحظة ذلك المعنى المقدس الذى بغير كيف ولا
مثال المفهوم من الاسم المبارك اعنى (الله) بغير
واسطة عبارة عربية اوعبرية اوفارسية اوغيرها
تلاحظه وتحفظه فى خيالك وتتوجه بجميع قواك ومداركك
الى القلب الصنوبري وتداوم على هذا الامر وتتكلف
فى ملازمته حتى تذهب الكلفة من البين ويصير
هذا الامر ملكة لك وقال الاكابر النقشبندية ان
المعنى المقصود ان عسر عليك فتخيله بصورة
نور بسيط محيط بجميع الموجودات العالمية والعينية
واجعله فى مقابل البصيرة[1] تذهب الصورة ويترتب
على ذالك ظهور المعنى المقصود وقال الحضرت خواجه
عبيد الله الاحرار ان المراقبة من المفاعلة فلابد
من التراقب من الجانبين فعلى هذا لابد للمراقب
ان يكون مراقباً لاطلاعه على موجوده بلافتور وتشتت
خاطر والطريق الآخر ان يكون مراقباً للقلب الصنوبري
ولا يترك الخواطر تحلّ فيه حتّى تتيسّر له الربط بقلبه
الحقيقى من غير ملاحظة معنى المفاعلة وطريق المراقبة
اعلى من طريق النفى والاثبات واقرب الى الجذبات الالهية
من غيرها ومن طريق المراقبة يمكن الوصول الى الزيارة

---

[1] بح حفظ ذلك وتوجه الى القلب الصنوبرى بجميع القوى والمدارك الى ان تقوى البصيرة تذهب الصورة ١٢

Marfat.com

والتصرف فى الملك والملكوت وتمكن بها من
الاشراف على الخواطر والنظر الى الغير بنظر الموهبة
وتنوير باطنه ومن ملكة المراقبة يحصل دوام الجمعية
ودوام قبول القلوب وهذا المعنى يسمى جمعاً وقبولاً
طريقة الثالثة طريق الربط بالشيخ الذي وصل الى مقام التحقق
بالتجلى الذاتى فان رويته بمقتضى هُمُ الَّذِينَ اِذَا رُؤُوا
ذُكِرَ اللهُ تفيد فائدة الذكر وصحبته بموجب هُمْ جُلَسَاءُ
الله تعالى تُنْتِجُ صحبة المذكور واذا تيسر صحبة مثل هذا العزيز
ورايت اثره فى نفسك فينبغى لك ان تحفظ ذلك الاثر
الذي تشاهد فيك بقدر الامكان وان حصل لك فى
ذلك المعنى فتور راجع مصاحبته حتى ترجع ببركة
ذلك الاثر وهكذا تفعل مرة بعد اخرى حتى تقيد
تلك الكيفية ملكة لك وان لم يظهر من صحبة ذلك
العزيز اثر ولكن حصلت به محبة وانجذاب فينبغى ان
تحفظ صورته فى الخيال وتتوجه الى القلب الصنوبرى حتى
يحصل لك الغيبة عن النفس وان وقفت عن الترقى
فينبغى ان تجعل صورة الشيخ على كتفك الايمن فى خيالك
وتعتبر فى كتفك الى قلبك امراً ممتداً او تاتى بالشيخ
على ذلك الامر الممتد وتجعله فى قلبك فانه يرجى لك
بذلك حصول الغيبة والفناء

Marfat.com

فصل

(کلماتِ قدسیہ از حضرۃ خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ)

فی الکلمات القدسیۃ المأثورۃ عن الحضرۃ الخواجہ عبد الخالق الغجدوانی و ھی احدی عشر کلمۃ تبنیٔ طریقۃ السادۃ النقشبندیۃ علیھا و ھی ھذہ ۱ یادکرد ۲ بازگشت ۳ نگہداشت ۴ یاد داشت ۵ ھوش دردم ۶ سفردروطن ۷ نظر برقدم ۸ خلوۃ در انجمن ۹ وقوف قلبی ۱۰ وقوف زمانی ۱۱ وقوف عددی ۱۲ حیث کان حضرت خواجہ عبد الخالق راس حلقۃ ھذہ الطائفۃ لزم بیان الفاظہ المصطلح علیھا فلنشرحھا مقتصدین بین الاجمال والتفصیل وھا انا اشرع فی ذالک

۱ یادکرد وھو عبارۃ عن ذکر اللسان و القلب یعنی کن دائماً فی تکرار الذکر الذی استفدتہ من الشیخ الی ان یحصل لک حضور الحق وطریق تعلیم الذکر ان الشیخ یذکر اولاً بقلبہ الکلمۃ الطیبۃ و المرید یحضر بقلبہ فی مقابلتہ قلب الشیخ و یفتح عینہ و یطبق فمہ کما مرّ بیانہ قال الحضرت خواجہ بہاء الدین قدّس سرّہ ان المقصود من الذکر ان یکون القلب دائماً حاضراً مع الحق بوصف المحبۃ والتعظیم لان الذکر طرد الغفلۃ

۲ بازگشت یعنی ان الذاکر کلما ذکر بقلبہ الکلمۃ الطیبۃ قال عقیبھا باللسان الٰھی انت مقصودی و رضائک مطلوبی

عہ دی بلسان القلب

Marfat.com

یعنی معنی ھٰذا الذکر لان ھذہ الکلمۃ تفید نفی کل خاطر من ملیح و قبیح حتی یخلص الذکر ویتفرغ السّر عما سوی الحق وان لم یجد الذاکر لہ اخلاصاً فی ھٰذا الکلام قال علی سبیل التقلید من المرشد فانہ یحصل لہ ببرکۃ ذٰلک الاخلاص انشاء اللہ تعالی

۳ نگاہ داشت وھو عبارۃ عن مراقبۃ الخواطر یعنی اذا کرّر الکلمۃ الطیبۃ فی نفسہ یراعی ان لا یخطر ببالہ خاطر ویجتھد ان لا یخطر لہ خاطر الغیر فی ساعۃ او ساعتین فان ذالک مھم عند الاکابر و لبعض کمل الاولیاء احیانا یتم لھم ھذا المعنی

۴ یاد داشت ھو عبارۃ عن دوام الحضور مع الحق سبحانہ علی سبیل الذوق و بعض الاکابر قال فی شرح ھذہ الکلمات الاربع بکذا یادکرد یعنی تکلّفْ فی الذکر بازگشت یعنی رَجَعَ الی الحق سبحانہ علی وجہ الانکسار نگاھداشت یعنی حَافِظْ علی ھذا الرجوع یاد داشت یعنی رَسِّخْ فی ھذہ المحافظۃ

۵ ھوش دردم یعنی کل نفس یخرج یکون مع الحضور من غیر غفلۃ وقال الکفرت خواجہ بھاء الحق والدین قدّس سرّہ ان بناء الامر فی ھذہ الطریق علی النفس فینبغی ان یجتھد علی حفظ ما بین النفسین حتّٰی لا یدخل بغفلۃ ولا یخرج بغفلۃ

Marfat.com

٧

سفر در وطن يعنى ان سفر السالك يكون فى الطبيعة البشريتہ يعنى ينتقل من الصفات الذميمة الى الصفات الحميدة كما قال بعض الاكابر ان الشخص اذا انتقل الى محل لاتفارقه صفات الجنسية مالم ينتقل عنه وقيل رؤية الغيب فى الشهادة

نظر بر قدم يعنى ان السالك ينبغى ان يكون نظره على القدم فى مشيه فى البلد والصحراء حتى لا يتفرق نظره ولا يبصر مالا ينبغى فتفرق عليه قلبه ويمكن ان يكون المراد بالنظر على القدم ان يكون نظر السالك فى اول وهلة الى نهاية السلوك يعنى الى حضرات الذات فقط كما قال فارس بن على البغدادى سألت الحلاج فقلت له من المريد فقال هو الرائى فى اول وهلة الى الله فلا يعرج الى شئ حتى يصل و يحتمل ان يكون لهذا المعنى الذى قال الشيخ رويم ادب المسافرين لا يجاوز همتہ قدمه

٨

خلوت در انجمن يعنى ينبغى للسالك ان يكون ظاهره مع الخلق وباطنه مع الحق اليد بالشغل والقلب بالحق وما احسن ما قيل فى ذلك شعر

تمن داخل كن صاحيا غير غافل
ومن خارج خالطا لبعض الاجانب

قال الاكابر الطريق ان فى هذه الطريق الجمعية

Marfat.com

فى الملاء والتفرق فى الخلوة

وقوف زمانى يعنى حاسب اوقات نفسك هل مرت باعمال الخير فتشكر او باعمال الشر فتستغفر على حسب مراتبهم فان حسنات الابرار سيئات المقربين

وقوف عددى وهو عبارة عن رعاية العدد فى الذكر القلبى بجمع الخواطر المتفرقة

وقوف قلبى وهو عبارة عن اليقظة وحضور القلب مع جناب الحق سبحانه على وجهٍ لايكون للقلب غرض غير الحق سبحانه وقالوا ايضاً فى معناه ان الذاكر ينبغى له ان يكون واقفاً على قلبه يعنى فى اثناء الذكر يتوجه الى القلب الصنوبري الذي يقال له قلب مجازاً وهو فى الجانب الايسر محاذى الثدى ويجعله مشغولاً بالذكر ولا يتركه ان يغفل عن الذكر ولا مفهومه والحضرت الخواجه النقشبند لم يجعل حبس النفس ولا رعاية العدد لازماً فى الذكر واما الوقوف القلبى فهو لازم عنده فى اثناء الذكر او الرابطة او غيرهما والمقصود من الذكر الوقوف القلبى وما احسن ما قيل فى ذلك شعره

على بيضِ قلبك كن كانك طائر

فمن ذلك الاحوال فيك تولد ساعتين

فان ذلك مهم عند الاكابر وبعض كمل الاولياء احيانا يتم لهم هذا المعنى۔

فصل

(علاج قبض السالك)

اذا وقع لك فى اثناء الذكر والاشغال لفترة او وسوسة او قبض فينبغى ان تغتسل بالماء البارد وان لم تقدر على ذلك لعدم مساعدة المزاج فبالخار وبعد ذلك تدخل الخلوة وتصلى ركعتين مع التضرع والاستكانة وتستغفر وتتوجه لخالك وقتك وان لم تجد وقتك واستمرت التفرقة معك فاحضر فى خيالك صورة شيخك المربى لك فانه يرجي لك ببركة تبديل التفرقة بالجمعية وان بقيت التفرقة ايضاً فقل .. يا فعّالُ بالشّد والمد وان لم ترتفع التفرقة بذلك فقرّر ان هذا التفرقة منه لتعالى وقِفْ فى ذلك المفرّق واستغفر فيه فتصير فى عين الجمع حينئذٍ وقلّ ان تبقى التفرقة مع هذه الملاحظة وحيث كانت الخطرة متعلقة بالاعمال كمثل الميل الى شراء فراش ونحوه مما هو مباح شرعاً فليبادر بفعل ويخرجها من قلبه حتى تكون تلك الخطرة له كعدمٍ ببذل جهده فى رفعه"

فصل

ونفى الخواطر ثلثة لازم على المريد الخطرة النفسيه

Marfat.com

والشيطانية والملكية ويثبت الخاطر الحقاني ومعرفة
الخواطر وتميزها عسير وتبينها بعض بيان فان حصول
خاطر النفس من ارض القلب لعنى من تحت ارض القلب النفسية
وخاطر الشيطان من يسار القلب والذى من الملك يكون
يمين القلب والذى من الحق يكون من فوق القلب وهذا
يصح معرفة لمن يتحلى قلبه بالتقوى والزهد والورع
واكل الحلال والطيب وكان دائماً مراقب خواطره لا
يترك الغير يمر ببابه والمقصود ان يكون مراعياً
لوقته فليس شئ اعزّ من الوقت فان الوقت سيف
قاطع اذا فات الوقت لا يتدارکه ويمكن حفظ الاوقات
بالذكر والمراقبة والصلوٰة والتلاوة والاكابر
تشبندية اختاروا من الجملة وظيفة تلاوة القرآن
فى الليل الفاتحة وقل يا ايها الكافرون وسورة الاخلاص
والمعوذتين وخاتمة سورة البقرة ومن جملة وظيفة تلاوة القرآن فى النهار
سورة يٰسين وقال الحضرت الخواجه على رامیتنی اذا
اتفقت ثلثة قلوب على امرٍ حصل مراد العبد اسرّ من
بذالك قلب القرآن ١ وقلب الليل ٢ وقلب العبد ٣ يعنى
اذا قرأت يٰسين التى هى قلب القرآن فى التهجد حصل
ذالك المعنى ومن جملة وظائف صلوٰة النوافل التهجد
والاشراق والاستخارة والضحىٰ والتهجد اثنا عشر

Marfat.com

ركعة ان امكن اقراء فى كل ركعة ثلثين والا اتمها فى
ثمان ركعات على هذا الترتيب فى الركعة الاولى الى واجرٍ
كريم وفى الثانية الى وهم مهتدون وفى الثالثة
الى جميع لدينا محضرون وفى الرابعة الى فى فلكٍ يسبحون
وفى الخامسة الى ولا الى اهلهم يرجعون وفى السادسة
الى هذا صراط مستقيم وفى السابعة الى فهم لها مالكون
وفى الثامنة الى آخر السورة وفيما بقى يقراء فى كل ركعة
بعد الفاتحة سورة الاخلاص ثلثاً وان لم يحفظ سورة
يٰسين فليقراء فى كل صلوٰة بعد الفاتحة سورة الاخلاص
ثلثاً ولا يصلى التهجد اقل من اربع ركعات ووقت التهجد
الثلث الاخير كما قال الله تعالى قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ
اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ
قال صاحب قوت القلوب قال الله تعالى فَتَهَجَّدْ بِهٖ
نَافِلَةً لَّكَ وقال الله تعالى وَكَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ
مَا يَهْجَعُوْنَ والهجوع النوم والتهجد القيام فلا يكون
التهجد الا بعد النوم والتهجد صلوٰة النوم وقد
روي عن النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قم من
الليل قد رحلبة الشاة واذا صلى الصلوٰة المذكورة
جلس جلوساً للتشهد متوجه القبلة الى الصبح ويشتغل
فى توجه بمراقبة او بذكرٍ وان غلبة النوم نام لكنه
يقوم قبل الصبح ويتوضأ ثم يصلى سنة الصبح فى بيته

Marfat.com

ويشتغل بالاستغفار بطريقة الخفية كما هو طريق
هذه السلسلة ويذهب الى المسجد مستغفراً فى
طريقة واذا صلى الصبح مع الجماعة جلس فى موضعه
مشتغلاً بوظيفة الباطنيّة ان وجد الجمعية والا انى
فى بيته واشتغل بوظيفة الى ان تطلع الشمس وبعد
ذلك يصلى ركعتين بنية الاشراق وقرأ بعد الفاتحة
سورة الاخلاص ثلثاً ثم يصلى ركعتين بنية الاستخارة
ثم يدعوا بدعاء الاستخارة وهو معروف واذا كان بعد
ذلك مهم دنيوي كاسباب معيشة توجه اليه مع الحضور
واليقظة ويقراء هذا الدعاء - اللّهم كن وجهى فى
كل وجهٍ ومقصدي فى كل قصد وغايتى فى كل سعى وملجائي
وملاذى فى شدّة وهمّ ووكيلى فى كل امرو تولنى تولى
محبته وعنايته فى كل حال ويكون دائماً متوجهاً للقلب
الصنوبري كما قال الله تعالىٰ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ
عَن ذِكْرِ اللهِ واذا فرغ من مهمات الدّنيويّة توضأ
وضوءً جديداً ودخل خلوة واوّل مايجلس يستحضر
روية الشيخ ثم اشتغل بوظيفة من المراقبة والذكر
واما صلوٰة الضحىٰ فاثنا عشر ركعة فى كل ركعة بعد الفاتحة
سورة الاخلاص ثلثا ولا يصليها اقل من ركعتين ولا
ينبغى ان يصلى فى اوّل وقت الضّحىٰ بل يؤخرها الى انّ
يمضي ربع النهار كما جاء فى المشكوٰة عن زيد بن ارقم

Marfat.com

انه رآي قوما يصلون الضحىٰ فقال لقد علموا ان الصلوٰة
في غير هذه الساعة افضل ان رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم قال صلوٰة الاوابين حين ترمض الفصيل رواه مسلم و
معنى الرمض شدة حر الارض من وقع الشمس على الرمل وغيره اى اذا
وجد الفصيل حر الشمس والفصيل ولد الابل وبعد صلوٰتها اذا احضر
الطعام تناول فان اكله مع الاضياف كان احسن و إلا فمع
اهله واولاده ولا يأكل وحده بقدر الامكان وبعد
ذلك يقيل ثم يحضر المسجد اول وقت الظهر للصلوٰة
الجماعة، ثم ان كان له شُغل قضاه الى صلوٰة العصر ثم يحضر
المسجد اول الوقت ايضاً لصلوٰة العصر جماعة ويجلس بعد
صلوٰة العصر في مكانه ولشتغل بالوظيفة الباطنية ولا
يضيع هذا الوقت بقدر الامكان ويحاسب نفسه وحفظ
مابين العشائين عندهم من اهم المهمات وبعد صلوٰة العشاء
يقراء في فراشه قل يا ايها الكافرون وسورة الاخلاص
والمعوذتين وآخر سورة الحشر وآخر سورة البقرة مع
الحضور وينام مشتغلاً بالذكر ويقول قبل نومه هذا الا
ستغفار ثلاثاً استغفر الله الذى لا اله الا هو الحي القيوم
واتوب اليه وهذه احوال الصلوٰت الصوفي ذى شُغل
لا الصوفي فارغ البال فانه مع ذلك ينبغي له ان يكون في
ليله ونهاره مستغرقاً ومستهلكاً في الحق سبحانه وتعالى كما
قال الشيخ ابو العباس القصاب عندى لا مساء ولا صباح فان باطنه
غارق في لُجّة الفناء فظاهره حاضر كما يصدر من الاحوال والاقوال

Marfat.com

واهل الفناء والبقاء بعد الطلب والمجاهدة تشرّفوا بالوصول الى طمانية الوجدان والسرور والمشاهدة وهم فی عین المراد رجعوا عن المراد بغیرمراد ۔

وَرَاءُ والمقامات والکرامات حجابا والبعد والمشرب القلب من کلّ حظّ جسمانی وروحانی والوصول الی مرتبة الفناء علامته الوصول الی حقیقته محبته الذات ومقام الفناء موهبته مختصّته باختصاص الهی وسنة الله تعالی جاریته علی ان العطاء المحض الذی هوالحقیقته الموهبة لا یکون عاریته ولذ لک کان لارجوع فیه ولذالک قالوا الفانی لایرو الی اوصافه وقال ذوالنّون المصری قدّس سرّه مارجع من رجع الّا من الطریق وما وصل الیه احد فرجع عنه

فصل فی الفناء والبقاء

سئلوا حضرت خواجه نقشبند قدس سرّه ان الفناء علی کم وجهٍ فقال علی وجهین و ایضاً قال الاکابر انه اکثر من ذلک لکن مرجع الکل الی هذین الوجهین الاوّل الفناء من الوجود الظلمانی الطبیعی والثانی الفناء من الوجود النّورانی الروحانی ۔ والحدیث النّبوی ناطق بهذین الوجهین ان لله سبعین الف حجاباً من النّور والظلمة فالفناء الاوّل هو انه بواسطة ظهورالحق سبحانه یذهب الشعور باسواء اعنی موجودات العالم الظلمانی

والشهادتها والفناء الثانى هوفناء الفناء وهوان يذهب
الشعور بالفناء ايضاً اى لا يبقى للوجود الروحانى شعور
من الصفات الروحانية ولا زمته فاذا ذهب الشعور
بالشعور لزم ان يذهب الوجود الروحانى وفى هذا المقام
يكون الروح ذاكراً والقلب ساجداً ومحبة السالك فى هذا المقام صحيحة
اما تربيته وطلبه المريد غير صحيحة وذكر القلب هوان يكون الحضور
مع الحق والظهور مع الخلق بالنسبة اليه سواء يعنى انه يجمع مع هذا والذكر
اللسانى لا يحتاج الى بيان وذكر الروح هو ان
يكون الحضور مع الحق غالب على الحضور مع الخلق وذكر السر
هوان لا يكون له حضور مع غير الحق سبحانه ولا يكون له خبر
من الكون وذكر الخفى هوان يخفى وجود الروح خفاء
الكون فى السر فلا يبقى غير المذكور والحاصل ان الغير
يذهب بتمام وجهه فى الخفاء وفى هذا المقام يتحقق السير
فى الله تعالى فان العبد بعد الفناء المطلق الذى هوفناء
الذات وفناء الصفات يخلع عليه الوجود الحقانى حتى
يتشرف بذلك الوجود بالاوصاف الالهية ويتخلق بالاخلاق
الربانيّته وفى هذا المقام يتحقق بمرتبة بى يسمع وبى يبصر
وبى ينطق وبى يبطش وبى يمشى وبى ياكل فان الذات
والصفات الكائنة فى هذا المقام تتبدّل بكسوة الوجود
الباقى خارجة من قيل قبر الخفاء فى محشر الظهور وتصرفات
جذبات الحق حينئذٍ تستولى على باطن العبد وتذهب من باطنه
جميع الوساوس والهواجس ويتصرف فيه الحق حينئذٍ

Marfat.com

بصفاته و يغيرله بالكلّية عن تصرفه فى نفسه بنفسه وفى هذ المقام يكون العبد محفوظاً عن مجاوزة الوظائف الشرعيّة من الامر و النهى وهو دليل على صحة حال الفناء و البقاء قال الشيخ ابوسعيد الخراز فى هذ المعنى كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل و بعد تحقق الفناء و البقاء يبقى السير الى الله و السير فى الله الذى هو بعد الفناء يتحقق السير الى الله و بالله الذى هو مقام التنزل الى مبلغ عقول الخلق لدعوتهم الى الحق وهذا مقام الخواص من الانبياء المرسلين و فى هذا المقام التنزل هذا يرجعون فى كل امر الى الحق متفرعين ومستغفرين و الاولياء فى هذا المقام لهم من المتابعة بالانبياء نصيب كما قال الله تعالى قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعنى لان الشيخ كالنبى فى قومه وفى هذا المقام طلب المريد وتربيته صحيح بشرط اجازة الشيخ وفى هذا المقام كل التصرف يفعله وان كان منسوباً له لكن ليس لانه عزل عن تصرفات البشرى بالكلية وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى يمكن ان يكون بهذا المعنى

فصل

فى طريق التصرف فى باطن المريد ودفع المرض

الدخول فى حمل الاحمال عن الناس له طريقان فالطريق الاوّل انه اذا وقع للشخص مرض او ابتلى بمعصيته فيتوضأ

Marfat.com

ويصلى ركعتين ويتوجه بالتضرع والانكسار الى الله تعالى
ويطلب منه ان يظهر للشخص المذكور ممّا عرض له
ويزيله عنه والطريق الثانى ان يجعل صاحب المرض
او المعصيّة او المرض نفسه ويشبّهها مقام صاحب العارض
المذكور ويشتغل خاطره هذا المقدار ويتوجه بهمّته
الى رفع هذا العارض عنه والاخذ فى الضمن ايضاً هكذا
فاذا كان الشخص نافع الخلق اشرف على الموت وكان ذلك
قبل نزول حضرت عزرائيل عليه السلام فانه بعد نزوله
رجوعه خالياً محال ولا بدمن بدل فعند ذلك يثبت بنيّة
المريض مكان اعضائه ويتوجه بهمّته والمدد فى المرض
النوع الاول ان يتوجه بهمته الى رفع ذلك المرض ودفعه
عنه الثانى ان يتحمل ذلك عنه فى نفسه الثالث ان يتوجه
فى دفع الخواطر المتفرقة عنه من غير ان يتعرض لدفع
المرض لما فيه من دفع المرضات لان المرض موجب
للتنقية وتصفيّة القوى الدماغيّة ولو انتقى الدماغ
صار مستعلق هذه القوة الدماغيّة ذلك النور المطلق
البسيط المحيط بجملة الموجودات الذى هو مقصود جميع
المكونات والخواطر ما نعة الحصول هذا المعنى والتصرف
فى الطالب الحقيقى هكذا ايضاً بان يجلسه فى مقابلة
ويقول له فرّغ نفسك من كل خاطر ثم يتوجه بهمة
لرفع الحجاب الظلمانى ثم رفع الحجاب النورانى فاذا

Marfat.com

حصلت له الغيبة لا يتوجه له إلّا ان حصلت له عقدة
فيزيلها والذى ينسب الشخص من الاحوال الآتية هو
انه اذا حضر اجنبي فحصل وحضر فى الخاطر لائح من
ايمان او صلوٰة او صوم او تحصيل علم دينى يقولون
حصل منه نسبة الاسلام والديانة ونسبة العلم
والحاصل انه ظهر بسبب هذا المعنى وكان وجوده
فى الخاطر من مقتضيات انفاسه وان ظهر من وصوله
المحبّة والعشق ويقولون ظهر منه نسبة الجذبة وفى
معرفة احوال الميت يجلس محاذى القبر ويقراء آية
الكرسى مرة وسورة الاخلاص اثنا عشر[١٢] مرة ويخلى
نفسه من كل خاطر فكل ما لاح له بعد ذالك فهو منه
واذا وقع من المريد سوء الادب فلا ينبغى للشيخ ان
يسعى فى سلب حاله الكنه يتوجه بهمته على الطريق
المعهود فى دفع الظلمة والكدورة عنه ويامره بذكر
النفى والاثبات فترتفع عنه تلك الظلمة بهذ الطريق
بان يلاحظ فى جانب النفى جميع المحدثات بنظر الفناء
وفى جانب الاثبات يتصور ذات المعبود بالحق بالبقاء

فصل فى الآداب

الآداب الظاهرة مع الحق سبحانه هى ان يكون
قائمًا بالاوامر والنواهى الشرعية ويكون دائمًا على

Marfat.com

الطهارة ومستغفراً محتاطاً فی جمیع الامور ویکون متتبعا
لآثار السّلف الصّالحین عاملاً بها وآداب الباطن ان
یکون هو ان تحفظ قلبک من حضور الاغیار سواء کان
خیراً اوشرّاً فانهما فی الحجاب سواءٌ وآداب النبّی صلی اللہ
علیه وسلم علی هذا القیاس وآداب الاولیاء هی انک
فی مجالسهم تحفظ خواطرک ولا تتکلم فی حضرتهم بصوت
الاعلی ولا تشتغل فی حضورهم بصلوٰة النوافل وان ما
صلیت معهم فحسن ولا تتکلم فی اثناءِ کلامهم بل لاتتکلم
معهم من غیر ان یسألوک وکل مایکرهونه اجعله مکرو
هک ولا تنظر فی بیتهم الی اسبابهم وحوائجهم ولا یخطر
ببالک دواحک الی شیخ آخر واخذک منه بل اعتقد ان
شیخک هذا هو موصلک الی مولاک ولا تتعلق قلبک
بسواه فان ذالک موجب لتفرقتک والحاصل ان کل
مایکره الطبع الانسانی فارقه وتجنبه فان فی سوء الادب
مع المشائخ خاصیته تقتضی سد الطریق وعدم حصول الفیض
وینبغی لک ان لا یکون فی قلبک ونظرک غیر الحق استمرّ
دائماً مع الحق حتی لا تجد لغفلة الیک السبیل وما احسن
ما قیل (شعر)

اذا کنت فی وقتٍ عن الحق غافلا
فانت به فی الکفر لکن بخفیته

Marfat.com

فان دمت فی ذ الحال صاحب غفلة
فبابك الاسلام سد بکفوة

(مثنوی)

ہر آن کو غافل از حق یک زمان است
در آں دم کافر است اما نہان است

ہر آن کو غافل پیوستہ باشد
درِ اسلام بروی بستہ باشد

واختیار الاغیار یکون من رویته الالوان المختلفة وقد یکون ایضاً من مطالعة الکتب ومن صحبة المتفرقة وینبغی للسالك ان یکون ایاماً بغیر ملاحظة الاغیار فی صحبة صاحب دولة تمت له سعادة الجمعیة لیحصل له ببرکة ملکة الحضور والجمعیة یحصل الرضاء والتسلیم للذات وهما نہایة العبودیة والعبادة وکمال الاسلام فی التسلیم والتفویض فان صاحب التسلیم یوطوق فی رقبته طوق اللعنة کالابلیس لکان راضیاً به من حیث انه قضاء الحق وتقدیر کمثل رضاءه بایمانه واسلامه لان الطالب راضٍ بقضاءِ الله تعالی وقدره لا یفعل نفسه واذا وقع فی نفس الطالب مکروه وحصل التفاوت عنده فهو عبد نفسه وان لم یحصل عنده تفاوت کان عند ربه اصل

Marfat.com

کل امر و اساسه هذا فعلیک ایها السالک ان تکون دائماً عبداً ۵ کما انه تعالی دائماً رباً ۵ اذا کان فی مدح و ذم تفاوت ۵ فعابد اصنامک لعمری حنانکا"

جملة السر الخواص و العوام قد ذکر و الله الموفق والحمد لله رب العالمین ۱۲ ۱۲

تمت بفضله العمیم و کرمه الفخیم فی یوم الاثنین خمس عشر ۱۵ من ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ المقدسة

از ید حقیر پر تقصیر خان محمد ابن ملا فیض محمد مرحوم تحریر یافت ۱۲ [1]

---

[1] اس رسالے کی نقل حضرت مولانا عطا محمد صاحب خطیب جامع مسجد چودھواں، ڈیرہ اسماعیل خان سے حاصل ہوئی۔ جزاھم اللہ فی الدارین خیراً

Marfat.com

حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ

حضرت خواجہ باقی باللہ
قدس سرّہ (م ۱۰۱۲ھ)

کا قیام (دلی وغیرہ میں) بمشکل چار سال رہا۔ اس مدّت میں امرائے دربار سے آپ کے تعلقات بہت کم رہے[1] اسی لیے اُن کی اصلاح کا موقع بھی نہیں ملا ہو گا۔ لیکن حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے۔ اکبری عہد کے فتنوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ قریباً ۲۰-۲۲ سال کی عمر میں آپ آگرہ تشریف لے گئے۔ کیوں کہ فیضی، اور ابو الفضل کا باپ ملّا مبارک ناگوری ۹۸۷ھ میں ایک محضر نامہ تیار کر چکا تھا جس میں اکبر کو درجۂ اجتہاد پر فائز کر دیا تھا، اور فیضی نے فارسی اشعار میں ایک خطبۂ جمعہ اکبر کے لیے تیار کیا تھا جس میں اسے خلیفۃ الزمان قرار دیا تھا۔ ملّا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ۱۰۰۴ھ تک کے واقعات لکھے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اکبر "طالبِ حق" تھا۔ لیکن غلط قسم کے علماء اور صوفیہ نے اسلام سے اُسے ضد پیدا کرا دی تھی، پھر ہندو رانیوں سے شادی کی وجہ سے اُس کے خیالات، کافرانہ ہو گئے تھے۔ (صفحہ ۳۱۸)۔ گجرات کے صدر ابراہیم نے اکبر کو جو تحفے بھیجے تھے اُن میں ابنِ عربی سے منسوب ایک جعلی عبارت بھی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ "صاحب زمان" کے پاس بہت سی عورتیں ہوں گی اور ڈڑھ مُنڈا ہو گا (صفحہ ۳۴۰)۔ کوئی خواجہ شیرازی

---

[1] حضرت رُشدیؒ (مولانا محمد صدیق ہدایت) نے آپ کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کا جو مجموعہ مرتب کیا تھا اُس میں مکتوب نمبر ۲۵ کا سرنامہ یہ ہے "این رقعہ بہ یکے از طالبان وقت بہ قلمِ مشکینِ رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبان وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است"۔ اگر یہ عبارت حضرت رُشدیؒ ہی کی ہے کہ اس عبارت والا مجموعہ ۱۱۱۵ھ کے بعد مرتب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

تھے جو مکہ معظمہ سے ایک جعلی رسالہ "مہدی" کے ظہور سے متعلق لائے تھے (ص۳۴۳)۔ ایک شیعی عالم شریف آملی نے "تحیتِ دین حق" کے اعداد (۹۹۰ھ) سے بھی اسی پیش گوئی کی تصریح کی تھی (ص۳۳۴)۔ پھر نماز، روزہ اور شعائرِ اسلام کو "تقلیدات" یعنی "عقل" کے خلاف سمجھا گیا (ص۲۹۷) اور اس "عقل" نے وہ جوہر دکھائے کہ ابوالفضل کی نگرانی میں محل کے اندر عبادت کے لیے ایک آتش خانہ تیار ہوا۔ نصاریٰ کی طرح ناقوس، صُوَرِ تثلیث اور اُن کی تفریحیں اکبر کا وظیفہ بن گئیں (ص۳۴۳) راجاؤں کی لڑکیوں کو تصرّف میں لانے کی وجہ سے خود اُس کے مزاج پر اُن کو تصرّف حاصل ہوگیا (ص۳۴۳)۔ چنانچہ برہما، مہادیو، بشن، کشن، مہامائی وغیرہ کی تعظیم کی جانے لگی (ص۳۱۹)۔ سورج کی پوجا دن میں چار مرتبہ کی جاتی۔ سورج کے ایک ہزار ایک نام کی مالا جپی جاتی۔ قشقہ لگایا جاتا۔ آگ، پانی، درخت اور تمام مظاہرِ فطرت حتّٰی کہ گائے اور اُس کے گوبر کی خود بادشاہ پوجا کرتا (ص۳۵۳)۔ خنزیر کو (معاذ اللہ) خدا کے حلول کا مظہر جانتا (ص۳۴۳)۔ گائے کا گوشت حرام (ص۳۴۲)۔ اور خنزیر اور شیر کا گوشت مباح قرار دیا (ص۳۴۳)۔ سود، شراب اور جُوا، حلال سمجھا گیا (ص۳۴۰)۔ شراب فروشوں کی نسل سے ایک عورت کے زیرِ اہتمام ایک سرکاری شراب خانہ کھولا گیا (ص۳۴۲) ڈاڑھی کی دُرگت بنائی گئی

ہوا ہوگا، کیونکہ شیخ فرید بخاری رم ۱۰۲۵ھ کو مرتضیٰ خان کا خطاب جہانگیر نے ۹ محرم ۱۰۱۵ھ کو دیا تھا جب کہ نواب مذکور نے خسرو کو شکست دی تھی۔

Marfat.com

(ص۳۴۲)۔ اور درباریوں نے بڑے اہتمام سے ڈاڑھیاں مُنڈوائیں (ص۳۸۲)۔ غسلِ جنابت فضول سمجھا گیا (ص۳۴۳)۔ سولہ سال سے پہلے لڑکوں کی اور چودہ سال سے پہلے لڑکیوں کی شادی ناجائز قرار دی گئی (ص۳۴۴)۔ جوان عورتوں کو مُنہ کھول کر چلنے حکم دیا گیا اور بدکاری کے اڈے قائم کیے گئے (ص۳۴۱)۔ ختنہ کرانے کی عمر بارہ۱۲ سال کے بعد رکھی گئی (ص۳۸۰)۔ مُردے کو پانی میں ڈالنے یا جلانے یا درخت سے باندھ دینے کا حکم جاری ہوا (ص۳۸۸)۔ قبلہ کی طرف مُردے کے پاؤں رکھے جانے کا حکم دیا گیا اور بادشاہ بھی قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا (ص۳۷)۔ خود کو سجدہ کرواتا تھا (ص۳۲۰) اسلام کی ضد پر خنزیر اور کُتّے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ منسوخ کیا اور شاہی محل کے نیچے یہ دونوں جانور زیارت کے لیے رکھے گئے کہ ان کا دیکھنا بھی عبادت کہا گیا (ص۳۴۳)۔ جو قصّاب کسی شخص کے ساتھ کھانا کھاتا تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا اور اگر اُس کی بیوی کھاتی تو اُس کی بھی انگلیاں تراش دی جاتیں (ص۳۸۰)۔ تناسخ پر یقین کیا گیا (ص۳۴۰)۔ عربی پڑھنا عیب سمجھا گیا (ص۳۴۴) طلائی یا ابریشمی کپڑے پہننا فرضِ عین قرار دیا گیا (ص۳۴۴)۔ ابو الفضل کے سامنے اگر ائمہ مجتہدین کا قول پیش کیا جاتا تو وہ کہتا کہ تم فلاں حلوائی، فلاں کفش دوز اور فلاں چرم ساز کا قول پیش کرتے ہو (ص۲۹۲)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فدک یا صفین کے قضیے کے متعلق بات ہوتی تو ایسے ناگوار الفاظ اپنی زبان سے نکالتا کہ بقول بدایونی، "گوش از استماعِ آں کر باد!" (ص۳۴۵) قرآن کو مخلوق، وحی کو محال، معراج اور شق القمر کو غلط کہا گیا (ص۳۴۹)۔

Marfat.com

احمد ، محمد ، مصطفٰی جیسے نام تبدیل کیے جانے لگے (ص۳۴۸) ہندو تو ہندو ہی تھے ، ہندو مزاج مسلمان بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کے منکر ہو گئے اور عیسائی ملعونوں نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم پر دجّال کی صفات چسپاں کرنا شروع کیا لیکن اکبر کی پیشانی پر بَل بھی نہ پڑا (ص۳۳۱) ۔ شاید تاریخِ اسلام کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہے ۔ ابوالفضل کا ایک بھائی جو اس کا شاگرد تھا ، اسلامی عبادات کے خلاف رسائل لکھ کر بہت مقبول و متمتّع ہوا (ص۳۴۴) بعض شاعروں کی طرح فیضی بھی کُتّوں کی زبان اپنے مُنہ میں لیتا اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا (ص۳۴۳) ۔ غرور و تکبّر اُس کے مزاج میں اتنا تھا کہ صحابۂ کرام اور سلفِ صالحین (رضی اللہ عنہم) کی شان میں گستاخی کرتا اور عین مستی اور جنابت کی حالت میں تفسیر سواطع الالہام لکھتا تھا (ص۵۱۵) ۔ چنانچہ نزع کے وقت کُتّے کی طرح بھونکتا تھا (ص۵۱۵) ۔ ان خباثتوں کی وجہ سے ۵ - ۶ سال میں اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا (ص۳۱۹) اور ساری مسجدیں ہندوؤں کے فراش خانے اور چوک خانے ہو گئیں (ص۳۵۳) ۔[1]

ایسے حالات میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے نوجوانی ہی کے زمانے میں بنفسِ نفیس آگرہ جاکر فیضی اور ابوالفضل سے گفتگو کی ، پھر مرتضٰی خان ، خانِ خانان ، صدرِ جہاں ، خان اعظم ، مہابت خان ، تربیت خان ، لالہ بیگ ، اسلام خان ، دریا خان ، سکندر خان

---

[1] پروفیسر محمد اسلم صاحب نے اپنی فاضلانہ کتاب "دینِ الٰہی اور اُس کا پس منظر" (دہلی ۱۹۶۹ء) میں مزید تاریخی حقائق بڑی محنت سے جمع کیے ہیں جو دیکھنے سے تعلّق رکھتے ہیں ۔

Marfat.com

وغیرہ جیسے اکابر امراء سے رابطہ قائم کیا اور اُن کو مختلف مکتوبات کے ذریعے دین کی طرف متوجّہ کیا۔ پھر بادشاہ جہانگیر سے بھی اسی مقصد کے لیے ملنے کا ارادہ کیا جیسا کہ مکتوب نمبر ۹۲۔ دفتر دوم سے ظاہر ہے۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے بھی اکبر اور ابوالفضل کے کرتوتوں کا ذکر اپنے عربی رسالہ اثبات النبوہ میں کیا ہے جو آپ نے اپنی نوجوانی کے زمانے میں لکھا ہوگا۔ اس رسالے کے شروع ہی میں نبوّت کے منکرین کے عقیدے کا ذکر ہے۔ پھر یہ کہ "یہ ہمارے زمانے کے ایک جابر حکمراں (اکبر) نے بہت سے علماء کو ناقابل ذکر اذیتیں اور سختیاں پہنچائیں صرف اس لیے کہ وہ علماء شرعی احکام کی پیروی اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے میں پختہ تھے۔ چنانچہ بہت سے علمائے اسلام کو قتل کرا دیا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے اپنی مجلس میں حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی تصریح ترک کردی اور جس شخص کا ایسا نام رکھا گیا تھا اُس کے نام کو بدل کر دوسرا نام رکھ دیا۔ گائے کو ذبح کرنا ممنوع قرار دیا، حالانکہ یہ ہندوستان میں بڑے شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ مساجد اور مسلمانوں کے مقابر، ویران کر دیے (لیکن) کفّار کی عبادت گاہوں اور ان کے رسوم اور پوجا پاٹ کے دنوں کی تعظیم کی گئی۔ مختصر یہ کہ اسلام کے شعائر اور اُس کی علامتیں باطل قرار دیدیں اور کفّار کے رسوم اور ان کے مذاہبِ باطلہ رائج کیے حتیٰ کہ کفّارِ ہند کے احکام شائع کیے اور اُن کو اُن کی اصلی زبان (سنسکرت) سے فارسی زبان میں منتقل کیا، تاکہ اسلام کے سارے آثار مٹا دیں۔ جب میں نے جان لیا کہ شک اور انکار

Marfat.com

کا مرض پھیل گیا ہے، یہاں تک کہ علاج کرنے والے بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اور مخلوق ہلاکت کے قریب ہو گئی ہے تو میں نے لوگوں کے عقیدوں کی خود جستجو کی اور اُن سے ان کے شُبہات دریافت کیے اور اُن کی دلی باتیں اور عقیدے جانچے تو اُن کے فتورِ اعتقاد اور ضعفِ ایمان کی وجہ (۱) عہدِ نبوّت سے دوری (۲) علمِ فلسفہ کی رغبت اور (۳) حکمائے ہند کی کتابوں کے مطالعے کے سوا کچھ نہ پایا، نیز میں نے بعض لوگوں سے مناظرہ کیا جنھوں نے علمِ فلسفہ پڑھا تھا اور کافروں کی کتابوں سے بہرہ یاب ہو کر فضل و فضیلت کے مدّعی (ابوالفضل اور فیضی) ہو گئے تھے اور انھوں نے لوگوں کو گمراہ کیا تھا اور اصل نبوّت کے تحقّق اور ایک خاص شخص (اکبر) کے لیے اس کے ثبوت میں خود بھی گمراہ ہوئے تھے اور یہاں تک کہنے لگے تھے کہ نبوّت کا حاصل حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے، خلق کے ظاہری حالات کی اصلاح ہے اور عوام کو شہوات میں آزاد روی، باہمی نزاع اور اختلاف سے دور کرنا ہے اور اس (نبوّت) کو نجاتِ اُخرویہ سے کوئی تعلق نہیں ....."

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے اس بیان سے واضح ہے کہ آپ نے آگرہ میں ابوالفضل اور فیضی سے مناظرہ کیا تھا اور وہ زمانہ آپ کی نوجوانی ہی کا تھا۔ تعجب ہے کہ آپ نے اپنی نوجوانی[1] ہی میں دینِ الٰہی اور فتنۂ اکبری کے خلاف جہاد شروع کر دیا تھا۔

---

[1] اس فاروقیت کا اظہار آپ کے تمام علمی اور عملی کارناموں سے ہوتا ہے۔ ایک جگہ (دفتر اوّل۔ مکتوب ۱۰۰) تحریر فرماتے ہیں :۔ "نوشتہ بودند کہ شیخ عبدالکبیر یمنی گفتہ است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم بغیب نیست۔ مخدوما، فقیر را تاب استماع (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جب کہ بڑے بڑے علمائے وقت خاموش تھے اور خاموش ہی رہے۔

رسالۂ اثباۃ النبوّہ میں نبوّت کے معنی کی تحقیق، منکرین کے اعتراضات اور اُن کے جوابات، معجزے کے معنی اور اس کی شرائط، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کا اثبات، اعجازِ قرآن وغیرہ اہم مضامین ہیں۔[1]

اس رسالے کے علاوہ آپ نے رسالہ تہلیلیہ بھی عربی میں لکھا تھا۔ ان دو کتابوں کے علاوہ بقیہ تمام کتابیں فارسی میں ہیں یعنی :-

(۳) ردِّ روافض۔ شیعوں کے ایک رسالے کے جواب میں ۱۰۰۱ھ کے قریب لکھا تھا۔

(۴) شرح رباعیات۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ نے اپنی دو رباعیوں کی شرح خود ہی تحریر فرمائی تھی۔ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے اس شرح کی مزید تشریح وتوضیح فرمائی۔ غالباً ۱۰۱۳ھ میں مرتب فرمائی۔

(۵) معارفِ لدنیہ۔ علوم معارف جن کی تعداد اکتالیس ہے وضاحت سے درج ہیں۔

(۶) مبدا ء ومعاد۔ یہ بھی معارف ہیں جن کے اکسٹھ مضامین "منہا" کے عنوان سے درج ہیں۔ خواجہ محمد صدیق ہدایتؒ نے جمع کیے تھے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) امثالِ این سخنان اصلا نیستند رگِ فارد قیم درحرکت می آید فرصتِ تاویل وتوجیہ آن نمی دہد۔" [1] اثبات النبوّۃ میں دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت اور اُن کی کتابوں کے مطالعے سے متعلق ہے (یہ مقالہ پہلے مقالے کے بعد سرخی درج ہے) لیکن اب اس کا وجود کسی لائبریری میں نہیں ہے۔

Marfat.com

(۷) مکاشفات عینیہ - یہ بھی آپ کے معارف ہیں جو ۱۰۵۱ھ میں خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ یا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہ نے جمع کیے تھے۔[1]

آپ کے بعض رسائل مثلاً آداب المریدین، تعلیقات عوارف، علم حدیث، جذب وسلوک وغیرہ کا ذکر بھی کتابوں میں آتا ہے لیکن نایاب ہیں۔

ان رسائل کے علاوہ آپ کے معرکۃ الآرا مکتوبات شریف کے تین دفتر ہیں۔ دفتر اوّل میں تین سو تیرہ مکتوبات ہیں۔ دفتر دوم میں ننانوے مکتوبات ہیں اور دفتر سوم میں ایک سو چودہ مکتوبات ہیں۔

ان مکتوبات شریف کے متعلق غالباً یہ ایک رائے کافی ہوگی جو ترکی کے ایک فاضل حسین حلمی الیشیق بن سعید استانبولی نے سید عبدالحکیم ابن المصطفیٰ الآرواسی کی کتاب اصحاب الکرام کے حوالے سے لکھی ہے:-

قال العالم والعامل والی الکامل والمجدد قرن الرابع عشرۃ وتوفی سنۃ ۱۳۶۳ھ ثلاث وستین وثلاث مائۃ والف لشہر آنقرہ فی ترکیۃ السید عبدالحکیم ابن المصطفیٰ الآرواسی قدس روحہ السامی فی کتابہ المسمّٰی اصحاب الکرام:-

"افضل الکتب الاسلامیۃ بعد کتاب اللہ تعالیٰ و بعد احادیث النبویۃ مکتوب للامام الربانی لامثل لہ

---

[1] حضرت شاہ زوّار حسین علیہ الرحمہ نے معارف لدنیہ اور مبدأ و معاد کا متن مع اردو ترجمہ شائع کیا تھا۔ ردِّ روافض - اثبات النبوّہ، تہلیلیہ اور مکاشفاتِ عینیہ کو ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ترجمہ کے ساتھ مرتب کیا تھا۔

Marfat.com

فی الاقطار الجھلانی [1]

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ نے اپنے مکتوبات میں جن مضامین [2] پر بحث کی ہے وہ یہ ہیں :-

(الف) عقائدِ حقّہ ۔ توحید :-

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں و احد ہے۔ کلمۂ طیّبہ کی روح۔ خلقتِ انسانی سے مقصود۔ ماسوی اللہ کے ساتھ قلبی تعلق تمام باطنی امراض کی جڑ ہے۔ مخلوق کے لیے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور کافروں کے معبودوں سے احتراز۔ بتوں اور طاغوت سے استمداد اور کافروں کی رسمیں بجالانا عین شرک ہے۔ مشائخ کی نذر کرکے حیوانات کو قبروں پر لے جاکر ذبح کرنے کا مسئلہ۔ حاجت براری کے لیے پیروں اور بیبیوں کی نیت سے روزے رکھنا۔ غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور شرک سے بچنا تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ہے، حق تعالیٰ اتحاد اور حلول سے پاک ہے۔ مخلوق، خالق کا ظہور نہیں ہے۔ کوئی مخلوق، خالق کا ظِل نہیں ہے۔ انسان کے علم وصفات کو اللہ تعالیٰ کے علم و دیگر صفات سے کچھ نسبت نہیں۔ سجدۂ تعظیمی کی ممانعت اور اُس کی برائی۔ بادشاہوں کے لیے سجدۂ تحیّت کیسا ہے؟

---

[1] حسین حلمی الیشیق، علماء المسلمین و الوہابیون ۔ (استانبول ۱۹۷۲ء ۔ مقدمہ)

[2] یہ تمام مضامین اور ان کی فہرست حضرت مولانا زوّار حسین علیہ الرحمہ کی کتاب "حضرت مجدّدِ الفِ ثانی" (کراچی ۱۹۷۲ء) سے ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تمام عالم، اسماؤ صفاتِ الٰہی کا مظہر ہے۔ اہلِ توحید کی پہچان۔

(ب) رسالت :-

بعثتِ انبیاء علیہم السلام۔ بعثت کا مقصد۔ انبیاء علیہم السلام اصولِ دین میں متفق ہیں۔ جمیع انبیاء علیہم السلام کا اقرارِ بشریت۔ نفسِ انسانیت میں انبیاء علیہم السلام اور غیرِ انبیاء علیہم السلام سب برابر ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدِ اظہارِ بشریت۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفعتِ شان کے باوجود دائرۂ امکان میں ہیں۔

دعوتِ انبیاء علیہم السلام کی عمومیت اور اہلِ ہند میں انبیاء علیہم السلام کا مبعوث ہونا۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت سراسر رحمت ہے۔ بعثتِ انبیاء علیہم السلام کے فوائد اور پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر رہنے والوں اور زمانۂ فترتِ انبیاء علیہم السلام کے مشرکین اور دارِ حرب کے مشرکوں کی اولاد کے حسابِ آخرت کا حکم۔ شانِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ــ حقوق و مراتب و ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ختمِ نبوت۔ کوئی ولی کسی نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ ہیں ــ

(ج) ملائکہ :- فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور معصوم ہیں۔

(د) کتبِ آسمانی :- قرآن مجید نفسی و لفظی دونوں حیثیت سے کلامِ الٰہی ہے قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابیں حق تعالیٰ کا کلام ہیں۔

مسئلۂ خلقِ قرآن ــ

(ہ) قدرِ خیر و شر :-

Marfat.com

قضاو قدر کے اسرار۔ بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔
قضاے مبرم اور قضاے معلّق۔

(د) یوم آخرت وبعثت بعد الموت :-

یومِ آخرت پر ایمان۔ آخرت میں دیدارِ الٰہی۔ عذابِ قبر۔ سوالِ منکر نکیر۔ پُل صراط۔ میزان وغیرہ سب برحق ہیں۔ شبِ معراج میں رویتِ باری تعالیٰ۔ نفلی عبادت کا ایصالِ ثواب۔ ارواحِ موتیٰ کو صدقہ کرنے کی کیفیت۔

(ز) صحابۂ کرامؓ :-

فضیلتِ صحابہؓ۔ ترتیبِ خلافت اور تربیتِ مراتب۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت۔ منازعات و اختلافاتِ صحابہؓ، اجتہاد پر مبنی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امامِ عادل تھے۔ امیر معاویہؓ کی فضیلت۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعاء۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب۔ خطبہ میں خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر، اہلِ سنّت کا شعار ہے۔ صحابۂ کرامؓ کی فضیلت اور اُن کے مناقب۔

(ح) اہلِ بیتِ عظامؓ :-

اہلِ بیت کی محبت، اہلِ سنّت کے ایمان کا جُزو ہے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنین (رضی اللہ عنہم) کی فضیلت۔ تقیّہ کی حقیقت اور اُس کے مفاسد۔

(ط) امامِ ابوحنیفہؒ کے فضائل۔ امامِ اعظمؒ اور مسئلہ تکفیرِ مسلم۔

(ی) فرقۂ ناجیہ :-

Marfat.com

فرقۂ ناجیہ اہلِ سنّت وجماعت ہیں۔ اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔ شخصِ معیّن کو جہنّمی اور لعنتی کہنے کا حکم۔ ایمانِ غیب کب حاصل ہوتا ہے؟

(ک) اتّباعِ سنّت اور ردِّ بدعت :-

حضرتِ مجدّدؒ کو سنّتِ نبویؐ سے عشق۔ حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کے مدارج۔ ترغیبِ اتّباعِ سنّت۔ بدعت کی وضاحت۔ عبادت اور عادت کا فرق۔ جس امر میں سنّت اور بدعت دونوں کا احتمال ہو وہ ترک کیا جائے۔ علمائے سوء کی مذمّت اور علمائے حق کی تعریف۔

— ارکانِ اسلام ——

ارکانِ خمسۂ اسلام۔ نماز کی فضیلت۔

نماز باجماعت کی اہمیت۔ آدابِ وضو، آدابِ نماز

نمازِ نوافل کو جماعت سے ادا کرنے کی ممانعت

کلماتِ اذان کے اسرار۔ اسرار الصلوٰۃ

نماز میں حضورِ قلب سے مراد

مبتدی و منتہی کی نماز کا فرق

منتہی کی نماز کی چند خصوصیات

نماز معراجِ مؤمن ہے۔

تلاوتِ قرآن افضل العبادت ہے۔

روزہ۔ رمضان کے فضائل و برکات

ماہِ رمضان کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اُس کی مناسبت

زکوٰۃ — زکوٰۃ کا ایک پیسہ، صدہا نافلہ صدقات سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حج راستے کی استطاعت، وجوبِ حج کے لیے شرط ہے۔
نفلی حج سے اگر دوسرے فرائض فوت ہو جائیں تو لایعنی میں داخل ہے۔

ادلۂ شرعیہ۔ چار ادلۂ احکامِ شرعیہ
قرآن مجید تمام احکامِ شرعیہ کا جامع ہے۔
حدیثِ نبویؐ کی اہمیت
قرآن و سنت کے خلاف چلنا ضد اور تعصب ہے۔
بخاری شریف، قرآن مجید کے بعد اصح الکتاب ہے۔
صوفیہ کا عمل، حل و حرمت میں سند نہیں ہے
صوفیہ اور علماء میں کسی مسئلے کا اختلاف ہو تو حق، علماء کی جانب ہوگا۔
کشف و الہام کے بالمقابل، مجتہد کے اجتہاد پہ عمل کرنا چاہیے۔

شریعت مدارِ نجات ہے۔
شریعت کے تین جزو ہیں۔ شریعت، دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے
موازنۂ شریعت و تصوّف
طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کی خادم ہیں۔
علمائے راسخین اور علمائے ظاہر اور صوفیہ کا نصیب۔
علومِ شرعیہ کی تدریس، ذکر و فکر سے زیادہ اہم ہے۔
علمائے ظاہر کے درست عقائد کا جمال، صوفیہ کے مجاہدات سے افضل ہے۔
غلط تصوّف اور کج رو صوفیوں کی اصلاح
شریعت کے خلاف وجد و حال اور کشف و الہام معتبر نہیں۔

Marfat.com

خلافِ سنت مجاہدے اور غیر مشروع ریاضتیں معتبر نہیں۔
بے ریش لڑکوں اور اجنبی (غیر محرم) عورتوں کے دیکھنے اور
مظاہرِ جمیلہ و نغماتِ حسنہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔
سماع و سرود اور وجد و تواجد کی شرعی حیثیت۔
خواب و واقعات لائقِ اعتبار نہیں۔
کشف اور القائے شیطانی میں تمیز۔
حدیث فَاِنَّ الشیطٰن لا یتمثل فی صورتی کا مطلب۔
پیر اگر خلافِ سنت عمل کرے تو مُرید اس کی پیروی نہ کرے۔
احکامِ الٰہیہ کی تشریح۔
سلوک سے مقصد غیبی صورتوں اور انوار کا مشاہدہ نہیں۔
کلماتِ شطحیات کی حیثیت۔
عشقِ مجازی کی حرمت و ممانعت۔
صوفیہ کی بعض غلطیاں۔
بیماری میں صحت کے بغیر کوئی غذا فائدہ نہیں دیتی۔
اللہ والوں سے محبت رکھنے اور اُن کے بُغض سے بچنے کی ترغیب۔
کاملین پر اعتراض کرنے کی ممانعت۔
سالکین کی تربیت۔
پیرِ ناقص سے طریقہ اخذ کرنے کے نقصانات۔
کام کا مدار دل پر ہے۔
سیر و سلوک سے مقصود قلبی امراض کا دور کرنا ہے۔
غیر اللہ سے دل کی رہائی، اتباعِ سنت سے ہوتی ہے۔
حَسَنات الابرار سیّئات المقربین کی تشریح۔

Marfat.com

نفسِ امّارہ کی مذمّت اور علاج ۔
شریعت کو رواج دینا سب سے بڑی نیکی ہے ۔
اتّباعِ دین کی ترغیب ۔
بعض مضامینِ ترغیب و ترہیب ۔
تواضع ، تقویٰ اور ورع کی فضیلت ۔
توبہ و انابت اور ورع و تقویٰ کی ترغیب ۔
لقمہ میں احتیاط ۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا ۔
نرمی اور سختی کب اختیار کی جائے ۔
اپنے پیر کی زندگی میں دوسرے پیر سے بیعت ہونا ۔
ذکرِ مقبول اور شیخِ مقتدا سے حاصل کیا ہوا ذکر، صلوٰۃ وسلام بھیجنے سے افضل ہے ۔
ترغیبِ ذکر ۔
دعاء و تضرّع وزاری، نیز ذکر و تلاوتِ قرآن اور طویل قیام کے فوائد ۔
سبق کی تکرار ۔
خواجگانِ نقشبندیہ کے نزدیک یادداشت کے معنی ۔
رابطہ اور ذکر ۔ نسبتِ رابطہ ۔
شریعت کے مطابق ہر عمل، ذکر میں داخل ہے ۔
صحبتِ شیخ کی ترغیب ۔
اہلِ جمعیت کی صحبت کی ترغیب
اغنیاء اور فقراء کی صحبت کا فرق ۔

Marfat.com

بعض صحبتیں گوشہ نشینی سے بہتر ہیں ۔
عزلت نشینی کے لیے حقوق العباد کا ادا کرنا شرط ہے ۔
فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے ۔
اس سلسلے میں مبتدیوں کو جلد تاثیر کیوں نہیں ہوتی ؟
بزرگوں کی تھوڑی سی صحبت بھی بہت ہے ۔ بزرگوں کے لباس سے استفادہ ۔ رنج و محنت لوازمِ محبّت ہے ۔
تلوین و تمکین کیا ہے ؟
حق تعالیٰ کا فیض ہمیشہ خاص و عام کے لیے ہے ۔
داخلِ سلسلہ ہو کر بلا وجہ قطع تعلق بُرا ہے ۔
وساوس اور خطرات کا آنا کمالِ ایمان کی علامت ہے ۔
مراتبِ کمال میں تفاوت ۔
کمالِ ولایت، کثرتِ خوارق نہیں ہے ۔
ولی کو اپنے کمال یا خوارق کا علم ہونا ضروری نہیں ۔
ولی کے بعض کشف غلط بھی ہوتے ہیں ۔
پیری مُریدی کے آداب و نصائح ۔
احوال اور واقعات، شیخ کی خدمت میں عرض کیے جائیں ۔
طریقۂ عالیہ میں نئی نئی باتیں نہ پیدا کی جائیں ۔
مقامِ تکمیل و ارشاد کی شرائط ۔
استخارہ کیا ہے ؟
شیخِ مقتدا کے لیے نصائح ۔
مُریدوں کے احوال، پیروں کے لیے حیا کا باعث ہیں ۔

Marfat.com

رات اور دن کا محاسبہ ۔
حصول اور وصول میں فرق ۔
دوسروں کی برائیاں، عارف کے لیے نیکی کا حکم پیدا کرتی ہیں۔
خوف اور غلبۂ دشمن کے لیے عمل ۔
سلسلۂ نقشبندیہ کے فضائل ۔
سلسلۂ نقشبندیہ کی بعض تفصیلات ۔
ذکر اور نصائح ۔
لطائفِ سبعہ کا بیان ۔
انسان کی جامعیت اور لطائفِ عشرہ سے مرکّب ہونا ۔
تجلّیِ افعال، تجلّیِ صفات، تجلّیِ ذات ۔
سیورِ اربعہ ۔
حقیقتِ کعبۂ ربّانی، حقیقتِ قرآن مجید، حقیقتِ صلوٰۃ اور معبودیتِ صِرفہ ۔
لطائفِ عشرہ اور ولایتِ سہ گانہ ۔

—— حضرت مجدّدؒ کا نظریۂ وحدۃ الشہود ۔
آپ کے مدارج ارتقائے سلوک ۔

فنا و بقا شہودی ہے۔ کمالاتِ ولایت کے لیے توحیدِ شہودی درکار ہے ۔
توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کے مراتب ۔
فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی حقیقت ۔

شیخ ابنِ عربیؒ مقبولین میں سے ہیں لیکن ان کے وہ علوم جو اہلِ

Marfat.com

حق کے خلاف ہیں وہ غلط اور مُضر ہیں۔

مسئلۂ توحید کی اکثر تحقیقات میں ابن عربیؒ حق پر ہیں۔

خطائے کشفی، خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے لیکن غیر کے لیے حجّت نہیں۔

صوفیۂ وجودیہ اور علماء کا نزاع محض لفظی ہے۔

نبوّت، ولایت سے افضل ہے اگرچہ اس نبی کی ولایت ہو۔

کمالاتِ ولایت کا درجہ کمالاتِ نبوّت سے بہت کم ہے۔

حصولِ کمالاتِ نبوّت کے دو راستے۔

ہمہ اوست سے مراد ہمہ از دست ہے۔

حضرت مجدّدؒ کے نزدیک مختار ہمہ از دست ہے۔

مکتوباتِ شریفہ کے مضامین کی اس طویل فہرست سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان میں کیا کیا علوم و معارف ہیں اور وہ کیوں کر علومِ شرعیہ اور علوم باطنی پر محیط ہیں۔

مکتوبِ شریفہ کا زورِ بیان بھی ملاحظہ ہو۔ دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۱۰۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

..... "نوشتہ بودند کہ شیخ عبد الکبیر گفتہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم بغیب نیست ــ مخدوما، فقیر را تابِ استماعِ امثال این سخنانِ اصلا نیست۔ بے اختیار رگِ فاروقیم در حرکت می آید و فرصتِ تاویل و توجیہِ آن نمی دہد ــ قائلِ آن سخنان شیخ عبد الکبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلامِ محمد عربی علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار است۔ نہ کلامِ محی الدین عربی و صدر الدین قونیوی و عبد الرزاق کاشی ــ مارا

Marfat.com

با نص کار است نہ بہ فص، فتوحاتِ مدینہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساختہ است ....."

اسی طرح دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۱۳۱ میں تحریر فرماتے ہیں :-

.... بدانند کہ طریقۂ حضراتِ خواجگان قدس اللہ اسرارہم اقربِ طُرُقِ موصلہ است ونہایتِ در بدایتِ این بزرگواران مندرج ونسبتِ ایشان فوقِ ہمہ نسبتہا است۔ این ہمہ بواسطۂ آنست کہ درین طریق التزامِ سنّت است و اجتناب از بدعت۔ مہما امکن، عمل برخصت تجویز نمی نمایند اگرچہ بظاہر در باطن نافع یابند و عمل بعزیمت از دست نمی دہند اگرچہ بصورت در سیرت متضرّر دانند۔ احوال ومواجید را تابعِ احکام شرعیہ ساختہ اند، اذواق ومعارف را خادمِ علومِ شرعیہ دانستہ، جواہرِ نفیسۂ شرعیہ را در رنگِ طفلان بجوز ومویز وجد وحال عوض نمی کنند وتہرّہاتِ صوفیہ مغرور ومفتون نمی گردند۔ از نصّ بہ فصّ نمی گرایند واز فتوحاتِ مدینہ بہ فتوحاتِ مکیّہ التفات نمی کنند۔ حالِ ایشان بر دوام است و وقتِ ایشان براستمرار۔ آن تجلّیِ ذاتی کہ دیگران را کالبرق است این بزرگواران را دائمی است۔ حضورِ کہ غَیبت در قفائے آن باشد نزدِ این عزیزان از حیّزِ اعتبار ساقط است۔

حقیقت یہ ہے کہ سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ کے بزرگوں میں ایسے غیر معمولی علوم ومعارف اور ایسی شان کی تحریر سوائے حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے، کسی اور کے یہاں نہیں ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء ط

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سعید "خازن الرحمہ" قدس سرہ

حضرت مجدّدِ الف ثانی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ (م ۱۰۲۵ھ) اکابرِ اولیاء میں سے تھے۔ اور بچپن ہی سے علم و فضل، کشفِ قلوب اور کشفِ قبور میں بہت عالی نظر تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں اتنی مہارت تھی کہ بڑے بڑے علماء کو آپ کے تبحّر پر حیرت ہوتی تھی۔ حقائق و معارف کی بھی عجیب عجیب باتیں بچپن ہی سے آپ پر ظاہر ہو رہی تھیں۔ افسوس کہ وہ ۲۴ سال ہی کی عمر میں رحلت فرما گئے[1]

حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ دوسرے صاحبزادے تھے۔ ماہِ شوال ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق قدس سرہ اور حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ سے اکثر کتابیں پڑھیں۔ اپنے والد بزرگوار اور شیخ عبدالرحمٰن رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تکمیل کی۔ تحصیلِ علم ہی کے زمانے میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرہ کی توجہ سے طالفہ علیہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرف ہوئے اور خازن الرحمہ کا لقب پایا۔

آپ کے علوم و معارف کے بہت سے واقعات زبدۃ المقامات

---

[1] حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہ کے مکتوبات ۱/۳۰۶۔ ۲/۲۲ میں آپ کے کمالات درج ہیں۔ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں بھی تفصیل ہے۔

Marfat.com

اور حضرات القدس میں درج ہیں۔ مکتوبات شریف[1] میں بھی آپ کے معارف کا ذکر آتا ہے۔ آپ کی دو[2] کتابیں محفوظ ہیں (۱) تحقیقات جو علوم و معارف پر مشتمل ہے۔ اس کا مخطوطہ مدینہ منورہ میں مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے استفسارات کے جواب میں ہے۔ (۲) آپ کے مکتوبات ہیں۔ ان میں بھی یہی علوم و معارف ہیں۔

آپ کے مکتوبات (ایک سو) آپ کے صاحبزادے مولانا محمد فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے تھے۔ یہ مجموعہ لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کے نام دو مکتوب ہیں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے نام بھی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے دونوں صاحبزادوں کے نام، خواجہ ابوالخیرؒ بن حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ، مختلف عزیزوں، اورنگ زیب عالمگیرؒ، امراء اور مشہور اکابر مثلاً میر محمد نعمانؒ، شیخ حمید بنگالیؒ، مولانا محمد صدیق کشمیؒ، خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ، میرزا حسام الدین احمدؒ، محمد صالح کولابیؒ (رحمہم اللہ) وغیرہ کے نام مکتوبات ہیں۔ شیخ احمدؒ (خطیب مدینہ منورہ) اور علمائے حرمین شریفین کے نام بھی ہیں۔ مکتوبات فارسی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔ نواب مرتضیٰ خان

---

[1] یعنی دفتر اوّل میں ۲۵۹۔ ۲۹۶۔ ۳۱۱۔ دفتر دوم میں ۳۔ ۷۱۔ ۹۱۔ دفتر سوم میں ۴۶۔ ۴۸۔ ۶۱۔ ۷۳۔ ۷۷۔ ۸۸۔ ۹۳۔ یہ تیرہ مکتوبات صرف آپ کے نام ہیں۔ اور نو مکتوبات آپ کے اور خواجہ محمد معصومؒ کے نام مشترک ہیں یعنی دفتر دوم میں ۵۵۔ ۹۸۔ دفتر سوم میں ۲۔ ۴۳۔ ۶۴۔ ۷۸۔ ۸۲۔ ۸۵۔ ۱۰۴۔ ۱۶۳۔ ۱۰۶۔

[2] دو مکتوب "بزرگ زادوں کے نام" ہیں لیکن نام نہیں دیے ہیں۔

Marfat.com

(م ۱۰۲۵ھ) کے نام جو مکتوب (۹۳) ہے وہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

الحمدللہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیدالمرسلین محمد و آلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔ ترقیات ظاہری و باطنی و عروجاتِ صوری و معنوی ایشاں را از حضرت واہب العطایا جل برہانہ مسئلت نمودہ می آید باجابت قرین یاد بحرمۃ جدّکم الاقیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰت والبرکات ۔

ع از ہرچہ می رود سخنِ دوست خوش تر است

آدمی تا زمان کہ گرفتارِ ماسوائے او است تعالیٰ وساحتِ سینہ بنقوشِ ماسوا منقوش، بمرض باطن گرفتار است و از قربِ او تعالیٰ دور و مہجور ۔ فکرِ ازالۂ این مرض در این فرصت یسیرہ از اہم مہمات است و علاجِ دفعِ این علّتِ معنوی در مدّتِ قلیل از اعاظمِ مقاصد ۔ ازالۂ این مرض مربوط بذکرِ کثیر داشتہ اند و طہارت باطن را از لوثِ ماسوا منوط بیاد او تعالیٰ گردانیدہ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۔

ذکرِ کثیر وقتے متحقّق گردد کہ غفلتِ در قفاء آن نبود کہ دراین راہ، سمِّ قاتل است و ممدِّ مرضِ باطن ۔ عزیزے فرماید لَوْ اَقْبَلَ مُقْبِلٌ علی اللّٰهِ مدّةً عمرِہٖ ثمّ اَعْرَضَ لحظةً لکان ما قاتَهٗ اکثر ممّا نالَهٗ ۔ وکمالِ این ذکر آن است کہ ماسوائے مذکور از ساحتِ سینہ رخت بربندد و کوسِ رحلت زند ....

..... فقرا پناہان، اخوی اعزّی معارف آگاہی خواجہ محمد ہاشم کہ از جملۂ مغتنمانِ روزگار اند و از خوردی در خدمت و تربیتِ اہل اللہ، کلان شد و ہموارہ اوقاتِ شان مصروفِ طاعاتِ

Marfat.com

است، بقلّتِ اسبابِ معیشت وکثرتِ متعلّقانِ خیلگی، مشوّش باشند۔ چون احوالِ این قسم مردم بالیشان کہ مربّی ومہربان تر باین جماعت از الیشان دیگرے ظاہر نمی شود، از جملہ ضروریات جرأت نمودہ گستاخی می نماید کہ اگر از سرکارِ علیہ امدادے بہ متعلّقانش می شدہ باشد موجبِ ترقیِ دنیاو آخرت است۔ چہ نعمتے است کہ درویشے نان از الیشان بخورد وقوّتِ آن را صرفِ عبادات وطاعاتِ خداوندی نماید۔ والسّلام اوّلاً وآخراً۔

آپ کا وصال ۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رح

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ صادق رحمۃ اللہ علیہ[1] تھے جو ۲۵ سال کی عمر میں ۱۰۲۵ھ میں وصال فرما گئے۔ ان سے چھوٹے حضرت خواجہ محمد سعید[2] رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] صاحبِ حضرات القدس لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت مجدّد قدّس سرّہ اور خواجہ محمد صادق قدّس سرّہ سے مطوّل مع حاشیۂ میر، شرحِ عقائد مع حاشیۂ خیالی، تحریر اقلیدس اور شرح مطالعہ مع حاشیۂ میر پڑھی تھیں۔ [2] وہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد سعید قدّس سرّہ نے علومِ متداولہ کی تحصیل حضرت مجدّد قدّس سرّہ، اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رح اور مولانا محمد طاہر لاہوری رح سے کی تھی۔ پھر کتبِ متعلقہ جیسے شرحِ حکمۃ العین، عضدی اور بیضاوی کا درس دینے لگے۔ کتابیں بھی لکھیں۔ مثلاً مشکوٰۃ پر اور حاشیۂ خیالی پر حاشیہ لکھا۔ رفع سبّابہ (تشہّد میں) کی ممانعت پر بھی ایک رسالہ لکھا۔ آپ کے مکتوبات بھی ہیں۔ مکتوبات کا ایک مجموعہ موسومہ تحقیقات، مدینہ منوّرہ کے مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے۔ جس کے مکتوب الیہ محمد یوسف ہیں۔ ان مکتوبات میں تصوّف اور فقہی مسائل ہیں۔

Marfat.com

تھے۔ ان کی ولادت ۱۰۰۵ھ میں ہوئی اور وصال ۱۰۷۰ھ میں ہوا۔ اُن سے چھوٹے یعنی تیسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے متعلق انشاءاللہ ابھی تفصیل آتی ہے۔ ان کے بعد خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد عیسیٰ رح اور خواجہ محمد اشرف رح پیدا ہوئے جو کم سنی ہی میں انتقال فرما گئے۔ پھر ساتویں صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ۱۰۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ نے ۱۰۶۷ھ میں حج بھی (اپنے بھائیوں کے ساتھ) کیا تھا۔[1]

حضرت "عروۃ الوثقیٰ" خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ نے بھی اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی طرح اپنے مکتوبات کے تین[3] دفتر یادگار چھوڑے ہیں۔ ان دفتروں کے مضامین بھی بلند پایہ فیوضات ہیں پہلے دفتر میں ۲۳۹ مکتوبات ہیں، دوسرے میں ۱۵۸ ہیں اور تیسرے میں ۲۵۵ مکتوبات ہیں۔[2] ان مکتوبات کے مضامین یہ ہیں:-

(الف) عقائد۔

توحید۔ توحیدِ عوام و توحیدِ خواص۔ مراتبِ توحید۔ توحیدِ شہودی و توحید وجودی۔ "اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے" اس قول کی تشریح۔

---

[1] آپ نے بھی ابتدائی عمر میں علومِ متداولہ کی تکمیل کر لی تھی اور ایک رسالہ رفع سبابہ کی تائید میں بھی لکھا تھا۔

[2] حضرت شاہ زوار حسین علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب انوارِ معصومیہ میں ان مضامین کو بیان کیا ہے اور تینوں دفتروں کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ سب ادارۂ مجددیہ۔ کراچی سے اشاعت ہوئے ہیں۔

Marfat.com

رویت باری تعالیٰ ۔

رویت وشہود کا مقام آخرت ہے ۔ انسان کا شہود فرشتے کے شہود سے بلند ہے ۔ کامل وصال آخرت میں ہوگا ۔ حدیث "خلق آدم علی صورتہ" کی تشریح ۔

ایمان ۔

افضل ایمان کیا ہے ؟ عوام وخواص اور اخص الخواص کا ایمان ۔

ایمان کے درجات ۔ نفسِ ایمان اور کمالِ ایمان کی وضاحت ۔

رسالت ۔ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی افضلیت ، حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے وقت کے قطبِ ارشاد اور قیّوم تھے ۔

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عاداتِ شریفہ ۔

قدرِ خیر وشر ۔

مسئلۂ قضا و قدر ۔ اس پر ایمان ۔ راضی بقضا رہنا چاہیے ۔

مقامِ رضا اور اس کے دو اعتبار

آخرت ۔

جنّت کے درجات ۔ حدیث ۔ " قبر جنّت کا ایک باغ ہے " ۔ کی تشریح ۔

قبر کی تنگی و فراخی ۔ قبر کا ثواب وعذاب ۔

(ب) ارکانِ اسلام ۔

اسلامِ حقیقی ۔ نماز کی فضیلت ۔ نماز کے سنن و آداب بمنزلۂ فرائض ہیں ۔ نمازی کو کعبہ اور قرآن مجید کی طرف متوجہ رہنا چاہیے ۔ تلاوتِ قرآن مجید کی فضیلت ۔

زکوٰۃ ۔ روزہ ۔ شبِ قدر کی کیفیت ۔ حج ۔ جہاد ۔ سمندر میں جہاد

Marfat.com

کی مزید فضیلت ۔ شہداء ۔ انبیاء علیہم السلام کو تمام افرادِ امت پر کلّی فضیلت حاصل ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات۔

(ج) اتباعِ سنّت و ردِّ بدعت ۔

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع میں انسان کا جمال و کمال ہے۔ شریعت کے اتّباع میں کام کا مدار ہے ۔ اہلِ شریعت ، اہلِ طریقت اور اہلِ حقیقت کو احکامِ شرعیہ بجالانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کوئی کمالِ شریعت کے دائرے سے باہر نہیں۔

نسبتِ باطن کا قوی ہونا ، احکامِ شرعیہ کی پابندی کو بڑھاتا ہے۔

شریعت کے تین جزو ۔

سنّت کو زندہ کرنا۔ بدعت کی مذمّت ۔ بدعت سے پرہیز ۔ معرفت کی ترغیب ۔

(د) سلسلۂ نقشبندیہ کی فضیلت ۔

طریقۂ نقشبندیہ کا شرعی ثبوت ۔ اس سلسلے کا انتساب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف کس معنی میں ہے ؟

اس طریقے کا مدار ، سنّت پر عمل کرنے اور بدعت سے بچنے پر ہے۔ کلمۂ طیّبہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تاکید ۔ کلمۂ طیّبہ میں نفی و اثبات کی تشریح ۔ مبتدی فرائض و سُنن کے علاوہ ذکر میں مشغول رہے ۔ اچھی نیت کے ساتھ انسان کا ہر عمل ، ذکر میں داخل ہے۔ طریقۂ ذکرِ تہلیلِ لسانی۔ ذکرِ قلبی میں دل کی حرکت ضروری نہیں۔ ذکرِ نفی و اثبات کے فوائد۔ ذکر و افاضہ و توجہ کا ثبوت۔ حبسِ دم ۔ حبسِ دم کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کا طریقہ اور تعداد ۔ ذکرِ حبسِ دم کا اعلیٰ درجہ ۔

Marfat.com

اسباق ومقاماتِ نقشبندیہ ۔ طریقۂ توبہ و ذکر ۔ لطیفۂ قلب کی تشریح۔ مدارجِ نفس ۔ لطائف کی فنا ۔ تشریحِ دائرہ ہائے ولایتِ کبریٰ و قوسِ مراتبِ پنجگانہ ۔ ولایاتِ صُغریٰ وکُبریٰ وعُلیا اور کمالاتِ نبوّت وغیرہ میں ترقی کا ذریعہ ۔ ولایت کے پانچ درجے ۔ مقامِ ولایت کا علم وہبی ہے اور بعض کو حاصل ہوتا ہے ۔ سیر و سلوک کے متعلق آیۂ کریمہ ۔ سلوک کی ترقی رک جانے کے اسباب اور اس کا علاج ۔ لطائف عالمِ امر کے مقامات کا تعیّن کس معنی میں ہے ؟ سلطان الاذکار، بزرگوں میں متوارث ہے ، اختراع نہیں ۔ عالمِ امر پہ عالمِ خلق کی فضیلت ۔ غیر اللہ سے کُلّی قطع تعلّق ہونا ۔ فنا ی قلب ہے ۔ شرحِ صدر کی علامت ۔ مطلوب کی یافت ، آفاق و انفس سے ماورا ہے ۔

اصطلاحاتِ تصوّف ۔

اصطلاحاتِ نقشبندیہ کی تشریح ۔ عدم و وجود ، عدم و فنائے حقیقی و وجودِ فنا کی تشریح ، عدم و فنا میں فرق ، فنائے لطائف اور فنا ء الفنا کی تشریح ، تجلّی ذات و تجلّی صفات کے درمیان فرق ، محبّتِ ذاتی ، محبّتِ صفاتی و افعالی ، عروج و نزول ، سیر الی اللہ ، سیر فی اللہ ، سیر عن اللہ باللہ ، سیر فی الاشیاء باللہ ، حضور و غیبت ، قبض و بسط ، علم الیقین ، عین الیقین اور حق الیقین ، قرب نوافل اور قرب فرائض ، کُفرِ شریعت اور کُفرِ طریقت ، کمون و بروز ، کمالاتِ نبوّت اور منصبِ نبوّت ، قطبِ مدار ، قطبِ ارشاد و صاحبِ نسبت قیّومیت سے الگ ہوتا ہے ۔

شیخ کے لیے ضروری امور

توجّہ دینے کا طریقہ اور تشریح ۔ سیر و سلوک سے مقصد ، پیری مُریدی

Marfat.com

نہیں بلکہ بندگی کا حق ادا کرنا ہے۔ نفی اثبات کے معنی ہر زبان میں سکھا سکتے ہیں۔ اقسامِ اجازتِ طریقت۔ اجازت و بیعت کا معاملہ، خواب سے صورت پذیر نہیں ہوتا، مخلوق کا رجوع، کمال کی دلیل نہیں۔ مخلوق، اللہ تعالیٰ کا کُنبہ ہے۔

معرفت۔

معرفت حاصل کرنے کے لیے ترغیب۔ معارف، خوارق سے افضل ہیں۔ انسان کی عزّت، ایمان و معرفت سے ہے۔

مشاہدۂ ارواح۔

ارواح کا مشاہدہ، مراقبہ میں بہتر ہے یا صریحاً۔ مشاہدۂ ارواح، کمال میں داخل نہیں۔ کشف و خوارق، حقیقی کرامت نہیں۔

شوق و محبّت کے لیے ترغیب۔ عشق میں قدرے جنون درکار ہے۔ محبّت کی فضیلت۔

صبر۔ کسی کی رحلت پر صبر۔ حُکّام کے ظلم و تشدّد اور معاش کی تنگی پر صبر و رضا۔ شکر۔ توکّل۔ اور اس کی حقیقت۔

رابطۂ شیخ۔

کام یابی کا مدار رابطۂ شیخ پر ہے۔ فنا فی الشیخ کے بغیر فنا فی اللہ حاصل ہونا مشکل ہے۔

سالکین کے لیے ہدایات۔

شرائط و آدابِ سلسلۂ عالیہ

باطنی نسبت کی حفاظت کرنا اہم کام ہے۔ دنیا طلبی کے لیے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا محرومی ہے۔ ایک اہم نصیحت۔ صوفیہ کا مسلک ترک، تعرّض

Marfat.com

نہیں۔ زندگی کی حقیقت کب حاصل ہوتی ہے ؟ غلبۂ حال میں بھی خلافِ شرع کلمہ نہیں کہنا چاہیے۔

دنیا کی بے وفائی۔ رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے۔ سالک کن اوراد کو جاری رکھے ؟۔ ذکرِ جہر کی مجالس میں نقشبندی سالک کو کیا کرنا چاہیے ؟۔ کامیابی کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں۔

مسائلِ شرعیہ :۔

فاتحہ بعد فرض نماز کا حکم۔ مصافحہ بعد نمازِ جمعہ کا حکم۔ ثواب بخشنے کا طریقہ۔ نمازِ وسطیٰ اور اسمِ اعظم کے مبہم ہونے میں حکمت۔ زندگی میں قبر تیار کرانا۔ تیجا، دسواں اور پھول دینے کا حکم۔ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات و موت کی تحقیق۔ احکامِ تقیّہ۔ کیا شیخ کی نا اہل اولاد شیخ بن سکتی ہے ؟ کافر اور مشرک سے دوستی کے احکام۔ نیک عمل وسیلہ ہیں، مقصد نہیں۔ مقبول بندہ کی علامت۔ ہر خطۂ زمین کی برکات۔ چغلخوری کی مذمت۔ سوال کرنے کی حرمت اور اباحت۔ نیت صالحہ کے ساتھ روزی کمانا ذکر میں داخل ہے۔

ان مضامین سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے بیان کردہ علوم و معارف بھی حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کی پیروی میں ہیں اور بڑی جامعیت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ کا اندازِ بیان بہت سادہ ہے۔ نمونے کے طور پر دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۲ کو یہاں نقل کیا جاتا ہے :۔

..... نوشتہ بودند کہ بعضے سائلان سوال می کنند کہ تعریفِ مجددِ الفِ ثانی چیست و آثار و علاماتِ او کدام است و در حضرت ایشان شما ازین کمالات چہ بظہور آمدہ تا در شانِ ایشان آشنا و بیگانہ را بہ اطلاقِ این اسم

Marfat.com

اشتباہے نماند ــــ مخدومہا، مجدّدِ الف بودن امرلیت کشفی والہامی کہ بہ وجدانِ صاحبِ این معاملہ تعلّق دارد۔ التزام امرے نیست کہ بہ آثار و علامات معقولِ آشنا و بیگانہ توان کرد۔ ہر کہ آشناست و سعادتِ ازلی دارد از راہِ مناسبت معنوی، قبولِ اسرارِ اہل اللہ می نماید و موردِ فیوض و برکاتِ این اکابر می گردد و ہر کہ بیگانہ و بے سعادت است ازجہتِ مناکرتِ باطنی اگر پے بہ این اسرار نہ برد قبول نماید از فیوض و برکاتِ شان محروم ماند، گو نمناید۔ بیگانگان از مبحث خارج اند۔ مارا بردّ و قبولِ آنہا کارے نیست۔ منکرانِ مثلِ قرآن معجزۂ باہرہ دیدند و در انکار ماندند۔ مع ذالک۔ کسے را کہ قوّتِ حدسیہ عطا کردہ انداگر در اطوار و اوضاع آنحضرتؐ نیک تامّل نماید و فیوض و برکات و کمال و اکمال و علوم و اسرار کہ آن قدوۂ ابرار بہ آن ممتاز است مشاہدہ کند بے تکلّف حکم بہ مجدّد بودنِ ایشان نماید۔ حضرت ایشانِ ما قدّسنا اللہ سبحانہ بسرّہ، در مکتوبِ چہارم از مکتوباتِ جلدِ ثانی بر نگاشتہ اند کہ این معارف از حیطۂ ولایت خارج است، اربابِ ولایت در رنگِ علمائے ظواہر در ادراکِ آن عاجز و در درکِ آن قاصر۔ این علوم مقتبس از مشکوٰۃِ انوارِ نبوّت اند علیٰ[1] اربابہا الصّلوٰۃ والسلام والتحیہ کہ بعد از تجدیدِ الفِ ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحبِ این علوم و معارف مجدّدِ این الف است۔[1] ...

---

[1] حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے مکتوبات کے تینوں دفتر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کراچی سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیے تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کا ایک رسالہ اذکارِ معصومیہ بھی ہے جس میں اذکار و ادعیۂ ماثورہ و موقتہ وغیرہ موقتہ ہیں [1]

حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ ۱۰۶۷ھ میں حج کے لیے تشریف لے گئے تھے اور ۱۰۶۹ھ میں واپسی ہوئی تھی۔

اس مبارک سفر کے حالات اور کیفیات آپ کے صاحبزادے خواجہ عبیداللہ "مروّج الشریعت" نے عربی زبان میں یواقیت الحرمین کے نام سے مرتّب کیے تھے۔ پھر مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا فارسی ترجمہ حسنات الحرمین کے نام سے کیا تھا [2]

حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کا وصال سرہند شریف میں ۱۰۷۹ھ میں ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے تین بھائی کم سنی میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد محمد یحییٰ ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۹۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ

---

[1] یہ رسالہ لاہور سے بھی شائع ہوا تھا، پھر مولانا شاہ زوّار حسین علیہ الرحمہ نے انوارِ معصومیہ میں بھی شامل فرما لیا۔

[2] مولانا شاہ زوّار حسین علیہ الرحمہ نے حسنات الحرمین کا اردو ترجمہ کیا اور اُسے انوارِ معصومیہ (کراچی ۱۹۸۰ء) میں شامل کیا۔ حضرت مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہ کے مکاشفات پر ایک رسالہ مکاشفات عینیہ ۱۰۵۱ھ میں مرتّب ہوا تھا۔ وہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ نے مرتّب فرمایا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۳۸۴ھ ۱۹۶۵ء میں ترجمے کے ساتھ اُسے شائع کیا ہے۔

Marfat.com

بہت بڑے عالم تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار (حضرت مجدّدِ الفِ ثانی) قدّس سرّہ اور محترم بھائی محمد سعید قدّس سرّہ سے اختلاف کرتے ہوئے اثباتِ رفع سبّابہ میں ایک رسالہ لکھا تھا۔

حضرت مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہ کے خلفاے عظام نے بھی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۳ھ) کے متعلق نزھۃ الخواطر (جلد ۵۔ صفحہ ۲) میں ہے کہ انھوں نے حقائق و معارف میں چند رسالے لکھے تھے۔ ایک کا نام خلاصۃ المعارف ہے جو دو جلدوں میں فارسی زبان میں ہے۔ ایک اور رسالہ نکات الاسرار ہے۔

میر محمد نعمانؒ

دوسرے خلفاء میں حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۸ھ) ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی سے شروع میں مستفیض ہوئے تھے۔ اور پھر آپ ہی کے حکم اور اجازت سے ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فارسی رسالہ سلوک سے متعلق ملتا ہے[1]۔ اس میں نقشبندی سلوک کے اسباق اور ان کی مصطلحات وغیرہ کی تفصیل ہے۔ لطیفۂ قلب سے متعلق ارشاد ہے:

بدانکہ اصلِ لطیفۂ قلب، تجلّیِ فعل و تکوینِ حق است یعنی افعال را باسرہا منسوب بہ حق یابد و بس و بعلمِ وجدانی معلوم نماید کہ لا فاعل غیر اللہ۔ و فنائے قلب درین جا روی دہد و علامتِ او آن است کہ تعلّقِ علمی و جُبّی بہ غیر حق نہ ماند۔ یعنی ماسوی بنوعِ فراموش از دلِ او شود

---

[1] یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۳۸۹ھ میں شایع کیا ہے۔

Marfat.com

کہ اگر عمرہا بہ تکلّف خواہد کہ ماسوائے حق را بخاطر بگذ راند نتواند در خاطر گذرانید۔ چنانچہ علم اشیاء از وے زائل شدہ است۔ حُبّ اشیاء نیز بطریقِ اولیٰ زائل شدہ باشد۔ ونورِ قلب را زرد مقرر کردہ اند۔ چون سالک بہ فنائے قلب می رسد داخلِ اولیاء اللہ می شود۔ واین لطیفہ زیرِ قدمِ حضرت آدم است۔ علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام۔ پس ہر کہ آدمی المشرب است وصولِ او بحق تعالیٰ از راہِ ہمیں لطیفہ خواہد بود۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے حسب ذیل مکتوبات آپ کے نام ہیں جن سے آپ کے تقرّب کا اندازہ ہو سکتا ہے:۔

دفتر اوّل۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۷۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۹۔ ۲۲۴۔ ۲۲۸۔ ۲۳۱۔ ۲۳۸۔ ۲۴۶۔ ۲۵۷۔ ۲۶۱۔ ۲۸۱۔ ۳۱۲۔

دفتر دوم۔ ۴۔ ۹۲۔ ۹۹۔

دفتر سوم۔ ۱۔ ۴۔ ۵۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۵۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۱۔ ۲۶۔ ۳۰۔ ۳۶۔ ۴۹۔ ۱۰۲۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہ کے بھی مکتوبات آپ کے نام ہیں:۔

دفتر اوّل۔ ۸۔ ۱۷۔ ۵۲۔ ۹۷۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۴۸۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۸۴۔ ۲۰۳۔ ۲۱۷۔

محمد صالح کولابی رح

آپ حضرت مجدّدِ الف ثانی قدس سرّہ کے قدیم اصحاب میں سے ہیں۔ ۱۰۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت مجدّد قدس سرّہ کے معمولاتِ یومیہ پر ہدایت الطالبین کے نام سے ایک کتاب لکھی جو اس طرح شروع ہوتی ہے:۔

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہ

Marfat.com

الطّاہرین اجمعین ۔ اّما بعد نمودہ می آید کہ چون یکے از عتبہ بوسانِ درگاہ بعزِ عرض اشرف اقدس اعلیٰ خادمان حضرت حجۃ الاولیاء الصّدیقین، بُرہان الاتقیاء المحبوبین، قبلۃ الاصفیاء المسترشدین، امامنا و قبلتنا الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی سلمہ اللہ تعالی و ابقاہ الیٰ یوم الدین بعرض داشتند کہ اگر حکمِ عالی شرفِ نفاذ یابد تا لطائفِ شرائفِ یومی و لیلیِ ایشان را با بعضے احوال و اوضاعِ بشریف در قیدِ کتابۃ آریم کہ جملگیِ طالبان از برکات و فیوض بہرہ یاب گردند و مستفید شوند۔ فرمودند کہ چہ احتیاج است ؟ عملے کہ مقبول است و شایان اقتدعملِ آن سرور است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بکتبِ احادیث رجوع باید نمود و از آنجا انتخاب باید فرمود۔ باز مکرّر بعرضِ عالی رسانیدند از خدام کہ از کتبِ معتبرہ ہمین عملِ حضرت ایشان است کہ موافق و مطابقِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم است، پس اولیٰ و انسب آنست کہ عملِ ایشان اختیار کنیم تا کہ موافقت بعملِ مستند نمودہ باشیم۔ فرمودند، چنان کنید۔ امّا نیک ملاحظہ نمایند کہ آنچہ موافق باشد بہ سنّت، خواہ قولی و خواہ فعلی، آن را در عمل آرید و ہر چہ نہ چنان است موقوف دارید۔

بنارہ علیٰ ذالک، کمترینِ خاک نشینانِ درگاہِ آن عالی حضرت کہ نامِ او لائقِ آن نیست کہ این جا مذکور نمایند۔ لیکن بنا بر التماسِ دعاء خیر از اخوانِ بوقتِ توفیق این اعمال امیدوار بود اسم خود مندرج نمودہ ہر کہ در عمل آرد محمد صالح کولابی را بہ دعاء و فاتحہ یاد و شاد نمایند۔ و ترتیب نمودہ بر سہ[۳] فصل و یک خاتمہ۔[۱]

---

[۱] یہ کتاب مولانا محمد ہاشم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں تھی۔ اس کا اردو ترجمہ لاہور سے ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے دس مکتوبات آپ کے نام ہیں :-
دفتر اوّل - ۱۶۱ - ۱۸۲ - ۲۴۱ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۳۰۶
دفتر دوم - ۳۳ - دفتر سوم - ۲۸ - ۸۷ - ۹۵
حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کا بھی ایک مکتوب (دفتر اوّل - ۶۹) آپ کے نام ہے -

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ابن خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ) کشم (بدخشاں) کے بزرگ زادوں میں سے تھے ہندوستان آئے تو اہلِ سیاہ میں داخل ہو گئے لیکن ایک سال کے بعد خواب میں میر محمد نعمانؒ (م ۱۰۵۸ھ) اور حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرّہ کو دیکھا - تو جب سہان پور سی گزرے تو آپ میر محمد نعمانؒ سے بیعت ہوئے[1] ان کی صاحبزادی سی شادی ہوئی - پھران کی اجازت سی اور حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کی طلبی پر (دفتر سوم مکتوب نمبر ۱) آپ حضرت مجدّد قدّس سرّہ کی خدمت میں ۱۰۳۱ھ میں حاضر ہوے اور قریباً دو سال تک سفر و حضر میں مستفیض ہوتے رہے - آپ ہی نے حضرت مجدّد قدس سرّہ کے مکتوبات کا تیسرا دفتر مرتب کیا تھا - اور آپ ہی کو حضرت مجدّد قدّس سرّہ نے "یار ثالث" کہا ہے (دفتر سوم - مکتوب ۸۲) یعنی حضرت مجدّد قدّس سرّہ کے دو صاحبزادوں (خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ) کے علاوہ آپ تیسرے عزیز تھے جن کو قرب خصوصی حاصل ہوا تھا - مکتوبات کے دفتر سوم (مکتوب ۱۰۵) سے واضح ہے کہ حضرت مجدّد قدّس سرّہ کو لشکرِ شاہی کی معیت سے خلاصی مل گئی تھی اور سرہند کو

[1] یہ زمانہ ۱۰۲۵ھ سے پہلے کا ہوگا، کیونکہ اس سال مکتوبات شریف کا پہلا دفتر مرتب ہوا تھا اور اس میں آخری مکتوب آپ کے نام ہے -

Marfat.com

واپسی ہوئی تو خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے برہان پور جانے کی اجازت چاہی کیوں کہ صوبہ دکن کے سلاطین میں ہرج مرج واقع ہو رہا تھا۔ رجب سنہ ۱۰۳۳ھ کے اواخر میں آپ برہان پور روانہ ہوئے اور قریب سات ماہ تک حضرت مجدد قدس سرہ سے اُن کے وصال تک دوری رہی۔

آپ کے پیر بھائی مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات القدس (دفتر سوم کے دفتر میں رجوع ۱۰۵۰ھ تک ضرور لکھی جاتی رہی) آپ کے متعلق لکھا ہے :-

"آپ فضائلِ صوری اور علومِ رسمی میں تمام و کمال مہارت رکھتے تھے۔ خوش گفتار، شیریں سخن، نیک خُلق اور متواضع تھے۔ دلچسپ حکایتیں بڑے دلکش انداز میں بیان کرتے تھے۔ تقریر و تحریر میں سوز و گداز تھا۔ جو کچھ آپ کہتے تھے وہ حال و ذوق تھا۔ صرف قال و مقال نہیں۔ آپ کے چہرے سے مستی اور بیخودی ظاہر ہوتی تھی۔ تاریخ گوئی اور انشاء پردازی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے دل فریب اشعار، جان نشین ابیات، دل آویز دیوان، جان خراش مثنویاں اور پُر لطف رسالے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ ....."

آپ کی تصانیف حسبِ ذیل ہیں :-

(۱) زبدۃ المقامات یا برکات الاحمدیہ الباقیہ۔ اس کتاب[1] کے آخر میں "رباعی در تاریخِ ختمِ کتاب" اس طرح ہے :-

برخامہ نیازم کہ اشارات نوشت — زآغاز و توسّط نہایات نوشت
بنوشت کتاب را و تاریخِ کتاب — بر دل "ھو زبدۃ المقامات" نوشت

"ھو زبدۃ المقامات" کے اعداد سے ۱۰۳۷ھ برآمد ہوتا ہے لیکن

[1] زبدۃ المقامات کا اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے کیا ہے۔ سیالکوٹ سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔

Marfat.com

آپ نے اس کتاب میں اضافے کیے ہیں۔ مثلاً مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی تاریخ ۱۰۳۸ھ میں لکھی ہے۔ اسی طرح (مقصدِ اوّل) خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۰۴۳ھ میں زندہ کہا ہے[1] ــــ اس کتاب میں عبارتوں کے اندر اشعار کا اندراج بڑی خوبی کے ساتھ ہے اور طرزِ تحریر میں ہر جگہ ادبی شان ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ کی توجہات کے سلسلے میں لکھتے ہیں :-

سیّدی مُرشدی میر محمد نعمان سلّمہ اللہ فرمودند، صبیّہ نامرضعہ داشت بکرّات آن مرضعہ را دلالت بہ مریدیِ حضرت خواجہ کردیم۔ وے ابا نمود۔ تا روزے آن صبیّہ را بتقریبے بمحبوبِ آن مرضعہ بملازمتِ حضرت خواجہ فرستادیم۔ الیشان آن طفلِ شیرخوارہ را در کنارِ مبارک گرفتہ شفقتہا نمودند۔ آن طفل دستے بہ محاسنِ شریفِ الیشان بردہ موئے از لحیۂ مبارک بدستِ او بماند۔ فرمودند، طفلک سیر از ما یادگارے می گیرد و در حدودِ ہمان ایّام انتقال فرمودند و آن موے مبارک تا امروز بہ تبرّک و یادگار بماند ؎

مرا از زلفِ تو موے پسند است فضولی می کنم بوے پسند است

چون آن مرضعہ بخانہ مراجعت نمود ساعتے نہ رفتہ بود کہ آثارِ مستی و جذبات بر و پیچیدن گرفت و وے خود را بر آن نمی داشت تا آنکہ

---

[1] خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ کے بہت عزیز خلیفہ تھے۔ یکم صفر ۱۰۴۳ھ کو انتقال ہوا۔ دہلی میں اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو ۱۰۴۳ھ میں زندہ کہا ہے تو انھوں نے اس سال محرم میں ایسا لکھا ہوگا۔

Marfat.com

فریادے سخت بر آورد و بے ہوش بیفتاد واز پہلوے چپ او حرکتِ قلبی چنان غلبہ برد اشت کہ ہمہ یاران معاینہ می نمودند ۔ بعد از مدّتے بہوش آمد پرسیدہ شد کہ چہ بود وچہ دیدی ؟ گفت، ساعت بہ ساعت حضرت خواجہ بصورتِ مہیبِ عجیب نمودارِ نظر می شد تا آنکہ امرے مرا ازجان ربودہ ۔ دیگر نمی دانم کہ چہ شد جُز آنکہ دلِ خود را اللہ گو می یابم ۔ سیّدی گفتند، بحضرتِ خواجہ قدّس سرّہ حالِ او را عرض کردہ شد، تبسّم نمودند وتعلیم ذکرش فرمودند وآن صالحہ امروز درفیروزآباد ازنساء صاحبِ احوال است وآن صبیّۂ سیّدی کہ در خانۂ راقم است نیز ازیمنِ آن نظرِ خداوندِ عفت وحضور، چنان کہ حضرت ایشانِ ما او را بسرِ خلقگی بعض نساء ذاکرات مامور گردانیدہ اند ۔۔۔۔۔[1]

(۲) نسمات القدس من حدیقۃ الانس ۔ اس کتاب[2] کے شروع میں خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

"اگر توفیقِ خداوندی عزّ وشانہ شامل حال گردد احوالِ اکابرِ متأخرینِ این سلسلۂ شریفہ را بعد از روزگارِ رشحات (فخرالدین علی بن حسین الواعظ الکاشفیؒ) الیٰ یومنا ہٰذا بہ ہر شہر و دیار بودہ اند و رہنمائے طالبانِ حق بودہ اند بدان مقدار کہ از کتب و رسائلِ ایشان بیابد فراہم آوردہ

---

[1] زبدۃ المقامات (طبع لکھنؤ ۱۸۹۰ء) صفحہ ۱۸-۱۹

[2] اس کتاب کا مخطوطہ مدینہ منورہ کے مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے۔ زبدۃ المقامات کے شروع میں "سببِ تالیف" کے آخر میں ذکر ہے کہ پہلے حصّے میں انشاء اللہ سلسلۂ نقشبندیہ کے دیگر (اگلے) بزرگوں کے حالات جمع کروں گا۔ پھر صفحہ ۱۲ میں اس حصّے کا یہی نام یعنی نسمات القدس لکھا ہے۔

Marfat.com

کتابے مرتب گرداند"۔ پھر ورق ۴ میں لکھتے ہیں کہ :-

"این نسخہ گوئیا تکملہ ایست کتاب رشحات عین الحیٰوۃ را و مسابقہ ایست مر آن عسکرِ ذوالفتوحات را۔ نیّت و عزم مصمّم گردیدہ است کہ بمشیّت اللہ سبحانہ و کرمہ بعد از فراغِ این تسوید، احوالِ متأخرینِ دیگر سلاسل را رحمہم اللہ بشیوۂ اجمل و احسن، بقانونِ نفحات الانس (مولانا جامیؒ) فراہم آورد و آن را بہ صفحات الانوار من مقامات الاخیار مسمّی گرداند"۔

یعنی شیخ فخرالدین علی المشتہر بالمولیٰ الصفی بن مولانا حسین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی رشحات عین الحیٰوۃ کے تکملہ کے طور پر اور اُس میں جن بزرگوں کے حالات درج ہیں اُن کے بعد سے دیگر نقشبندی بزرگوں کے حالات اس دوسری کتاب نسمات القدس میں فراہم کیے جائیں گے اور دوسرے سلسلوں کے بزرگوں کے حالات ایک اور کتاب صفحات الانوار من مقامات الاخیار میں (حضرت جامیؒ کے انداز میں) لکھے جائیں گے۔ اب معلوم نہیں کہ مؤخرالذکر کتاب لکھی گئی یا نہیں۔

نسمات القدس (ورق ۴۸۔ الف) میں مولانا حسین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ اُن کی عمر آجکل جب کہ ۱۰۳۹ھ ہے اَسّی سال سے تجاوز کر چکی ہے اور ورق ۱۵۲۔ الف میں ۱۰۴۱ھ کے ذیل میں ہے کہ اس سال مولانا خواجگی قدّس سرّہ کے ایک مرید (عبدالعزیزؒ) کی وفات ہوئی ہے۔

کابل میں حضرت ضیاء المشائخ مولانا ابراہیم جان فاروقی مجدّدی مدظلہ (جو آجکل دشمن کی قید میں ہیں) کے کتب خانے میں خواجہ محمد ہاشم کِشمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتابیں موجود تھیں :- (۱) زبدۃ المقامات

Marfat.com

(۲) نسمات القدس (۳) تاریخ الانبیاء (۴) طرق الاصول فی شریعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۵) دُرّ الاسرار فی تحیّۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علاوہ آپ کے چار عریضے بھی تھے جو حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے نام تھے۔ خدا جانے یہ سب علمی سرمایہ اب کہاں ہے!

خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات میں ایک جگہ (صفحہ ۱۷۹) یہ بھی ارادہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت مجدّد قدّس سرّہ کے اجتہادات کلامیہ کو آپ کے مکتوبات اور رسائل میں سے اخذ کر کے ایک رسالے میں جمع کروں گا۔ اب اس رسالے کا بھی علم نہیں ہے۔ اگر آپ کی ان تمام تصانیف کے مطالعے کا موقع ملتا تو آپ کے سنینِ عمر کا صحیح اندازہ ہو سکتا تھا۔

ان کتابوں کے علاوہ آپ کا فارسی دیوان (انڈیا آفس لندن میں مخطوطہ نمبر ۲۸۹۸) بھی جس میں تمام اصنافِ سخن ہیں۔ قطعاتِ تاریخ بہت ہیں اور بہت اہم ہیں۔ برہان پور (سی۔پی) میں آپ کا مزار اقدس ہے۔ وہاں کے ایک آبشار کو دیکھ کر آپ کے دل پر اپنے پیر و مُرشد حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ کے فراق میں چوٹ لگی تو یہ قطعہ کہا:۔

اے آبشار نوحہ گر از بہرِ چیستی؟ چیں بر جبیں فگندہ زاندوہِ کیستی؟
آخر چہ دربود کہ چوں من تمام شب سر را بہ سنگ می زدی و می گریستی[1]

اللہ اللہ کیا عشق تھا!

---

[1] زبدۃ المقامات کا اردو ترجمہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے کیا ہے جو سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے۔ اُس کے مقدمے میں ڈاکٹر صاحب نے خواجہ محمد ہاشمؒ کے مفصّل حالات اور اُن کی شاعری کا جائزہ لیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ

آپ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ پندرہ سال کی عمر میں مُرید ہوئے اور سترہ[1] سال خدمت میں رہے۔ آپ نے شرحِ مواقف، تفسیرِ بیضاوی اور عضدی مع حاشیہ سید الشریفؒ حضرت مجدّد قدّس سرّہ سے پڑھیں اور مطوّل مع حاشیہ سید الشریفؒ شرحِ عقائد مع حاشیہ الخیالی، تحریر اقلیدس اور شرح المطالع مع حاشیہ سیّد علی، حضرت خواجہ محمد صادق سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں حضرات القدس کے دو[2] دفتر خاص طور پر مشہور ہیں۔ پہلے دفتر میں حمد و نعت کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل و کمالات ہیں۔ پھر نقشبندیہ بزرگواروں کے حالات حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہ و قدس اسرارہم تک بیان کیے ہیں۔ دوسرے دفتر میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ اور اُن کے صاحبزادوں اور خلفاء کے حالات ہیں۔ اور اس دفتر کے آخر میں خود اپنے حالات اور واردات تفصیل سے بیان کیے ہیں۔

آپ اپنی تصانیف کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اس حقیر مؤلّف نے قبلۂ حاجات (حضرت مجدّد قدس سرّہ) کی حیاتِ بابرکات کے زمانے میں آپ کے مقامات کا مسوّدہ تحریر کیا اور اس کا نام سیرِ احمدی رکھا۔ اُس کو آپ کی نظرِ کیمیا اثر میں پیش کیا۔ جب آپ

[1] اگر وہ سترہ سال حضرت مجدّد قدّس سرّہ کے آخری زمانے کے شمار کر لیے جائیں تو گویا ۱۰۱۷ھ میں آپ حاضرِ خدمت ہوئے اور اُس وقت آپ پندرہ[15] سال کے تھے۔ یعنی ۱۰۰۲ھ آپ کی ولادت کا سال تھا۔

اس واقعے تک پہنچے کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرّہ) کو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کا حکم دیا اور حضرت خواجہؒ نے استخارہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخِ درخت سے اُڑ کر حضرت خواجہؒ کے دستِ مبارک پر بیٹھ گئی۔ (الیٰ آخرالقصہ) ۔ فقیر نے اس جگہ طوطی کو طائرِ ہندی لکھ دیا تھا۔ حضرت مجدد قدس سرّہ نے اس کو کاٹ کر لفظ طوطی تحریر فرما دیا اور بطور مطائبہ فرمایا، الحمدللہ، تمھاری پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے۔ (یعنی تم اور بھی لکھوگے) ۔

آپ نے حضرات القدس کے دفتر دوم میں میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یہ بھی لکھا ہے کہ میری اس تالیف (حضرات القدس) کے باعث وہی ہیں۔

سیر احمدی کے متعلق (حضرات القدس۔ دفتر دوم۔ باب نہم) یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے مسوّدات چوری ہو گئے تھے تو دوبارہ ان کو لکھنا شروع کیا اور ان کا تاریخی نام درجات الابرار (سنہ ۱۰۴۳ھ) رکھا۔ لیکن اسی زمانے میں سرہند کے ایک کروری شیعہ حاکم (سید علی اکبر اردستانی) نے حالاتِ اولیاء پر ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی، مجبوراً آپ نے اپنا پہلا کام چھوڑ کر مجمع الاولیاء نام کی ایک کتاب قریب ڈیڑھ ہزار بزرگوں کے حالات پر مشتمل لکھی اور اس کا تاریخی نام منازلِ شیوخ (سنہ ۱۰۴۴ھ) رکھا۔ پھر اسی حاکم نے اس کتاب کی تصحیح کے لیے فرمائش کی تو یہ کام سنہ ۱۰۴۷ھ میں مکمل کیا۔ لیکن بعض بے دین طلبہ نے اس کتاب میں مشاجراتِ صحابہ رضؓ کو شامل کر کے اسے پایۂ اعتبار سے گرا دیا۔[1]

[1] انڈیا آفس لندن میں اس کا مخطوطہ نمبر ۲۴۵ ہے۔ اس کا عکس محترم ڈاکٹر محمد مسعود صاحب (پرنسپل۔ گورنمنٹ کالج ٹھٹہ) کے پاس ہے جس میں جگہ جگہ کاٹ پیٹ ہے اور مشاجراتِ صحابہؓ کا اضافہ ہے۔

Marfat.com

آپ نے پھر چاہا کہ اپنی کتاب (موجودہ حضرات القدس) پھر جاری رکھوں لیکن شہزادہ دارا شکوہ نے حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ کے مناقب پر بھی بہجۃ الاسرار کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کر دی، پھر اُسی نے ان مناقب کی دوسری کتاب روضۃ النواظر کا فارسی ترجمہ کرایا۔ پھر اُسی نے شیخ روزبہان بقلی کی تفسیر عرائس البیان کے ترجمے کی فرمائش کر دی۔ آپ نے اس تفسیر کا ایک چوتھائی حصہ ترجمہ کیا تھا کہ آپ پھر حضرات القدس کی طرف متوجہ ہو گئے اور ۱۰۵۸ھ کے بعد تک اس کی تالیف میں مصروف رہے[1]۔

آپ کی تصانیف میں روائح، سنوات الاتقیا، اور وصالِ احمدی بھی ہیں مؤخرالذکر کتاب میں حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے آخری ایام کے واقعات ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرّہ کے بالکل آخری الفاظ اس رسالے میں اس طرح درج ہیں:۔

وچون عارفِ ربانی حضرت محمد سعید سلمہ ربہ، سرعتِ نفسِ ایشان مطالعہ نمودند بہ اضطراب عرض نمودند کہ حضرت سلامت، طبیعتِ شما

---

[1] حضرات القدس دفتر اوّل کا ترجمہ حافظ محمد اشرف صاحب نے کیا ہے 1401ھ 1981ء میں سیالکوٹ سے شائع کیا ہے۔ دوسرے دفتر کا ترجمہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے کیا ہے جو سیالکوٹ سے ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء میں اور اسلام آباد سے ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا ہے۔ رسالہ وصالِ احمدی (مع اردو ترجمہ) حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے خلیفہ حضرت ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد اعزاز الدین رام پوری نے ۱۳۱۶ھ میں مراد آباد سے شائع کیا تھا۔ عرصے سے نایاب تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۳۸۸ھ 1968ء میں کراچی سے اسے دوبارہ شائع کیا۔ پھر سیالکوٹ سے بھی وہ شائع ہو گیا ہے۔

Marfat.com

چون است ؟ ۔ فرمودند کہ ما خوبیم ۔ ایشان گفتند ، حضرتؐ ، کدام خوبیت کہ شما را بہ این حال می بینم ۔ فرمودند کہ آن دو رکعت نماز (کہ کردیم) ما را کافی است ۔ و مولانا محمد ہاشم[1] خادم نقل کردہ کہ فرمودند "دو رکعت نماز کہ کردیم کافی است" ولفظ "آن" نہ فرمودند ۔ این آخرینِ تکلّم حضرت ایشان است ۔ و بہ ثبوت رسیدہ کہ آخرینِ تکلّم جمیع انبیاء (علیہم السلام) دربارۂ نماز بودہ ۔ ایشان گویا اتباعِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نمودند ۔ بعد از لحظہ جانِ گرامی از جسدِ شریفِ آنحضرت مفارقت نمود ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

حضرت بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہر جگہ سلیس ہے ۔ الّا یہ کہ مقدمات میں کچھ تکلّف ہے ۔ مثلاً حضرات القدس کے دفتر اوّل کا آغاز اس طرح کرتے ہیں :۔

حضرات القدس تنزّلات احدیتِ ذات را کہ رشحاتِ جودِ وجود بر ریاضِ عدمات بہ وساطتش فائز گردیدہ جہانِ ستائش وسپاس و نفحات الانس تعیّناتِ واحدیتِ صفات را کہ لمعاتِ نورِ ظہورِ آن بر شبستانِ عرصہ وہم وخیال بہ توسّطش درخشندہ ، گونان گون سپاسِ بے قیاس این سلسلۃ الذہب مراتبِ مقدسہ از وحدت سرائے غیب تا دارالخلافتِ شہادت ہمہ شایانِ محمدت وسزاوارِ منقبت است واین

---

[1] یہ مولانا محمد ہاشم بھی حضرت مجدّد قدس سرّہ کے سفر اور حضر میں ساتھ رہے تھے لیکن یہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ سے مختلف ہیں کیوں کہ وہ اس وقت برہان پور میں تھے ۔ (حضرت مجدّد قدّس سرّہ کے وصال کے سات ماہ قبل برہان پور چلے گئے تھے) ۔

Marfat.com

شجرۂ طیبہ بہ اصول و فرع آن ہمہ لائق شکر پردازی و مستحقِ ثنا گستری
وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ حاکی این مقام است و لہ الحمد فی
الاولیٰ وَالْآخرہ مُخبرِ این مرام چہ تسبیح و تحمید در ہر درجہ از درجات
کہ واقع شود و ادرجِ مدارج اصل الاصل است و تنزیہ و تقدیس
در ہر مرتبہ از مراتب کہ بہ وقوع آید عارجِ معارجِ فوق الفوق چرا
چنین نہ باشد کہ این عرصہ کائنات، عکسِ اسماء و صفات است و
این تشأ مو ہومات ظلل و شئونِ کمالات ذات حضراتِ انبیاء علیہم السلام
و اولیاء علیہم الرحمہ و سائر الممکنات مظاہر و مرائی و احدیت اند۔
و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہرِ اتم وحدت است و برزخ
بین الاحدیت و الواحدیت و واسطہ وصولِ فیوض از جناب احدیت
بمظاہرِ واحدیت و عارجِ معارجِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی صلی اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وَعَلَی الْاَنْبِیَاءِ اجمعین۔

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رح

آپ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) کے فرزندِ دوم ہیں۔ ۱۰۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۱۵ھ میں وصال ہوا۔

آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا اور اپنے تایا خواجہ محمد سعید قدس سرہ (م ۱۰۷۰ھ) سے علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ پھر اپنے والد بزرگوار رح سے علومِ باطنی کی تکمیل کر کے جلد ہی اعلیٰ مقامات و کمالات سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ نے دو مرتبہ حج کیا اور عرب کے علماء و صلحاء بھی آپ سے فیض یاب ہوئے۔

Marfat.com

آپ کے مکتوبات کے دو حصے (بہ اسمِ تاریخی) وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول[1] ۱۱۱۵ھ میں آپ کے خلیفہ مولانا عماد الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے تھے۔ ان مکتوبات کے ابتدائی چھ کا خطاب آپ کے والد بزرگوار سے ہے۔ پہلے مکتوب کے جواب میں حضرت والد بزرگوار نے فرمایا تھا:-

"الحمدللہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ آنچہ از اذواقِ علیہ ومواجیدِ سنیہ وشمولِ عنایات ومواہب کہ در مادۂ خود احساس نمودہ اند وسرفرازی یافتن بہ اسرارِ خلّت وملقّب شدن بہ القابِ بزرگ ... کہ بزرگانشتہ بودند وبوضوح پیوست وسببِ لذّتِ معنویہ گردید، علوِّ رتبۂ این اسرار چہ بیان نماید کہ از حیطۂ درکِ عقل وتصویرِ خیال بیرون است ...."

آپ کے دوسرے مکتوب کے جواب میں بھی آپ کے والد بزرگوار کس قدر بلند رائے رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"الحمدللہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ چہ نویسد از مطالعۂ رقعۂ شریفہ کہ مشتمل بر الہاماتِ عجیبہ والقابِ غریبہ وخطابات علیہ وتشریفات وتکریماتِ سنیہ کہ بہ آن ممتاز وسربلند شدہ اید، چہ قدر خوش وقت ومتلذّذ گردید ... وازمشاہدۂ انوار وبرکاتِ این شہر مبارک ومعائنہ نمودنِ فتحِ ابوابِ آسمان وابوابِ جنان بوضوح پیوست، امور یست کہ دیدۂ عقل وفکر در درکِ آن خیرہ ودر مرارت وتجربہ انوارِ الٰہی وتائیداتِ لامتناہی پے نتوان بُرد واحتیاج بہ تصدیقِ این حقیر نہ دارد ..."

---

[1] وسیلۃ القبول کے دونوں حصے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حیدر آباد سے ۱۹۶۳ء میں شائع کیے تھے۔

Marfat.com

بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ سے بیعت تھے لیکن حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بھائی خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۹۶ھ) سے بھی روحانی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۴ (دفتر اول) سے یہی بات واضح ہوتی ہے۔ پھر آپ کے کئی مکتوبات (نمبر ۱۹- ۲۰- ۲۸- ۲۹- ۳۱- ۳۲- ۳۷- ۷۱- ۹۱) سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے بادشاہ کی تربیت فرمائی تھی۔ مکتوب نمبر ۷۲ "بادشاہ زادی" یعنی زیب النساء کے نام ہے۔ بادشاہ کے مقربین میں قاضی شیخ الاسلام کے نام مکتوب ۲۴ ہے۔ شائستہ خان (مکتوب ۱۷- ۱۸) عاقل خان (مکتوب ۲۶)۔ سیف خان (مکتوب ۳۰)۔ بختاور خان (مکتوب ۶۹)۔ مکرّم خان (مکتوب ۲۵)۔ مصطفےٰ خان (مکتوب ۹۶-۹۸)۔ میرزا میرکِ گُرز بردار (مکتوب ۱۰) بھی مکتوب الیہم ہیں۔ ان مکتوبات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ان امراء کے معاملات اور حالات سے کس قدر تعلق رکھتے تھے۔

بادشاہ کے نام ایک طویل مکتوب (نمبر ۱۶) کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:-

قبلہ گاہا، رسالہ در تحقیقِ گناہانِ کبار و صغار یا ذکر و آداب و اخلاق زوائد عجالۃ الوقت بطریقِ اجمال و اختصار نوشتہ فرستادہ است و تفصیل و تتمیم آن را بروقتِ دیگر انداختہ امید کہ بمطالعہ خاطر در آید و قبول یابد۔ والسلام۔

قبلہ گاہا، مکتوب قطب محی الدین علیہ الرحمہ مطالعہ نمود و عبرت افزود و این مراتب معلوم است۔ اما توفیق بہ عطائے کریم است۔

Marfat.com

کسے را کہ مرگ در پیش است شصت و ہفتاد سال نزدِ او ہیچ است۔ اگر بالفرض ہزار ان سال عمر باید ۔ یک ساعت شمارد و جُز بندگی ہیچ نیارد مع ذالک درکمالِ انفعال و خجالت ماند و از و او را خواہد و از نعیم و جحیم ہیچ در نظر در نیارد ۔ بلکہ خود را فدائے مولا سازد و در راہِ او خویش را در بازد، این زمان بہ اعلیٰ مراتبِ عبودیت رود و بہ اقصائے منازلِ علّیین رود ۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی رسالہ گناہِ کبیرہ و صغیرہ اور ذکر و آداب و اخلاق وغیرہ سے متعلق بھی لکھا تھا اور بادشاہ کو بھیجا تھا اور حضرت محی الدین (عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوب کا بھی درمیان میں ذکر آیا تھا۔

حضرت شیخ محمد عبید اللہؒ مروّج الشریعہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدّس سرّہ کے فرزندِ سوم ہیں۔ ولادت ۲۱ر شعبان ۱۰۳۷ھ کو ہوئی۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ کو وصال ہوا۔ پورا نام اور کُنیت بہاء الدین ابو العبّاس محمد عبید اللہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک رمضان میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا تھا اور دینی علوم کی تکمیل اپنے والد بزرگوار قدس سرّہ سے کی تھی۔

جب آپ کے والد بزرگوار قدّس سرّہ نے ۱۰۶۸ھ میں حج کیا تو آپ بھی ساتھ تھے اور اُن کو جو عجیب و غریب واقعات اس مبارک سفر میں پیش آئے اور جو علوم و معارف وارد ہوئے ان سب کو آپ نے

Marfat.com

اہلِ عرب کے اصرار پر عربی زبان میں یواقیت الحرمین کے نام سے مرتب کیا۔[1]
افسوس کہ اب عربی متن نایاب ہے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے مکتوبات کا پہلا دفتر بھی جمع کیا تھا جس کے تاریخی نام "جمع کمالاتِ نبوّت" اور "درّۃ التاج" ہیں۔
۱۰۶۳ ۱۰۶۳

آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو آپ کے صاحبزادے تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۱ھ) نے جمع کیے تھے۔ اس مجموعے میں ۱۵۱ مکتوبات ہیں۔ تاریخی نام "خزینۃ المعارف"[2] ہے۔
۱۰۹۲

ان مکتوبات میں نو وہ ہیں جو بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام ہیں۔ دوسرے امراء کے نام بھی کئی مکتوبات ہیں۔ بادشاہ کے نام ایک مکتوب (نمبر ۱۳۰) کا اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے :-

الحمد للہ الحمید فعّال لما یرید والصلوٰۃ علی النبی المقرب الشہید وآلہ وصحبہ الذین کُلّ منہم ولی وسعید۔ فرمانِ عالی شان کہ از کمالِ کرم و احسان نامزدِ این کمترینِ دعاگویان گردید و بورودِ او سر بہ اوجِ عزّت وعظمت رسید۔ کلماتِ جامعہ وفوائد ماخوذہ از کتاب احیاء العلوم کہ از فرطِ کرم وصرف عنایت کہ بہ آن مخاطب ساختہ بودند

---

[1] بعد میں حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد شاکرؒ نے یواقیت الحرمین کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اس کا نام حسنات الحرمین رکھا۔ اس فارسی متن کا اردو ترجمہ حضرت مولانا شاہ زوار حسین علیہ الرحمہ نے انوارِ معصومیہ کراچی (سنہ ۱۹۸۰ء) میں شامل کیا۔

[2] یہ مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حضرت ضیاء المشائخ مدظلہ ابن حضرت نور المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کابل سے حاصل کرکے ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

رسیدہ بہ انواع افادہ فرمود دبر عیوبِ نفس و رذائلِ امارہ آگاہ گردانید وسببِ رقتِ دل وچشم گردید۔ اگر قائدِ توفیق امداد فرماید درین ایشان و اتباعِ آن کوششِ بلیغ نمودہ آید۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔

از کمالِ لطف، اشارہ بہ وصولِ این عاجز بحضورِ پُرنور فرمودہ بودند۔ قبلہ گاہا، بالفعل حرکتِ را بحرارت وگرد بسرفہ مُفراست۔ من بعد مشیّتِ الٰہی ہرچہ خواہد تقدیر فرمودہ بہ آن مامور خواہد گردید بعمل خواہد درآورد۔ والسلام .....

بادشاہ کے نام ان نو[1] مکتوبات میں سے عربی میں بھی کئی ہیں اور عربی و فارسی آمیز بھی ہیں۔ اسی طرح دوسرے امراء اور علماء کے نام بھی عربی یا فارسی میں ہیں۔ بھائیوں اور صاحبزادوں کے نام بھی اسی طرح عربی و فارسی آمیز مکتوبات ہیں۔ اور دوسرے اکابر کے مکتوبات کی طرح آپ کے مکتوبات میں بھی جگہ جگہ عربی اور فارسی کے اشعار پائے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ سیف الدین رح

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے پانچویں فرزند ہیں سنہ ۱۰۴۹ھ میں ولادت ہوئی اور سنہ ۱۰۹۶ھ میں وصال ہوا۔ آپ نے بھی چھوٹی عمر میں حفظ کرلیا تھا اور جلد ہی کتبِ متداولہ پڑھ لی تھیں۔

آپ کے مجموعۂ مکاتیب میں ۱۹۰ مکتوبات ہیں۔ شروع کے چار مکتوبات (۱-۲-۳-۴) آپ کے والد بزرگوار رح کے نام ہیں۔ ان میں سے تیسرے مکتوب میں بادشاہ اورنگ زیب کے احوال بھی ہیں۔ شیخ محمد باقر لاہوری رح کے نام جو

---

[1] یہ مکتوبات آپ کے صاحبزادے محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے تھے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے حیدرآباد سے شائع کیے ہیں۔

Marfat.com

مکتوبات (۱۴۲-۱۴۸) ہیں ان میں بھی بادشاہ کے احوال ہیں۔ بادشاہ کے نام اٹھارہ مکتوبات (۲۰-۲۱-۲۳-۲۶-۳۵-۳۹-۵۶-۵۷-۵۹-۶۰-۶۷-۷۲-۷۴-۷۶-۸۰-۱۶۱-۱۶۴-۱۶۵) ہیں۔ ان میں سے مکتوب نمبر ۳۵ میں بادشاہ کی چہیتی بڑی بہن (جو دارا شکوہ سے چھوٹی تھی) روشن آرا بیگم کے انتقال پر تعزیت بھی ہے۔ اس بیگم کے نام بھی گیارہ مکتوبات (۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۲۴-۳۴-۴۶-۶۲-۷۷) ہیں اور آخری مکتوب میں بیگم کے نئی حویلی میں منتقل ہونے کا ذکر ہے۔ بادشاہ کے بڑے بیٹے محمد معظم (م ۱۱۲۳ھ) کے نام مکتوبات نمبر ۵۲-۵۳-۵۶ ہیں اور دوسرے بیٹے محمد اعظم (م ۱۱۱۹ھ) کے نام ایک ہی مکتوب نمبر ۶۹ ہے۔ بلخ کے سلطان عبدالرحمٰن بن نذر محمد خان کے نام بھی ۱۵ مکتوبات (۲۹ سے ۳۳) تک ہیں۔

مغلیہ دربار کے امراء میں محتشم خان کے نام مکتوبات ۱۹-۱۰۸-۱۵۷-۱۵۸-۱۶۷ (کسی فتح کا ذکر ہے) اور ۱۸۴ ہیں۔ محتشم خان (خطاب) میر ابراہیم (پسر شیخ میر خوانی) کو ملا تھا جب وہ حج سے واپس (سال ہیجدم عالمگیری میں) آیا تھا اور ہزاری پانصدی منصب بھی ملا تھا۔ بیالیسویں سالِ جلوس میں اُسے پھر منصب دوہزاری ملا تھا۔ اُس کے بیٹے میر محمد خان کو بھی محتشم خان کا خطاب ملا تھا۔

مکرّم خان کے نام مکتوبات ۱۷-۱۹-۲۱ ہیں۔ اس کا نام مراد کام تھا جو میرزا مراد "التفات خان" (پسر رستم قندہاری) کا بیٹا تھا۔ یہ التفات خان وہی ہیں جن کا عقد عبدالرحیم خان خانان کی بیوہ صاحبزادی سے ہوا تھا۔ شاہجہانی عہد میں دہ ہزاری منصب ملا اور لکھنؤ پھر بیسوارہ کی فوجداری ملی اور ستائیسویں سالِ جلوس میں مکرّم خان کا خطاب ملا۔ پھر

Marfat.com

عہدِ عالمگیری کے دسویں سالِ جلوس میں میرزا مکرّم خان کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ شعر و شاعری سے بھی تعلق تھا۔ بختاور خان کے نام مکتوب نمبر ۶۶ ہے۔

ممتاز علماء میں شیخ محمد باقر لاہوریؒ (مصنفِ کحل الجواہر) کے نام مکتوبات ۲۵-۵۰- پھر ۱۱۸ سے ۱۴۸ تک اور ۱۸۷ ہیں۔ ان کے نام مکتوب ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ آپ حافظ محمد شریفؒ سے استفادہ کریں جو خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے خلیفہ تھے۔ ان مکتوبات میں سے نمبر ۱۸۷ میں حافظ صاحب کے انتقال کا ذکر ہے اور مکتوب نمبر ۱۴۲ میں "شرحِ احوالِ بادشاہِ دین پناہ و شاہزادہ محمد اعظم" ہے اور مکتوب ۱۴۸ میں "شرحِ احوالِ بادشاہِ دین پناہ" ہے۔ حافظ محمد محسن دہلویؒ (م سنہ ۱۱۴۷ھ) جو شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف میں سے تھے اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے خلیفہ تھے اُن کے نام مکتوبات ۱۷۰-۱۷۲-۱۷۹-۱۸۰ ہیں۔ مُلّا پایندہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے خلیفہ تھے اور مرصّع تصنیف مجمع البحرین اُن کی یادگار ہے اُن کے نام مکتوب نمبر ۵ ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے دوسرے خلفاء کے نام بھی مکتوبات ہیں یعنی خواجہ عبداللہ کولابیؒ (۱۵۴)۔ حاجی محمد یوسفؒ (۱۴۹ تا ۱۵۳)، خواجہ محمد شریف بخاریؒ (۹۶ تا ۱۰۷۔ پھر ۱۱۱ تا ۱۱۶ پھر ۱۶۸ تا ۱۷۲)۔ مکتوب نمبر ۱۰۵ میں محمد شریف بخاری کولابیؒ کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت ہے۔ صوفی سعداللہ کابلی کے نام مکتوبات ۸۳۔ ۸۴ ہیں۔ مکتوب ۸۳ میں "ذکرِ دخولِ بادشاہِ دین پناہ درین طریقہ"۔ میر محمد ابراہیمؒ بن میر محمد نعمانؒ اکبر آبادی حج سے واپسی پر حدودِ یمن میں سنہ ۱۰۷۱ھ میں فوت ہوئے تھے اُن کے نام مکتوبات ۱۴-۱۵-۱۶-۲۸-۳۶ ہیں۔ شریفِ مکّہ

Marfat.com

کے نام ایک مکتوب ۱۱۷ ہے۔ محمد بن سلیمان المکیؒ (۱۹) ۔ مخدوم زادہ محمد حسین (۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵) ۔ میر عبداللہ (۱۸)۔ شیخ عطاء اللہ سورتی (۱۳) ۔ حاجی اسد اللہ وزیر آبادی (۵۱) ۔ مُلّا محمد جان (۵۴)۔ مُلّا محمد امین حافظ آبادی (۸۱-۱۸۸) ۔ مُلّا محمد محسن سیالکوٹی (۸۵) ۔ شیخ محمد تھانیسری (۸۸)۔ بایزید سہارنپوری (۹۰ تا ۹۵) ۔ نور محمد بنگالی (۱۰۹-۱۱۰) ۔ مُلّا ابوالقاسم کابلی (۱۵۹-۱۶۰) ۔ اخوند مُلّا شاہ مراد (۱۶۶)۔ سندھ کے مخدوم محمد آدم تتویؒ (م ۱۰۶۶ھ) کے نام مکتوب ۱۵۶-۱۶۶ ہے۔ حافظ عبدالرؤف تتویؒ کے نام ۱۷۸۔ مُلّا نجم الدین سلطان پوری (۲۸۲) اور محمد حامد لاہوری (۸۳) کے نام مکتوبات ہیں۔ گویا بادشاہ، بادشاہ زادے، امراء، رؤسا اور علماء سبھی آپ سے مستفیض تھے۔ بادشاہ کے نام کئی مکتوبات عربی میں بھی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ بادشاہ نے بھی عربی میں مکتوبات لکھے ہوں گے۔

سندھ کے مخدوم محمد آدم علیہ الرحمہ کے نام جو مکتوب (۱۶۶) ہے اُس میں اُن کے احباب شیخ انس، سید فتح محمد، ابوالحسن، تازکی اور شیخ عنایت اللہ کا ذکر بھی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ سب آپ سے مستفیض ہوئے ہوں گے۔

مکتوب ۸۳ میں جو صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ہے بادشاہ کے داخلِ سلسلہ ہونے کا اس طرح ذکر ہے :-

لہ الحمد علیٰ نعمائہٖ ۔ کمالات دستگاہ معارف آگاہ صوفی سعد اللہ بہ اعلیٰ مراتب کمال و تکمیل برسند۔ مختفی نہ ماند کہ بادشاہ بہ دخولِ طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متأثر گشت۔ سہ[۳] صحبت با حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) داشت۔ چون شاہجہان وفات یافت بہ جہتِ ضرور متوجہ اکبر آباد گشت۔ دیگر از ہجومِ اہلِ طلب کہ مانندِ مور و ملخ غلو دارند

Marfat.com

چہ نویسد کہ از حیطۂ نوشتن خارج است .....

خواجہ محمد باقر لاہوریؒ

خواجہ محمد باقر بن شرف الدین الہ الحسینی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے خلیفہ تھے۔ مکتوباتِ معصومیہ میں آپ کے نام جو مکتوبات ہیں وہ یہ ہیں :-

دفتر دوم میں ۴۷-۱۴۱

دفتر سوم میں ۱۱-۱۰۰-۱۰۱-۱۲۸-۱۵۰-۱۵۷-۱۹۴-۲۱۸-

-۲۴۹-

لیکن دفتر اوّل میں آپ کے نام کوئی مکتوب نہیں ہے اور وہ دفتر ۱۰۶۳ھ میں مرتّب ہوا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ اس کے بعد آپ کا تعلّق اپنے شیخ بزرگوار قدّس سرّہ سے ہوا ہوگا۔ جو مکتوبات دفتر دوم اور دفتر سوم ہیں اُن کے مطالعے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کیا کیا روحانی مدارج حاصل کیے تھے۔

آپ کی دو کتابیں دستیاب ہیں۔ (۱) کنز الہدایت۔ یہ کتاب مشربِ طریقۂ نقشبندیہ مجدّدیہ سے متعلق بہت اہم ہے[1] کیوں کہ اس میں آپ نے مکتوباتِ امام ربّانی قدّس سرّہ، رسالہ مبدأ و معاد اور مکتوباتِ معصومیہ میں سے تمام معلومات کو یکجا کر دیا ہے گویا سلوکِ مجدّدیہ پر قدیم ترین اور مستند ترین کتاب ہے۔ اس کے مضامین یہ ہیں :-

(۱) مرشد اور مسترشد کے لیے شرائط۔

---

[1] یہ کتاب حکیم عبد المجید احمد سیفی صاحب نے ۱۳۷۶ھ میں لاہور سے شائع کی تھی۔

Marfat.com

(۲) طریقہ نقشبندیہ سب سے اقرب ہے۔

(۳) اگر تاثر کم ہو تو نقصانِ استعداد نہیں۔ کسی پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

(۴) رابطہ شیخ سے وصول الی اللہ ہوتا ہے۔

(۵) اپنے شیخ کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا چاہیے

(۶) ذکرِ قلبی

(۷) یہ راہ سات قدم ہے

(۸) نفی و اثبات

(۹) رابطہ اور وقوف عددی

(۱۰) فنا قلبی

(۱۱) رجوع و عدمِ رجوع

(۱۲) فنا قلبی اور تجلّیِ فعلی

(۱۳) عدمیت و فنائے نفس

(۱۴) فنائے نفس میں تفاوتِ اقدام

(۱۵) فنائے نفس کی تکمیل

(۱۶) فنا و عدم

(۱۷) مراتبِ ظلال

(۱۸) ولایتِ صغریٰ

(۱۹) ولایتِ کبریٰ

(۲۰) حضرت مجدّد قدّس سرہ اور نسبتِ نقشبندیہ

(۲۱) ولایتِ علیا

(۲۲) ارتقاء لطائف اور شرطِ ولایت

Marfat.com

(۲۳) کمالاتِ نبوّت

(۲۴) کمالاتِ نبوّت کے لیے استعداد

(۲۵) یہ کمالات، مراتبِ صعود میں ہیں

(۲۶) ان کمالات کا معاملہ

(۲۷) مجدّدِ الف کا بیان

(۲۸) ترقی محض فضل پر ہے

(۲۹) حقیقتِ کعبۂ ربّانی

(۳۰) حقائق ثلٰثہ

(۳۱) حقیقتِ قرآن مجید

(۳۲) حقیقتِ صلوٰۃ

(۳۳) معبودیتِ صرفہ

(۳۴) مرتبۂ نزول

(۳۵) تعیّن اوّل

(۳۶) تعیّن وجودی

(۳۷) تعیّنِ حُبّی

(۳۸) تعیّن درحق جلّ و علا

(۳۹) قطع منازل ومراتبِ نزول

(۴۰) فضائل رجوع بخلق

آخر میں حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ کے خصائص بھی بیان کیے ہیں۔
ان تمام مضامین سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس طرح اور کس کے قلم سے جمع ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اس کتاب میں جگہ جگہ "من مکاتیب شیخی و امامی قدّسنا اللہ تعالیٰ بسرّ السّاعی" لکھا ہوا ہے۔ گویا حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ (م ۱۰۷۹ھ) کے وصال کے بعد کتاب کی تدوین ہوئی ہے۔

خواجہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب کُحل الجواہر ہے جو حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مختصر اور جامع حالات پر مشتمل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ہی نظر سے گزرا ہے جو لاہور سے شائع ہوا تھا اور اس میں سالِ طباعت بھی درج نہیں ہے

صوفی پائندہ محمد رح

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدّت تک حضرتؒ کی خدمت میں رہے۔ آپؒ سے بکثرت خوارق ظہور میں آئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ زرد کاغذ منہ میں ڈال کر روپیہ بنا دیتے تھے اور غریبوں کو تقسیم کیا کرتے تھے اسی لیے آپ کو پائندہ طلا کہا جاتا تھا[1]۔

آپ کا ایک رسالہ مجمع البحرین صنعتِ توشیح میں ہے جس میں ہر سطر کے ہر پہلے حرف کو جمع کیا جائے تو حضرات نقشبندیہ (رحمہم اللہ) کے نام بن جائیں گے اور اگر ہر سطر کے ہر آخر حرف کو جمع کر لیا جائے تو حضرات قادریہ (رحمہم اللہ) کے نام بن جاتے ہیں۔ رسالے میں دونوں سلسلوں کی خصوصی اصطلاحات اور نظریات ہیں اور آخر میں آپ کی ایک ایسی نظم بھی ہے جس میں ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف کے جمع کرنے سے یہ مصرع بن جاتا ہے :-

ع شاہِ شاں محمدؐ عربی ست[2]

---

[1] روضۃ القیومیہ۔ رکن دوم۔ صفحہ ۲۳۹۔

[2] اس رسالے کی نقل مولانا حشمت علی خان صاحب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

رسالے کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا اے آنکہ داری مہر روئے بیا بشنو زجاناں گفتگوئے

کلامِ چند از عینِ معانی نشانیہا ز اسرارِ نہانی

حدیثِ دلبران چون قامتِ یار بدل نزدیک و دور از فہم اغیار

امّا بعد۔ بر نقشبندانِ طریقِ تحقیق و جریدہ روانِ بادیۂ تفرید و دلدادگانِ سلسلۂ محبّت و آزادگان از قیدِ دنیا و آخرت مستور نباید کہ چون این فقیر یعنی احقر العباد الی اللہ الواحد الاحد پایندہ محمد ثبتہ اللہ عنّی نہج الصّدق والیقین فی العمل والاعتقاد فی الدین در سلک ارادۃِ اکابرِ نقشبندیہ قدس اللہ ارواحہم داخل شد و کسبِ فیوض و برکات اوّل از اکابرِ این سلسلۂ علیہ نصیبِ او گردید۔ ثانیاً از خدمتِ زبدۃ العارفین و قطب المحقّقین میاں محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اخذ نمودہ، ایشان از کمالِ مہربانی فرمودند کہ طلّاب را در طریقۂ نقشبندیہ و قادریہ مشغول خواہی یافت .....

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفی پایندہ محمد علیہ الرحمہ نے پہلے تو اکابرِ نقشبندیہ (یعنی حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ وغیرہ) سے کسبِ فیض کیا تھا، بعد میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ سے طریقۂ نقشبندیہ اور قادریہ دونوں کے لیے خلافت حاصل کی تھی۔ لیکن بعد میں جہاں سے صنعتِ توشیح والی عبارت شروع ہوتی ہے اُس سے

(گذشتہ سے پیوستہ) (المتوفی ۱۹۸۴ء) نے رام پور کے شاہی کتب خانے سے حاصل کر کے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان کو عنایت فرمائی اور انھوں نے ۱۹۶۵ء میں یہ رسالہ شائع کیا۔

Marfat.com

یہ الفاظ بنتے ہیں :-

شجرۂ طیبہ نقشبندیہ میاں محمد نقشبند مشہور بمیاں خواجہ، میاں محمد معصوم رح، میاں شیخ احمد رح، محمد باقی رح ..... [1]

اور اسی عبارت کی سطروں کے آخری حروف سے یہ عبارت بنتی ہے:-

"شجرۂ طیبہ قادریہ میاں محمد عبید اللہ مشہور بمیاں حضرت، میاں محمد معصوم رح، میاں شیخ احمد رح، شاہ گدا رح، شاہ اسکندر رح، شاہ کمال رح، شاہ فضیل رح، سید الگدا (رحمٰن ثانی)، سید شمس الدین رح سید گدا ے رحمٰن رح (اوّل) شمس الدین رح (صحرائی)، سید عقیل رح، سید بہاء الدین رح، عبد الوہاب رح، شاہ شرف الدین رح، سید عبد الرزاق رح، شاہ عبد القادر رح، (جیلانی) .....

یہاں شجرۂ نقشبندیہ میں میاں محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (عرف میاں خواجہ) ابن حضرت محمد معصوم قدس سرہ کا نام بھی لیا گیا ہے یعنی صوفی پاینده محمد رح نے حضرت میاں محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۴ھ) سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ اسی طرح شجرۂ قادریہ میں حضرت محمد عبید اللہ رح "مروّج الشریعہ" رحمۃ اللہ علیہ (عرف میاں حضرت سلام ۱۰۸۳ھ) سے استفادہ کیا تھا۔ مذکورۂ بالا شجرۂ قادریہ سے اس سلسلے کے بزرگوں کے صحیح نام بھی معلوم ہو جاتے ہیں جو بعض کتابوں میں مشکوک ہیں۔

یہاں پاینده محمد رح کے رسالے کی نظم جو بالکل آخر میں ہے، نقل کی جاتی ہے۔ یہ نظم نعت میں ہے :-

---

[1] حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات صوفی پاینده محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام صرف تیسرے دفتر میں (۱۹-۷۲-۱۰۸-۲۰۲-۲۱۲) ہیں یعنی ان کا زمانہ مؤخر ہوگا۔

Marfat.com

شکر کہ از صدقِ دلِ بادہ نوش — شد سرِ من خاکِ رہِ میکدہ فروش
از اثرِ صدق بود دائما — آئنۂ دل بہ صفا آشنا
ہر کہ کند صدق بدل جائگاہ — ہست رُخش آئنۂ مہر و ماہ
شکر شکر از نفسِ صدقِ جوش — شد قدحِ شربتِ ہر زہر نوش
اے شدہ مستغرقِ دارِ فنا — آ ردمے روے بملکِ بقا
ہست ترا گر ہوسِ قطعِ راہ — ہادیِ وارستۂ کامل بخواہ
آنکہ بود واقفِ اسرارِ ما — از ہمہ سویت بکند آشنا
نقش کنی صورتِ ما گر بجان — نیک ببینی بدو نیکِ جہاں
محرمِ دل گردی و لوح و قلم — مہر صفت نور فزایند ہم
حق نگری در ہمۂ حسن و قبح — حسن فروشی بکنی، ہمچو صبح
مہرِ تو در زند جہانے تمام — مدحِ تو در زند بہر صبح و شام
دیدہ بہ تحقیق کس ار وا کند — در دو جہاں عیش سرا علا کند
عارفِ حق باشد و روشن چو شمع — علم و دل و جان بکند جملہ جمع
راہبرِ عالم خیر البشرؐ — راہ نمایش شود از خیر و شر
بے شک و بے شبہہ ز راہِ صواب — باہمہ مقصود شود کام یاب
یک رہ اگر ترکِ ہوا ہا کنی — یار ببینی و تماشا کنی
سرِّ لقایں ہست ترا گر ہوس — سر بکش از راہِ طلب یک نفس
ترکِ گنہ گرچہ بغایت کواست — ترکِ خودی بر کہ کند مرد اوست

یہ نظم (نعت) بھی صنعتِ توشیح میں ہے یعنی ہر شعر کے ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف سے یہ مصرع بن جاتا ہے :-

ع شاہِ شاہان محمدؐ عربی ست

Marfat.com

نثر اور نظم دونوں میں صنعتِ توشیح کا تلازمہ ایک ندرت بھی ہے اور صاحبِ کلام کے کمال کی علامت بھی ہے۔

حضرت خواجہ عبدالاحد وحدتؒ "شاہ گل"

آپ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ (م ۱۰۷۰ھ) کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی بکثرت تصانیف ہیں :-

(۱) لطائف مدنیہ۔ (۲) حاشیہ بر بعضے اقوالِ تفسیرِ بیضاوی (۳) سلسلۃ الجواہر در شرحِ چہل حدیث (۴) خزائن المودّہ (۵) منشور الدّرر فی فضائل السّور (۶) صحائفِ تسعہ (۷) برہانِ جلی (۸) بدایع الشرایع (۹) جنّاتِ ثمانیہ (۱۰) جنود اللہ۔ (۱۱) سبیل الرشاد (۱۲) اسرار الجمعہ (۱۳) رسالہ منع سبّابہ (۱۴) شرحِ رباعیاتِ حضرت خواجہ بزرگ (۱۵) شواہد التجدید (۱۶) خیر الکلام (۱۷) مناجاتِ کبیر (۱۸) مناجاتِ صغیر (۱۹) قصصِ برحق (۲۰) نشر العطر (۲۱) فیضِ عام (۲۲) شرحِ کلمۂ تحلیل (۲۳) شرحِ کلمہ تسبیح (۲۴) شرحِ کلماتِ قدسی آیاتِ مکاتیب مجددی (۲۵) اسرار الفقر (۲۶) چہار چمن (۲۷) رسالہ در شرحِ بیتِ مشہورِ مثنویِ معنوی ؎

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود　　این سخن کے باورِ مردم شود

ان کتابوں کے علاوہ آپ کے مکتوبات "گلشنِ وحدت"[1] کے نام سے ہیں جو

---

[1] حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت کے مکتوبات "گلشنِ وحدت" (سنہ ۱۹۶۶ء) اور اُن کی کتاب سبیل الرشاد (سنہ ۱۹۷۷ء) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے شائع کی ہیں۔ گلشنِ وحدت کے مقدمے میں مولانا عبداللہ جان فاروقی صاحب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

آپ کے خلیفہ شیخ محمد مراد کشمیری[1] رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیے تھے۔ اس مجموعے کے مکتوب نمبر ۲۵ میں اسرار الفقر، نواقض الروافض اور تصنیف شریف نام کی آپ کی تصانیف کا ذکر آتا ہے۔ یہ مکتوبات زیادہ تر شیخ محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام ہیں۔ یعنی دوسرے مکتوبات بھی ہوں گے جن کا اب علم نہیں ہے۔ مکتوب ۹ میں شیخ محمد مرادؒ کو نقشبندیہ خلافت اور مکتوب ۲۲ میں قادریہ خلافت کی بھی بشارت دی گئی ہے۔ مکتوب ۱۹ میں اُن کے بھائی شیخ محمد یوسف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اجازت کی بشارت ہے۔ مکتوب ۲۰ میں اُن کے والد کا نام شیخ محمد طاہرؒ آتا ہے۔ شیخ محمد مرادؒ کے فرزند عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مکتوب نمبر ۱۰۷ میں بشارت ہے اور ان کے نام مکتوبات ۸۲۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲ ہیں۔ دوسرے فرزند

(گذشتہ سے پیوستہ) نے اورنگ زیب وغیرہ سلاطین کے بعض مکتوبات کا اقتباس بھی دیا ہے۔ گلشنِ وحدت کے آخر میں "تعلیقات" کے ذیل میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے لکھا ہے کہ حضرت وحدت المعروف "شاہ گل" کے شاگرد حضرت سعد اللہ گلشن تھے۔ اُن کے شاگرد عندلیب (اور ولی گجراتی بھی) اور عندلیب کے صاحبزادے خواجہ میر درد اور میر اثر سب ایک ہی سلسلے کے تھے اور ولی گجراتی کے پیر علی رضا تھے جو ۱۱۴۳ھ میں فوت ہوئے اور وہ حضرت وحدت کے بڑے بھائی علامہ فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ رم ۱۱۱۸ھ) کے صاحبزادے تھے۔ حضرت وحدت کی ایک مرصع نثر والی کتاب چمن، مولانا ابراہیم جان سرہندی کے پاس سامارو (سندھ) میں ہے۔

[1] شیخ مراد کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور تصنیفات کے لیے محمد اقبال مجددی صاحب کا مضمون رسالہ نورِ اسلام (اولیائے نقشبند نمبر۔ حصہ دوم۔ شہر قیدو شریف) میں دیکھیں۔

محمد ولی کے نام بھی مکتوب ۷۹ - ۱۰۳ ہیں ۔ مکتوب ۱۶ میں شیخؒ کے کسی بھائی کے انتقال پر تعزیت ہے. مکتوب ۱۴ میں حضرت وحدتؒ کے تیسرے صاحبزادے محمد جوادؒ کی شادی کا ذکر ہے اور اسی میں حضرت رحمۃ اللہ کی والدہ ماجدہ کی علالت بھی مذکور ہے ۔ پھر مکتوب ۳۹ میں اُن کی وفات مذکور ہے ۔ مکتوب ۵۵ میں حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے ۔ مکتوب ۷۴ میں حضرت محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا ذکر ہے ۔ پھر مکتوب ۸۷ میں اُن کے وصال کا ذکر ہے اور قطعۂ تاریخ بھی ہے ۔ مکتوب ۶۴ میں حضرت وحدتؒ کے حج پر روانگی کا ذکر ہے اور یہ مکتوب انھوں نے اکبر آباد (آگرہ) سے بھیجا تھا ۔ ۱۱۰۹ھ میں آپ نے حج کیا تھا اور واپسی پر مخ کی بندرگاہ سے مکتوب ۶۵ بھیجا تھا ۔ مکتوبات ۶۶ - ۷۶ میں اسی حج کا ذکر ہے ۔

سیاسی اعتبار سے جن شخصیتوں کا ذکر اہم کہا جاسکتا ہے اُن میں شہزادی زیب النساء بنت اورنگ زیبؒ ہیں ۔ اُن کے نام مکتوبات ۴۴ - ۴۷ ہیں ۔ یہ مکتوبات حضرت وحدتؒ نے حج (۱۱۰۹ھ) کے بعد لکھے تھے جب کہ شہزادی کی عمر ۶۱ سال کی ہو چکی تھی ۔ شاہ فرخ سیر (۱۱۲۴ھ - ۱۱۳۱ھ) کے نام مکتوب ۱۰۶ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ نقشبندی سلوک طے کر رہا تھا ۔ سیف خان بن تربیت خان بخشی کے نام مکتوب ۵۰ ہے ۔ وہ شاہجہان اور اورنگ زیب کے عہد میں پہلے کشمیر، پھر الہ آباد کا صوبہ دار تھا ۔ پہلے وہ رند مشرب اور فنِ موسیقی کا ماہر تھا بلکہ اس فن پر اُس نے ایک رسالہ راگ درپن لکھا تھا ۔ شاعر بھی تھا اور ناصر علی سرہندی کو اس سے بڑی محبت تھی ۔ انھوں نے اس کے متعلق کہا ہے :-

Marfat.com

گفت وگوے طوطی از آئینہ می خیزد علی — گر نباشد سیف خان مار النفس در کار نیست

حضرت وحدت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جمعہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ کو ہوا۔
خواجہ محمد اعظم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا :-

کرد رحلت قطب ارشاد آنکہ بود — در رہِ حق عارفان را مستند
از نسیم فیض نشگفتہ گلے — ہمچو او در باغ وحدت سرسبد
منبعِ اسرارِ ذاتِ لم یلد — مطلعِ انوارِ اللہ الصمد
از عنایاتِ ازل ذاتش سعید — باکمالِ فضلِ معصومِ ابد
زور قم اعظم بسالِ وصلِ او — ہادیِ دین بود شیخ عبدالاحد

۱۱۲۶ھ

حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت رحمۃ اللہ علیہ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔ اُن کے مکتوبات میں اُن کے اشعار جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ مکتوب ۵۶ میں ایک منظوم مناجات ہے :-

خداوندا، بزخمِ سینہ شان — بموے از جنونِ دل پریشان
بہ شورِ انداختہ دیوانۂ چند — بہ خرمن سوختہ پروانۂ چند
بہ آہِ بے گمان و نالۂ شب — بہ صبحِ صادقان و بانگ یارب
کہ این گم کردہ را راہ بنمای — گدا را رہ بہ گنجِ شاہ بنمای
مسِ قلبم ز عشقت کیمیا کن — بروسکہ نزدِ اغِ بے دوا کن
ز سودائے سرش افسر عطا کن — ز اشکِ لعل گون گوہر عطا کن
سرِ این ذرہ را از مہر برساز — سرکارش بکن از سر خدا ساز
دلش را نغمہ بازِ عشق گردان — زبان مضرابِ سازِ عشق گردان
دو چشم از لختِ دل گوہر فشان کن — مرا فارغ زیادِ بحر و کان کن

چو پروانہ درین دیرم بگردان — بہ فانوسِ خیالم دل مسوزان
دلے خواہم زعشقت حیرت انگیز — چو اخگر از شرر پیمانہ لبریز
توئی کز آئینہ صورت نمائی — بروے دل درِ عرفان کشائی
تو گنجانی درونِ غنچہ صد رنگ — گذاری گنج وحدت در دلِ تنگ
کہ آرد جز تو اے نقاش بے رنگ — ز شاخِ خشک نے گلہای آہنگ

مکتوب ۸۵ میں آپ نے لکھا ہے :-

اے عزیز، تا کس از ہستیِ خود صاف و پاک بیرون بر نیاید بہ حقیقتِ این معاملہ پے نبرد و از گردابِ بُعد بہ ساحلِ قُرب سر بر نہ آرد۔ بہ بیانِ این ماجرا بہ طریقِ تمثیل درین چند بیت آوردہ شدہ است۔

ابیات :-

کس از خود چون الف بیروں نہد پا — خدا گردد خدا گردد ہویدا
حلول و اتحاد آن جا نہ دانی — کہ آن الحاد باشد نزدِ دانا
کجا چون را بہ بیچون راہ باشد — تعالی اللہ تعالی اللہ تعالیٰ
درین جا اے جوان شرّ لیت غامض — بیا تا سر کنم زان سرّ افشا
ولے در پردہ گویم رازِ پنہان — بہ انگشتِ کنایت سازم ایما
الف از نقطہ این جا الف بنمود — وگرنہ در حقیقت ہست یکتا
تعدّد در نقط باشد وگرنہ — الف را اندر آنجا نیست ماوا ....

(سترہ اشعار اور ہیں)۔

فارسی شعراء کے تذکروں میں بھی آپ کا کلام ملتا ہے۔ ہندرابن داس خوش گو کے سفینۂ خوشگو (دفتر ثالث) میں آپ کے اشعار درج ہیں۔

چند یہ ہیں :-..

Marfat.com

نشانِ فقر رسا از فنا یافتہ ایم — دو قدم بیش بود رہ زکفن تا کفنے
جلوہ گاہِ شمعِ رویش دوشِ این کاشانہ بود — پردہ ہای دیدہ فانوس و نگہ پروانہ بود
ہر کہ چون فوارہ در یادِ قدِ جانان فتاد — پائے تا سر گریہ گشت و آبرو برباد داد

آپ نے رباعیاں بھی کہی ہیں۔ ایک رباعی ملاحظہ ہو :-

آن تیغ کہ زندگی ازو در خلل ست — آتش فگنِ خرمنِ طولِ امل ست
ہم تشنۂ خونِ خلق و ہم موجِ بلاست — ہم دستِ قضا و ہم زبانِ اجل ست

شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رم ۱۱۷۶ھ کے والد تھے۔ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھا اور دس سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی ابو رضا محمد علیہ الرحمہ (م ۱۱۰۱ھ) سے صرف و نحو، ادب، کلام، اصول، اور معقول وغیرہ علوم کی تکمیل کی۔ بارہ[۱۲] سال کی عمر میں مرزا محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۱ھ) سے آگرہ جاکر حدیث و فقہ کی تکمیل کی۔ مرزا ہرویؒ چونکہ صاحبِ اخلاقِ جلالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۸ھ) کے سلسلۂ تلمذ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے آپ کو بھی اخلاقیات سے شغف تھا۔ عقلِ معاد کی طرح عقلِ معاش اور آدابِ معاملہ پر خاص نظر رکھتے تھے۔ قرآن پاک کا متن بھی تحقیق اور تفہیم سے پڑھتے پڑھاتے تھے۔

شاہ صاحب جب دس سال کے تھے تو حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی علیہ الرحمہ سے دہلی میں اسمِ ذات کے مراقبے کی تلقین حاصل ہوئی تھی بارہ[۱۲] تیرہ[۱۳] سال کے تھے تو خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام سے بھی یہی تلقین ملی تھی۔ حضرت خواجہ خورد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ابنِ حضرت خواجہ باقی باللہ

Marfat.com

قدس سرّہ سے بھی آپ مستفیض ہوئے لیکن پھر اُنھی کے فرمانے پر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حافظ قاری سیّد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ اپنے رسالۂ رحیمیہ[1] (ارشاد) میں (صفحہ ۱۴) میں لکھتے ہیں :-

"در آن ایّام کہ اورنگ زیبؒ در اکبر آباد بود پیش میرزا زاہد ہروی، محتسبِ لشکر، تحصیل می کردم۔ بہ این تقریب ہمراہِ والدِ خود (وجیہ الدین) بہ اکبر آباد رفتم و سیّد عبد اللہ بہ سببِ مرافقت (عمِّ خود) سیّد عبد الرحمٰن، ہمانجا بودند۔ در آن محل ایشان را عارضۂ مرضے پیش آمد و بر رحمتِ حق پیوستند"۔

گویا بالکل ابتدائی زمانے میں (غالباً ۱۰۱۸ھ کے قریب) سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ اس لیے آپ حضرت خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ وہ توکّل میں شدّت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے ہم سبق شیخ حامد نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں کسی تنخواہ پر آپ کو شریک کرنا چاہا تو خلیفہ ابو القاسم علیہ الرحمہ نے سخت مخالفت کر کے روک دیا، حالانکہ آپ کی والدہ ماجدہ حمایت فرما رہی تھیں۔ آپ نے تصوّف سے متعلق رسالۂ رحیمیہ کے شروع ہی میں نقشبندی سلسلے میں خود کو سیّد حافظ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجاز کہا ہے۔ اور پورا شجرۂ نقشبندیہ (بالتفصیل) فصلِ اوّل میں بیان کیا ہے۔ فصل دوم میں اس

---

[1] یہ رسالہ مع اردو ترجمہ سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے سیّد ظہیر الدین (عرف سیّد احمد) نے شائع کیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۹ء میں حیدر آباد سے شائع کیا۔ رسالے میں ڈاکٹر صاحب نے جو مقدمہ لکھا ہے اُسی سے مذکورۂ بالا معلومات ہم پہنچائی گئی ہیں۔

Marfat.com

سلسلے کے طریقۂ سلوک و وصول کی تشریح کی ہے۔ ذکر، توجہ، مراقبہ، حبسِ دم، رابطہ وغیرہ کی وضاحت ہے۔ پھر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحات بیان کی ہیں۔ آخر میں توجہ اور صحبت پر بحث ہے اور اُن کے فوائد لکھے ہیں۔

آپ نے بھی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا بیان فرمائے ہیں :- ..... "اے فرزندِ من، بعلم و ادب و تقویٰ در جمیع احوال برتو باد کہ تتبع آثارِ سلف کنی و ملازمِ سنّت و جماعت باشی و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیانِ جاہل ہپرہیزی۔ ہمیشہ نماز بہ جماعت گذاری بشرط آنکہ امام و مؤذن نہ باشی۔ ہرگز طلبِ شہرت مکن کہ شہرت آفت است۔ و بمنصبے مقیّد مشو۔ دائم گمنام باش و در قبالہا نامِ خود منویس و بحکمۂ قضا حاضر مشو و ضمانِ کسے مباش و بہ وصایای مردم درمیا و با ملوک و ابنائے ملوک صحبت دار و خانقاہ بنا مکن و در خانقاہ منشین و سماع بسیار مکن کہ سماع نفانی پدید آرد و دل را بمیراند۔ و بر سماع انکار مکن کہ سماع را اصحابِ سماع بسیار راند، کم گو، و کم خور دو کم خسپ ... (فصل سوم)۔

یہ رسالہ اس طرح ختم ہوتا ہے :-

ومنقول است از خواجہ محمد یحییٰؒ پسر حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدّس اللہ تعالیٰ سرّہما کہ ارباب تصرف بر انواع اند۔ بعضے ماذون و مختار کہ بہ اذنِ حق سبحانہ و تعالیٰ و بہ اختیارِ خود ہر گاہ کہ خواہند تصرف کنند و او را بمقامِ فنا و بے خودی رسانند و بعضے دیگر آن چنان اند کہ گاہ گاہ صفتے و حالتے بر ایشان غالب شود و در غلبۂ آن حال در باطنِ مُریدان تصرف کنند و از حالِ خود ایشان را متأثر سازند۔ پس کسے کہ نہ مختار

Marfat.com

بود و نہ ماذون و نہ مغلوب، از وِ چشم تصرّف نباید داشت۔

ارشادِ رحیمیہ کے علاوہ آپ کے مکتوبات "انفاسِ رحیمیہ"[1] کے نام سے آپ کے دوسرے صاحبزادے اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیے تھے۔ یہ چند مکتوبات آپ کے مُریدین اور معتقدین کے نام ہیں۔ شروع میں اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فاضلانہ مقدمہ ہے جو سلوک سے متعلق ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

آپ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں قرآن پاک پڑھا اور سات سال کی عمر سے نماز روزہ شروع کیا۔ فارسی کی تعلیم مکمل کر کے دس سال کی عمر میں علمِ نحو پر شرح ملّا جامیؒ پڑھی۔ صرف و نحو کی تحصیل کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں علومِ متداولہ کی تکمیل کر لی بلکہ حکمت، طب، ہندسہ اور حساب وغیرہ کی بھی بعض کتابیں پڑھ لیں۔ علمِ حدیث، تفسیر، علمِ فقہ، منطق، علمِ کلام، تصوف و سلوک، علم الحقائق، خواصِ اسماء و آیات، علمِ معانی وغیرہ سب بہت جلد حاصل کر لیا۔ والد صاحب سے علوم باطنی کی تکمیل کر کے اُن کے انتقال ۱۱۳۱ھ کے بعد مسندِ ارشاد پر متمکّن ہوئے۔ ۱۱۴۳ھ کے اواخر میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ مدینہ منوّرہ میں شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کُردی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ حدیث حاصل کی۔ مکّہ معظمہ میں بھی کئی فضلاء سے مستفیض ہوئے اور بڑے بڑے مشائخؒ کی صحبت اٹھائی اور ۱۱۴۵ھ میں واپس دہلی پہنچے۔

آپ جب واپس آئے تو ملک میں بڑی بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔

---

[1] انفاسِ رحیمیہ ۱۳۳۳ھ میں دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

سادات بارہہ کا تسلّط ، فرّخ سیر کا اُن کے ہاتھوں بے کسی کے عالم میں مرنا ، مرہٹوں کی بغاوت ؛ سکھوں کا خونی فتنہ ، نادرشاہ کی یلغار اور دہلی میں قتلِ عام ، پھر احمدشاہ ابدالی کی آمد ، روہیلوں کا ہندوستان کی سیاست میں دخل ، ایرانی و تُرکی امراء کی باہمی کشمکش ، مغربی اقوام کا مُلکی سیاست میں بتدریج داخل ہونا ، یہ تمام واقعات آپ کے سامنے رونما ہوئے ۔ ایسی بدامنی کے زمانے میں اخلاقی برائیاں بھی عام ہوگئی تھیں ۔ اسلامی شعائر و آداب اٹھ چکے تھے اور معاشرہ بالکل تباہ ہوگیا ۔[1]

قومی اور ملکی اصلاح کے لیے شاہ صاحب نے احمدشاہ ابدالی کو مکتوبات لکھ کر[2] ہندوستان بُلایا ، لیکن وہ باغیوں کا سر کُچلنے کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکا ۔ آپ نے پھر طریقۂ تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی اور قرآن و حدیث کے ترجمے کی طرف توجہ فرمائی ۔ خود بھی فارسی میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور اُن کے صاحبزادوں نے اردو میں ترجمے کیے اور آپ کے خاندان نے پھر بیش بہا دینی خدمات انجام دیں ۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (۲) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (۳) فتح الخبیر بمالا بدّ من حفظہ فی علم التفسیر ۔ (۴) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء ۔ (۵) المسوّی من المؤطّا (۶) المصفّٰی شرح مؤطّا ۔

---

[1] رسالہ الفرقان (بریلی) کا "شاہ ولی اللہ نمبر" (دوسرا ایڈیشن ۱۳۶۰ھ) اس تفصیل کے لیے دیکھیں ۔

[2] دیکھیں "شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" از پروفیسر خلیق احمد نظامی ۔ علی گڑھ ۱۹۵۰ء ۔

Marfat.com

(۷) شرحِ تراجم ابوابِ صحیح البخاری (۸) حجۃ اللہ البالغہ (۹) البدور البازغہ (۱۰) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (۱۱) التفہیمات الالٰہیہ (۱۲) الخیر الکثیر (۱۳) فیوض الحرمین (۱۴) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (۱۵) عقد الجید فی بیان احکام الاجتہاد و التقلید (۱۶) البلاغ المبین (۱۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین (۱۸) انسان العین فی مشائخ الحرمین (۱۹) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین (۲۰) انفاس العارفین (۲۱) القول الجمیل (۲۲) الطاف القدس (۲۳) ہمعات (۲۴) سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون (۲۵) مکتوبات مع مناقب امام بخاریؒ و ابن تیمیہؒ (۲۶) مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلثہ (۲۷) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف (۲۸) المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیہ (۲۹) چہل حدیث (۳۰) اطیب النغم ان کے علاوہ لمعات، سطعات، المسلسلات وغیرہ بہت سی کتابیں عربی و فارسی میں ہیں اور بعض کے صرف نام ہی تذکروں میں ملتے ہیں۔

فارسی ترجمۂ قرآن پاک کے بعد حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء بڑی خصوصیات کی حامل ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ کے متعلق ایک جگہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے خوب فرمایا ہے کہ "شاہ صاحب کی یہ مایۂ ناز تصنیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن معجزات میں سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے اُمتیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور جن سے اپنے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز، نمایاں ہوا اور اللہ کی حجت تمام ہوئی" حقیقت یہ ہے کہ یہ آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جو تمام عالمِ اسلام میں مشہور و مقبول ہے۔ اس کی

Marfat.com

تصنیف میں آپ نے مابعد الطبیعی مسائل سے ابتدا کی ہے اور فلسفۂ اسلام کو ایک مرتب شکل میں پیش کیا ہے۔ قدرت کے قانونِ مکافات کو فلسفیانہ انداز سے بیان کیا ہے اور ارتفاقات کے تحت اقتصادیات اور سیاسیات پر بحث کی ہے۔ پھر اخلاقیات کا موضوع ہے اور نظامِ شریعت کے اسرار و حکم بیان کیے ہیں اور معاصی و آثام پر تفصیلی بحث ہے۔ پھر تاریخِ مذاہب پر تبصرہ کرکے تشریع اور قانون سازی کے متعلق نہایت مفید نکات بیان کیے ہیں۔ آخر میں آپ نے حدیث سے استنباط کا صحیح طریقہ بتایا ہے اور فقہ سے متعلق بہت سی بیش قیمت معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کتاب کے دوسرے حصے میں فقہی طرز پر ابواب ہیں اور شریعت کے جملہ احکام پر مفصّل تبصرہ ہے۔ ساتھ ہی ایسا اندازِ بیان ہے کہ پڑھنے والے کو بصیرت حاصل ہوتی ہے اور اس کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں۔[1]

تصوّف میں شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کیا تھا لیکن فیوض الحرمین (صفحہ ۴۴) میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں :-

---

[1] مولانا عبید اللہ سندھی (رسالہ الفرقان۔ شاہ ولی اللہ نمبر۔ صفحہ ۲۵۸) لکھتے ہیں کہ (حجۃ اللہ البالغہ میں) شاہ صاحب مباحثِ ارتفاقات میں حکمتِ عملی کا مفصل ذکر کرکے تمام احادیث کو انھی ابواب پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ پھر خاص موقع پر حدیث کے ذیل میں حکمتِ عملی کا کوئی نکتہ ذکر کر دیتے ہیں۔ شاہ صاحب کی تمام کتابیں، عبادات کے چار ابتدائی ارکان کے بعد حکمتِ عملی کے ابواب پر مرتب ہیں..... اُن کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کو اچھا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے نوعی خواص اس میں کاملاً پائے جاتے ہیں....."

Marfat.com

سلکنی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وربانی بید ہ فانا
اولیسیہ وتلمیذ ہ بلاواسطۃ بینی وبینہ

(مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود سلوک کا راستہ طے کرایا اور اپنے دستِ مبارک سے میری تربیت فرمائی، اس لیے میں آپ کا اویسی ہوں اور بلاواسطہ شاگرد بھی ہوں)۔

یہی وجہ ہو گی کہ آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نیابت اور پیروی میں ہر طبقے کی اصلاح فرمانے کی کوشش کی۔ التفہیمات الالٰہیہ میں جہاں سلاطین، امراء اور علماء کو خطاب ہے، مشائخ زادوں کو بھی اس طرح خطاب فرماتے ہیں :-

اے وہ لوگو جو اپنے آباو اجداد کے رسوم کو بغیر کسی حق کے پکڑے ہوئے ہو، یعنی گزرے ہوئے بزرگانِ دین کی اولاد ہو، میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ٹکڑوں ٹکڑوں اور ٹولیوں ٹولیوں میں آپ لوگ تقسیم ہو گئے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی منڈلی میں اپنے اپنے راگ الاپ رہا ہے اور جس طریقے کو اللہ نے اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعے سے نازل فرمایا تھا اور محض اپنے لطف وکرم سے جس راہ کی طرف ہدایت فرمائی تھی اُسے چھوڑ کر آپ میں سے ہر ایک، الگ پیشوا بن بیٹھا ہے.... ....خبردار، خبردار، ہرگز اُس کی پیروی نہ کرنا جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو.....

تصوّف سے مقصد صرف یہ ہے کہ آدمی کو احسان کا مقام حاصل ہو جائے۔ لوگو، دیکھو، کیا تمہارے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد میں کوئی عبرت نہیں ہے؟ :-

Marfat.com

إِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔

غرض کہ آپ نے غلط کار صوفیہ کو چونکانے کی کوشش کی اور مختلف پیرایوں سے آپ نے صحیح اسلامی تصوّف کو پیش کیا۔ حتیٰ کہ جن چیزوں کا تعلق تصوّف سے برائے نام تھا، مثلاً جھاڑ پھونک وغیرہ، اُس کے متعلق بھی آپ نے مستقل کتابیں تالیف فرمائیں۔ القول الجمیل اور حزب البحر کی شرح وغیرہ اسی سلسلے کی چیزیں ہیں۔ اس طرح آپ نے مُلّا اور صوفی کے باہمی اختلافات کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی [1]

آپ نے لطائف ثلٰثہ (عقل، قلب اور نفس) کے علاوہ لطیفہ جوارح کا بھی ذکر کیا ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی [2] لکھتے ہیں کہ "لطائف ثلٰثہ دو رُخ رکھتے ہیں۔ ایک جوارح کی طرف جس کی تکمیل کا نام شریعت ہے۔ دوسرا رُخ اپنے منبع کی طرف ہے جس کی تکمیل تصوّف، طریقت اور فلسفہ کہلائے گی۔ ہر انسان ایک ہی جبلّت لے کر نہیں آتا۔ بعض چیزیں ایک شخص کو شروع زندگی میں سمجھ میں آجاتی ہیں مگر دوسرے کو کافی زمانہ گزر جانے کے بعد اُن کا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان اپنی انانیت کا مصداق بدن کو سمجھے اور اُس کا فہم لطیفہ جوارح سے آگے نہ بڑھ سکے، جیسے عامۃ النّاس کی حالت ہے اور دوسرا انسان جو ذکی ہے وہ اپنے افعالِ جوارح کو عقل، اخلاق اور طبیعت کے اقتضاؤں میں تقسیم کر لیتا ہے، وہ انسانیت کے لیے ایک مرکزیت پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح شریعت

---

[1] دیکھیں مولانا مناظر احسن گیلانی کا مضمون رسالہ الفرقان۔ شاہ ولی اللہ نمبر۔ صفحہ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔

Marfat.com

اور طریقت دو چیزیں نہیں ہوں گی بلکہ ایک چیز کے دو رُخ ہوں گے۔[1]
طرح حیات کی وحدت بھی قائم رہے گی اور انسانیت میں اختلافِ مدارج
بھی معقول رہے گا۔ (الطاف القدس میں یہی بحث ہے)۔[1]

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے بیٹے شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ[2] تھے لیکن اُن کی شہرت نہ ہو سکی اور اُن سے چھوٹے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ ہی کو سب سے بڑا بیٹا سمجھا جانے لگا۔

شاہ عبدالعزیزؒ ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ کو پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک شروع کیا۔ پھر صرف و نحو کے ابتدائی رسائل پڑھے۔ گیارہ سال کی عمر میں معقولات اور تاریخ و جغرافیہ پڑھ کر اپنے والد صاحب کے درس میں شریک ہو گئے۔ مولانا محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد امین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بعض کتابیں پڑھیں۔ خواجہ میر درد (م ۱۱۹۹ھ) سے اُردو زبان و ادب (بطور فن کے) بھی حاصل کیا۔

پندرہ برس کی عمر میں مدرسہ رحیمیہ میں اپنے والد بزرگوار کی نگرانی میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔ اور جلد ہی آپ کے علم و فضل کا شہرہ ہر گلی کوچے میں پھیل گیا۔ ۱۱۷۶ھ میں والد صاحب کے انتقال کے بعد علوم ظاہری و باطنی کی مسند نشینی حاصل ہوئی اور بکثرت علماء، فضلاء اور صلحاء آپ سے مستفیض ہوئے۔

آپ کی تصنیفات اور تالیفات یہ ہیں :-

---

[1] رسالہ الفرقان (ایضاً) صفحہ ۳۲۹-۳۳۰

[2] شاہ ولی اللہؒ اور ان کا خاندان۔ (محمود احمد برکاتی۔ ۱۹۷۶ء) صفحہ ۱۴۴

Marfat.com

تفسیر فتح العزیز (تفسیرِ عزیزی)۔ تحفۂ اثنا عشریہ۔ بستان المحدثین۔ مجالۂ نافعہ۔ سرّ الشہادتین۔ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس۔ میزان العقائد۔ فتاویٰ عزیزی۔ ملفوظات۔ رسائلِ خمسہ۔ تقریرِ دلپذیر فی شرح عدیم النظیر۔ ہدایت المؤمنین وغیرہ۔ بعض کتابوں کے حواشی اور شروح بھی آپ کی یادگار ہیں۔ عربی شاعری کے کئی نمونے بھی ملتے ہیں۔ مؤمن نے آپ کے انتقال (یک شنبہ، شوال ۱۲۳۹ھ) پر جو قطعۂ تاریخ لکھا تھا اُس کا تاریخی شعر یہ ہے :-

دستِ بیدادِ اجل سے بے سر و پا ہو گئے فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل[1]

۹ ۳۰ ۲ ۱ ھ

یعنی دوسرے مصرع کے الفاظ کا ہر پہلا اور تیسرا حرف دور کرنے سے تاریخ بن جاتی ہے۔

آپ کے رقعات فتاویٰ عزیزی میں بھی درج ہیں۔ ایک رقعہ جو وفات سے ایک سال قبل کا ہے فتاویٰ کی جلد اوّل میں اس طرح ہے :-

خان صاحب عالی مراتب، مجمع خوبیہا و الطاف، قدر دانِ علماء سلامت۔ از فقیر عبد العزیز بعد سلام مسنون، مشہودِ ضمیر ذکا تخمیر باد کہ عنایت نامۂ سامی بارِ دیگر در مقدمۂ استفسارِ مرثیہ خوانی وغیرہ وصول نمودہ، مہربانِ من، فقیر را طاقتِ استماعِ عبارتِ طویلہ نیست، چہ جائے

---

[1] شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں ایک جگہ لکھا ہے کہ "ترتیبِ منعکسہ در رحلتِ برادران واقع شد۔ یعنی اوّل مولوی عبد الغنی کہ خورد ترین ہمہ بودند، بعد ازاں مولوی عبد القادر، ازوشان بعد مولوی رفیع الدین، کلان سال ازوشان من ہستم"

جوابِ مفصّل و آنچه مرحوم بود که مولوی رشید الدین خان و یا مولوی محمد اسحٰق را باید گفت که ایشان بتحریرِ جواب پردازند، این هر دو صاحبان بسیار قلیل الفرصت اند و بسببِ درس و دیگر امور اصلا یک دم فرصت نه دارند۔ معهذا بتدریج این هر دو صاحبان را خواهد گفت لیکن بالفعل آنچه معمولِ این فقیر است می نویسد از همین جا قیاس باید کرد۔ در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شوند، مجلسِ ذکرِ وفات شریف و مجلسِ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ۔ اول که مردم روزِ عاشورا را بایک دو روز پیش ازین، قریب چہار صد کس یا پنج صد کس بلکه هزار فراهم می آیند و درود می خوانند۔ بعد ازان که فقیر می آید می نشیند، ذکرِ فضائلِ حسنین رضی اللہ عنہما که در حدیث شریف وارد شده در بیان می آید و آنچه در احادیث، اخبارِ شہادتِ این بزرگان و تفصیلِ بعضے حالات و بد مآلیِ قاتلانِ ایشان وارد شده، نیز مذکور می شود باین تقریب بعضے شدائد که در جنابِ ایشان گذشته از روے احادیثِ معتبره بیان کرده می شود۔ درین ضمن بعضے مرثیه ها که از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم شنیده اند نیز مذکور می شود۔ خوابهاے متوحش که حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم دیده اند و دلالت بر فرطِ حزن و اندوہ روحِ مبارکِ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم می کنند مذکور می گردد۔ بعد ازان ختم قرآن مجید و پنج آیت خوانده بر ما حضر فاتحه نموده می آید و درین بین اگر شخصے خوش الحان سلام می خواند یا مرثیه مشروع این اتفاق می شود ظاہر است که درین بین اکثر حضارِ مجلس را و این فقیر را هم رقّت و بکا لاحق می شود۔ این است قدرے که بعمل می آید۔

Marfat.com

پس اگر این چیزہا نزدِ نیتر بہمین وضع کہ مذکور شد جائز نمی بود اقدام بران اصلا نمی کرد و بعد ازین آنچہ امورِ دیگر نامشروع است حاجتِ بیان نمی دارد۔ بجز توفیقِ حسنات چہ برنگارد۔ والسلام سنہ ۱۲۳۸ ہجری۔[1]

نقشبندی سلوک طے کرانے کے سلسلے میں آپ جس طرح توجہ دیتے تھے اُس کا ذکر آپ کے نواسے مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کیا ہے :-

"شاہ عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر ہلکی بارش کی طرح ہوتی ہے اور حضرت سیّد صاحب (سید احمد بریلویؒ) کی مثال لوہے کی پھکنی سے دینی چاہیے جو کہ فوّارے کی طرح قلب پر پڑتی ہے"۔[2]

شاہ رفیع الدین محدّث دہلویؒ

آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ سنہ ۱۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۱۷۹ھ میں تمام علومِ متداولہ سے فارغ ہوئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور آخر وقت تک (سنہ ۱۲۳۳ھ) منقولات اور معقولات کی تعلیم دیتے رہے۔ ریاضیات میں اپنے وقت کے بے مثل فاضل تھے۔ قرآن پاک کا اردو ترجمہ سنہ ۱۲۰۳ھ کے قریب سب سے پہلے آپ ہی نے کیا تھا۔ اردو میں آپ نے رسالہ راہِ نجات بھی لکھا تھا۔ آپ کی دیگر تصانیف یہ ہیں :-

حملۃ العرش۔ آثار القیامت۔ تنبیہ الغافلین۔ رسالہ سمتِ قبلہ۔ تعدیلات المخمسہ المتحریہ۔ مجموعہ فتاویٰ (فارسی)۔ تکمیل الاذہان۔ مقدمۃ

---

[1] فتاویٰ عزیزی (دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ) جلد اوّل۔ صفحہ ۱۰۴-۱۰۵۔

[2] نقش حیات از مولانا حسین احمد مدنیؒ (دہلی سنہ ۱۹۵۴ء)۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۹

Marfat.com

العلم ۔ دمغ الباطل ۔ رسالہ فی اثبات شق القمر و ابطال براہین الحکمہ ۔
رسالہ فی تحقیق الالوان ۔ رسالہ فی المنطق ۔ رسالہ فی التاریخ ۔
اسرار المحبّت وغیرہ[1] ۔

ز نظم میں قصیدۂ عینیہ در ردِّ قصیدۂ شیخ الرئیس ۔ قصیدۂ معراجیہ۔
تخمیس بر قصیدۂ شاہ ولی اللہ (در بیانِ حقیقتِ نفس) ۔ آپ کا ایک رسالہ
بیعت سے متعلق بھی ہے جس میں اس کی کئی اقسام بتائی ہیں ۔ آغاز اس طرح
ہوتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ گوید بندۂ مسکین محمد رفیع الدین ، بیعت کہ پیشِ
صوفیہ معتبر و مقبول است چہار قسم یافتہ می شود و ہر قسم را شروط علیحدہ
است و ثمرات دیگر ۔ بیعتِ وسیلت و بیعتِ شریعت و بیعتِ طریقت
و بیعتِ حقیقت ۔ و سوائے این ، آنچہ برائے تحصیلِ مال و جاہ یا برائے
تحصیلِ حاجاتِ دنیوی از مُرشد باشد فی الحقیقت اعتبارے نہ دارد
بمضمون ۔ مَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ
اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَأَۃٍ
یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ ۔

ز اما بیعت وسیلت ۔ پس حقیقتش آنکہ رب العزّت را جلّ شانہٗ باہر
ز یکے از ائمۂ طرق بشارتہا و وعدہ ہای برّ و احسان است ۔ ۔ ۔ ۔

یہ رسالہ کل آٹھ صفحات کا ہے جو سواتی صاحب نے اپنے حواشی

---

[1] تصانیف کی یہ فہرست سر سیّد احمد خان کے "تذکرۂ خانوادۂ ولی اللہی" میں ملتی ہے ۔

Marfat.com

کے ساتھ (دہلی سے) شائع کیا تھا۔

آپ نے قرآن پاک کا جو ترجمہ کیا ہے اُس میں اردو محاورے کی پروا نہیں کی اور پوری احتیاط کے ساتھ قرآنی الفاظ کو اُردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ سورۃ الانعام (۱۳۱ - ۱۳۵) کا ترجمہ اس طرح ہے :-

اے جماعت جنّوں کی اور آدمیوں کی، کیا نہ آئے تھے پاس تمھارے پیغمبر تمھیں میں سے، بیان کرتے تھے اوپر تمھارے نشانیاں میری، اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اُس دن تمھاری کی سے، یہ کہا کہ انھوں نے گواہی دی ہم نے اوپر جانوں اپنی کے، اور فریب دیا تھا اُن کو زندگانی دنیا کی نے، اور گواہی دی اُنھوں نے اوپر جانوں اپنی کے، یہ کہ تھے وہ کافر۔ یہ اس واسطے نہیں ہے کہ پروردگار تیرا ہلاک کرنے والا بستیوں کا ساتھ ظلم کے، اور لوگ اس کے غافل ہوں اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں اُس چیز سے کہ کیا ہے اُنھوں نے اور نہیں پروردگار تیرا غافل اُس چیز سے کہ کرتے ہیں اور پروردگار تیرا بے پرواہے، مہربانی والا۔ اگر چاہے لے جاوے تم کو اور جگہ پر بٹھا دے پیچھے تمھارے جس کو چاہے، جیسا کہ پیدا کی تم کو قوم اور (دوسری) سے، تحقیق، جو کچھ وعدہ دیے جاتے ہو تم، البتہ آنے والا ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے .....

آپ کس قدر محتاط تھے کہ ترجمے میں کسی طرح کی کمی بیشی نہ ہونے پائے، خواہ اردو کے محاورے کے خلاف اس ترجمے میں الفاظ کی ترتیب بھی قائم رہے یا نہ رہے۔

Marfat.com

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ

آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے بیٹے تھے۔ دہلی میں سنہ ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، پھر اپنے ماموں محمد شاہ عاشق رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بھائیوں سے تکمیل کی۔ پھر درس و تدریس مشغلہ رہا۔ مسجد اکبر آبادی میں پڑھاتے تھے اور وہیں رہتے بھی تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ میں بہت تبحر رکھتے تھے۔ شاہ عبدالعدلؒ سے بیعت تھے[1]۔ قرآن، حدیث اور فقہ کے درس سے جو وقت بچتا تھا وہ ذکر و فکر میں گزارتے تھے۔ آپ کا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ میں ہوا۔

عام مسلمانوں کے لیے آپ کا بہت بڑا کارنامہ قرآن پاک کا اردو ترجمہ ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :-

" شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بہت مقبول و مشہور ہوا۔ اور اب تک بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ ٹھیٹ اردو میں ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کے لیے ہندی یا اردو

---

[1] شاہ عبدالعدل رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا ذکر محمود احمد برکاتی صاحب نے "شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان" (صفحہ ۱۶۴) میں کیا ہے۔ اور محمد عالم شاہ فریدی صاحب نے "مزارات اولیائے دہلی" (جید برقی پریس دہلی سنہ ۱۳۴۶ھ) کے صفحہ ۱۳ میں خواجہ محمد ناصر سے بھی بیعت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اگر وہ خواجہ محمد ناصر عندلیب (خواجہ میر درد اور خواجہ اثر کے والد) تھے تو یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ ان کا انتقال سنہ ۱۱۷۲ھ میں ہوا تھا جب کہ شاہ عبدالقادرؒ پانچ سال کے تھے۔

Marfat.com

کے ایسے برجستہ اور برمحل الفاظ ڈھونڈ نکالے ہیں کہ اُن سے بہتر ملنا ممکن نہیں"[1]

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمے کے شروع میں "سببِ تالیف" اس طرح بیان کیا ہے :-

..... کلام پاک خدائے تعالیٰ کا عربی زبان میں ہے ہندوستانیوں کو اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے، اِس واسطے اِس بندے عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شیخ ولی اللہ، عبدالرحیم صاحب کے بیٹے، سب حدیثیں جاننے والے، ہندوستان کے رہنے والے نے فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں، اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن شریف کے معنی لکھے۔ الحمدللہ کہ یہ آرزو بارہ سو پانچ ہجری میں حاصل ہوئی ..... اور اس کتاب کا نام موضح قرآن ہے۔ یہی اس کی صفت ہے اور یہی اس کی تاریخ ہے"۔

پھر سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر اس طرح بیان فرمائی ہے۔

"شروع اس کتاب کا اللہ صاحب کے نام سے ہے جو اللہ صاحب بہت مہربان، مہربانی کرنے والا ہے۔ الحمدللہ رب العٰلمین۔ سب تعریفیں اور بڑائیاں خاصی سے خاصی اور ستھری سے ستھری، اول سے آخر تلک جو ہوتی ہیں تمام خدائے تعالیٰ کو لائق ہیں جو پیدا کرنے والا اور پالنے والا سب طرح کی ساری خلقت کا ہے جو الرحمٰن الرحیم بہت مہربان اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ ملک یوم الدین ۝ بادشاہ ہے مختار انصاف کے دن کا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین، تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم دل اور جان سے، سب کو چھوڑ کر اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم سب سے

---

[1] قدیم اردو (انجمن ترقی اردو۔ کراچی سنہ ۱۹۶۱ء) صفحہ ۱۳۱۔

Marfat.com

منہ موڑ کر ....."

آپ نے اس ترجمہ و تفسیر میں جن تفسیروں کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہیں:-
(۱) تفسیر حسینی (مُلّا حسین واعظ کاشفی م سنہ ۹۱۰ھ) (۲) تفسیر ماوردی (ابوالحسن علی بن حبیب شافعی، م سنہ ۴۵۰ھ) (۳) تفسیر زاد المسیر (ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی م سنہ ۵۹۷ھ) (۴) تفسیر معالم التنزیل (ابو محمد حسین بن مسعود م سنہ ۵۱۶ھ) (۵) تفسیر سلمی یا حقائق (ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری م سنہ ۴۱۲ھ) (۶) تبیان (شیخ ابوالیمن احمد بن اسمٰعیل طالقانی م سنہ ۵۹۰ھ : اسی نام کی شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف ابن قیم جوزیہ م سنہ ۷۵۱ھ کی بھی ہے)۔ (۷) تفسیر لباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن (شیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی م سنہ ۷۱۵ھ) (۸) تفسیر الفتوحات الالٰہیہ (شیخ سلیمان جمل م سنہ ۱۱۹۶ھ)۔ وسیط التفسیر الوسیط از ابوالحسین علی بن احمد بن محمد بن علی بن متویہ الواحدی (م سنہ ۴۶۸ھ)۔ دمیاطی از شرف الدین ابومحمد عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی (م سنہ ۷۰۵ھ)۔ تفسیر عین المعانی از مجدالدین احمد بن محمد (یا محمد بن احمد) سجاوندی (م سنہ ۵۶۰ھ)۔ وغیرہ۔ اور کشف الاسرار (اصولِ فقہ) از ابوالبرکات حافظ الدین نسفی۔ بحرالرائق شرح کنز الدقائق (فقہ) از علامہ ابن نجیم مصری (م سنہ ۹۷۰ھ) بھی حوالے میں آتی ہیں ـــــ آپ کے ایک رسالہ حقیقت الصلوٰۃ یا تقریر الصلوٰۃ کا ذکر بھی بعض کتابوں میں آیا ہے[1]

---

[1] محمد اسمٰعیل پانی پتی نے مکتوباتِ سرسید (لاہور سنہ ۱۹۵۹ء) صفحہ ۳۲۶ میں اس کا نام حقیقۃ الصلوٰۃ لکھا ہے لیکن محمود احمد برکاتی نے مذکورۂ بالا کتاب کے صفحہ ۱۶۵ میں اس کا نام تقریر الصلوٰۃ لکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

حضرت خواجہ سیف الدین مجددی قدس سرہ

م ۱۰۹۶ھ کے بعد اولیاے نقشبندیہ میں حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۵ھ) بہت بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے خلیفہ اور جانشین حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات تمام عالمِ اسلامی میں (حضرت شاہ غلام علیؒ اور حضرت خالد کُردیؒ کے توسط سے) پھیل گئے۔ آپ ۱۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ کو آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ۱۰ محرم کو آپ کا انتقال ہوا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں :-

"شریعت اور طریقت کے راستے اور کتاب و سنّت کی پیروی میں اس قدر ثابت قدم ہیں کہ اس وقت بلاد مذکورہ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ شاید مرحومین میں بھی نہ ملے۔ بلکہ زمانے کے ہر حصّے میں ایسے عزیز الوجود لوگ کم ہوتے ہیں۔ اِس عہد کا تو ذکر ہی کیا ہے جو فتنہ و فساد سے بھرا ہوا ہے"[1] شاہ صاحب نے آپ کو نفسِ زکیہ اور قیّم طریقۂ احمدیہ بھی کہا ہے۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) دیوانِ فارسی۔ پہلے ۱۱۵۰ھ میں آپ کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار ہوا تھا، پھر بیس برس کے بعد آپ کے قریب بیس ہزار اشعار میں سے ایک ہزار اشعار کا مجموعہ تیار ہوا۔

(۲) خریطۂ جواہر۔ آپ نے عہدِ جوانی میں فارسی شعراء کے کلام کا ایک

---

[1] مکتوباتِ شاہ ولی اللہ۔ مرتبہ مرزا احمد بیگ۔ صفحہ ۴۴ مطبع شہنشاہی سہارن پور۔ سالِ طباعت درج نہیں)

Marfat.com

انتخاب تیار کیا تھا۔ مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ "مرزا غالب وغیرہ کا خیال تھا کہ ہندوستان میں فارسی شاعری کا مذاقِ صحیح جو دوبارہ قائم ہوا وہ اس انتخاب نے قائم کیا۔"[1]

(۳) مکاتیب (فارسی)۔ ان مکاتیب میں عموماً شریعت اور طریقت کے مباحث ہیں اور ذاتی حالات اور معاملات بھی ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاماتِ مظہری کے نام سے آپ کے حالات پر مشتمل جو کتاب مرتب کی تھی اُس میں آپ کے ۳۲ مکتوبات ہیں، پھر کلماتِ طیبات میں ۸۸ ہیں جن کا اردو ترجمہ ڈاکٹر خلیق انجم صاحب نے سنہ ۱۹۶۲ء میں دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس مجموعے میں ۹۱ مکتوبات ہیں۔ پھر سنہ ۱۹۶۶ء میں بہت سے نئے مکتوبات (جن میں کلماتِ طیبات کے بھی کچھ حصّے شامل ہیں) جناب عبدالرزاق قریشی نے بمبئی سے شائع کیے ہیں۔ یہ مکتوبات ۱۴۷ ہیں جو زیادہ تر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۲۵ھ) کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے سنہ ۱۹۷۵ء میں ریاست دیر سے حاصل شدہ دس مکتوبات "لوائحِ خانقاہ مظہریہ" کے نام سے کراچی سے شائع کیے ہیں۔ اس مجموعے میں وہ دس مکتوبات حضرت مظہرؒ کے ہیں۔ ۱۶۲ مکتوبات آپ کے معتقدین اور متوسّلین کے ہیں جو آپ کے نام لکھے گئے تھے۔ اور ۲۸ مکتوبات آپ کے مُرید مُلّا نسیم سے متعلق ہیں۔ یہ مجموعہ بھی بہت اہم ہے۔

(۴) جناب عبدالرزاق قریشی نے سنہ ۱۹۶۱ء میں بمبئی سے "مرزا مظہر اور ان کا اردو کلام" کے نام سے حضرت مظہرؒ کے (۱۲۴) اردو اشعار مختلف تذکروں

[1] مقالاتِ شبلی۔ جلد پنجم۔ صفحہ ۱۲۹۔ اعظم گڑھ سنہ ۱۹۳۶ء

Marfat.com

ہیں سے تلاش کر کے شائع کیے تھے۔

خطوط میں بھی آپ کی زبان اور اندازِ بیان نہایت سادہ ہے۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

" بعد حمد و صلوٰۃ و سلام از فقیر جانِ جانان، فرزند برخوردار مُلّا محمد نسیم جیو۔ ابقاہ الرحمٰن مطالعہ فرمایند کہ فقیر تا روزِ تحریر کہ ہفدہم شوال است در محروسہ شاہجہان آباد مع علائق و توابع بعافیت است و یارانِ حلقہ جابجا و شہر بشہر بخیر اند و مشتاقِ شما ہستند و انتظارِ شما کشند۔ اگر از کارِ خیر خواہرانِ خود فارغ شدہ باشید، بیائید و درین آخرِ عمر ما را ببینید۔ ضعفِ پیری بر ما بسیار غلبہ کردہ است۔ امّا ہنوز ہر روز پنجاہ کس را کم و زیادہ توجّہ می دہیم۔ و دو سال کامل گذشتہ کہ شما رفتہ اید درین مدّت یک خطِ شما رسیدہ است و درین ایام کہ برائے تنبیہ کفار سکھ، لشکرِ نجیب خان قریب دہلی رسیدہ، مُلّا رحم داد برائے ملاقاتِ فقیر آمدہ بود، خبرِ خیریتِ شما رسانید و گفت کہ آدم از وطن آمدہ و خط بنامِ فقیر آورد۔ ظاہراً آن خط گم شد، بہ فقیر نہ رسید۔ افسوس است کہ والدۂ شما وفات یافت۔

خدا او را بیامرزاد۔ و کارِ خیرِ ہر دو ہمشیرِ شما در پیش است۔ بعد فراغ ازان قصدِ شاہجہان آباد دارید۔ خدا تعالیٰ بیارد۔ و مردمِ خانۂ ما بسیار شما را یاد می کنند۔ ....."[1]

حضرت شاہ غلام علی (مولانا عبداللہ)

آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ بٹالہ (پنجاب) میں ۱۱۵۶ھ میں،

[1] لوایحِ خانقاہِ مظہریہ۔ صفحہ ۳۸۔

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ علوی سیّد تھے۔ تفسیر اور حدیث کی تحصیل کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں حضرت مظہر قدّس سرّہ سے بیعت ہوئے۔ زہد و تقویٰ میں اپنے عہد میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ ۱۲۴۰ھ میں وصال ہوا۔ شاہ ابوسعید مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کے علاوہ مولانا خالد کُردی رومی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۲ھ)، مولانا نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۸ھ) اور مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) آپ کے خاص خلفاء ہیں۔ روم و شام، چین و عرب، مصر، بغداد، خراسان اور افغانستان وغیرہ تک آپ کا اور آپ کے خلفاء کا فیض آج تک جاری ہے۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) ایضاح الطریقہ[1] طریقۂ نقشبندیہ کے اصول، اصلاحات اور اذکار پر مشتمل ہے۔ ۱۲۱۲ھ میں لکھی گئی اور بہت مقبول ہوئی۔

(۲) احوالِ بزرگان۔ حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ نجم الدین کبریٰ، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدینؒ، شیخ فریدالدین "گنج شکر" خواجہ نظام الدین اولیا، مخدوم صابر کلیری، حضرت بہاء الدین نقشبند، خواجہ عطار، خواجہ محمد پارسا، خواجہ احرار، خواجہ باقی اللہ اور حضرت مجدّد الفِ ثانی مع اولاد (قدس اللہ اسرارھم) کے مختصر حالات ہیں۔

---

[1] مولانا حکیم عبدالمجید احمد سیفی نے ایضاح الطریقہ لاہور سے ۱۳۷۶ھ میں شائع کی اور حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیبِ شریفہ ۱۳۷۱ھ میں شائع کیے۔

Marfat.com

آخر میں مولانا خالد کُردی رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کا ذکر ہے۔ یعنی سنہ ۱۲۲۵ھ میں وہ دہلی آئے تھے تو اس کے بعد یہ رسالہ لکھا گیا۔

(۳) رسالہ در ذکر مقامات و معارف و واردات حضرت مجدّدیؒ
یہ رسالہ زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور دوسری صدری روایات پر مبنی ہے۔

(۴) رسائل سبعہ سیّارہ۔[1] اس مجموعے میں یہ رسائل ہیں:-
(ا) رسالۂ طریقِ بیعت و اذکار (ب) رسالہ در طریقۂ شریفۂ نقشبندؒ (ج) رسالہ در احوالِ شاہ نقشبندؒ (یہ رسالہ آپ کے مکاتیب میں بھی شامل ہے)۔ (د) رسالۂ اذکار (ہ) رسالۂ مراقبات (و) رسالہ در ردِّ اعتراضاتِ شیخ عبدالحقؒ اور (ز) رسالہ در ردِّ مخالفینِ حضرت مجدّدؒ۔

(۵) مکاتیبِ شریفہ۔ یہ آپ کے ۱۲۵ مکتوبات ہیں جو آپ کے خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجدّدیؒ (م سنہ ۱۲۵۳ھ) نے تاریخی نام "مظہر عجائب" (سنہ ۱۲۳۱ھ) سے مرتّب کیے تھے۔ اس مجموعے میں آپ کے بعض رسائل بھی بطور مکتوب شامل ہیں۔

(۶) مقاماتِ مظہری۔ یہ کتاب حضرت مظہر قدّس سرّہ کے مکمل حالات پر مشتمل ہے[2]۔ ملفوظات اور مکتوبات کا خلاصہ بھی ہے۔ کتاب میں ۱۸ فصلیں ہیں۔ اس میں اُس دور کی مذہبی، سماجی اور سیاسی جھلکیاں

---

[1] یہ مجموعہ عرصہ ہوا دہلی سے شائع ہوا تھا۔

[2] مقاماتِ مظہری کا اردو ترجمہ مع مفصّل حواشی و تعلیقات جناب محمد اقبال مجدّدی صاحب نے لاہور سے سنہ ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

بھی ملتی ہیں۔ دینی متنازعہ فیہ مسائل پر بھی بحث ہے۔ توحید وجودی و شہودی پر بھی بحث ہے۔ ذکرِ طریقۂ نقشبندیہ، سلسلۂ نقشبندیہ، حضرت مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے اربع مشائخ، حضرت مظہرؒ کا نسب ولادت، حضرت نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ، حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ، حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ، شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ، آپ کی علوِ شان، آپ کی صحبت اور توجہات کی تاثیر، آپ کا زہد و تقویٰ، ملفوظات، نصائح، منامات اور آپ کی زبانی اولیاء کے احوال، کشف و کرامت، آپ کا وصال، بعض خلفاء[1]، بعض مکتوبات عنوانات و مضامین ہیں۔

یہ کتاب آپ نے ۱۲۱۱ھ میں مرتب کی ہو گی، کیوں کہ حضرت مظہر قدس سرہ کی وفات کے ذکر کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ "شانزدہ سال از انتقال حضرت ایشان گذشتہ است"۔

حضرت مظہر قدس سرہ کے آخری ایام کے متعلق آپ لکھتے ہیں :-

"شب چارشنبہ ہفتم محرم سنہ ہزار و صد و نود و پنج ہجری، پاسے از شب گذشتہ چند کس بر درِ حضرت ایشان دستک زدند۔ خادم عرض نمود کہ

---

[1] مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفاء کے ذیل میں از راہِ تواضع اپنا نام شامل نہیں کیا تو آپ کے خلیفہ اور حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی شاہ عبد الغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے (جن کا فیض ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کو حاصل ہے) بطور ضمیمہ اسی کتاب میں آپ کے احوال شامل کر دیے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں عربی میں منقبت لکھی تھی جو ان کے مجموعۂ کلام میں موجود ہے۔

Marfat.com

بعضے مردم برائے زیارت آمدہ اند۔ فرمودند بیائید۔ سہ کس درونِ درآمدند۔ یکے از آنہا مغل ولایت زای بود۔ حضرت ایشان از خواب گاہ برآمدہ برابرِ اینہا ایستادند۔ مُغل پرسید کہ مرزا جانِ جانان شمائید؟ فرمودند آرے۔ ردکس دیگر گفتند بلے مرزا جانِ جانان ایشان اند۔ پس آن بدبخت گولہ طپانچہ بر حضرت ایشان رد و گولہ بر پہلوے چپ قریب بہ دل رسید۔ آن حضرت از ضعف و ناتوانیِ پیری طاقت نہ داشتند، بخاک افتادند۔ بمردم خبر شد، جرّاح حاضر آمد۔ صبح نواب نجف خان جرّاحِ فرنگی بہ این پیغام فرستاد کہ اشقیا کہ مرتکبِ این گناہِ بزرگ شدہ اند معلوم نیند۔ اگر بتحقیق رسد قصاص کردہ شود ــــ فرمودند، اگر ارادۂ الٰہی بہ شفا تعلّق یافتہ بہر صورت زخم بہ می شود و حاجتِ جرّاحِ دیگر نیست، شخصے کہ ارتکابِ این امر نمودہ اگر معلوم شود ما او را بحل نمودیم، شما نیز معاف فرمائید....

اندازِ بیان کس قدر سادہ اور سلیس ہے۔ یہی بات آپ کے مکتوبات میں بھی ہے۔ مثلاً مکتوب دوم میں فرماتے ہیں :-

" طریقِ مشغولی بذکرِ حق سبحانہ با توجّہ بلطائف سبعہ تا دران حرکتِ ذکر پیدا می شود این است کہ اوّل بست و پنج بار استغفار بخواند، باز بہ ارواحِ طیّبۂ بزرگان علیہم الرحمہ فاتحہ بخواند و بواسطۂ آنہا از جنابِ الٰہی التجا و طلبِ فیضِ محبّت و معرفت کند و صورتِ شیخے کہ از و تلقین یافتہ روبروے دل حاضر نماید۔ اوّل از لطیفۂ قلب کہ زیرِ پستانِ چپ بفاصلۂ دو انگشت مایل بہ پہلو است ذکر کند و مفہومِ اسمِ مبارک اللہ تعالیٰ کے ذاتی است بچون سبحانہ در لحاظ داشتہ و نگہداشتِ خواطر گذاشتہ و آیندہ توجّہ بہ قلب کردہ توجہِ دل بہمان مفہوم

Marfat.com

مقدس داشتہ بزبانِ خیال اسمِ مبارک اللہ اللہ بگوید - ہر گاہ حرکت در دل پیدا شود باز از لطیفۂ روح کہ محلّ آن زیرِ پستانِ راست بفاصلۂ دو انگشت است متوجہ شدہ بزبانِ خیال ذکر کند ۔۔۔۔۔

آپ کا ایک مکتوب اردو میں بھی ملتا ہے۔ ظہور الحسن بنالوی نے مطبع اکبری، آگرہ سے سنہ ۱۳۱۳ھ میں ارشاد المسترشدین شائع کی تھی اس میں آپ کا ایک طویل مکتوب (صفحہ ۱۳۷ - ۱۴۱) "دربارۂ سلبِ امراض" اردو میں اس طرح ہے :-

"حضرت میرے - تسلیم قبول ہو۔ اگر ممکن ہو تو ہر بیمار کے واسطے استخارۂ مسنونہ کر کے علاج شروع کریں اور دعا کر کے بیٹھیں اور دعا پر ختم کریں۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ بیمار کو مُردہ کی طرح لٹا دے اور بیچ میں گاؤ تکیہ رکھ کر اوّل انگوٹھے پکڑ کر چہرہ پر ٹکٹکی باندھ کر دس پندرہ بیس منٹ تک جس قدر ہو سکے دیکھے، مگر دس منٹ سے کم نہ ہو۔ بعدہٗ انگوٹھے چھوڑ کر دو چار پانچ منٹ ہاتھوں کو سر پر رکھے، پھر ہاتھ ایک دو منٹ شانوں پر رکھ کر ایک منٹ میں ہاتھوں کو انگلیوں تک پہنچا دیوے۔ پھر پُشت پر ایک منٹ میں سرین تک، پھر ایک منٹ سینہ پر رکھ کر آدھے منٹ میں ناف تک، پھر دو تین منٹ معدہ اور ناف پر ایسا کرنے سے تمام جسم میں نور بھر جاوے گا اور شاید مابین اس کے درد اٹھے وہ علامت صحت ہے، اُس سے ڈرنا نہ چاہیے — یہ دیرپا نہیں — ہر نشست میں اُس کی امید رکھنی چاہیے، یہ بہت مبارک ہے ۔۔۔۔۔"

Marfat.com

مولانا نعیم اللہ بہرائچی رح

مولانا نعیم اللہ رح بن غلام قطب الدین عرف "مُلّک کالے" حضرت خواجہ عماد خلج کی اولاد میں سے تھے جو حضرت مسعود سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے اور شہید ہوئے، علوی نسب اور حنفی مشرب تھے۔ مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھا، پھر فارسی پڑھی اور مختلف علماء سے عربی کی تکمیل کی۔ ۱۱۸۶ھ میں آپ لکھنؤ میں تھے کہ حضرت مظہر قدس سرہ کے خلیفہ شیخ محمد جمیل رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے تو اُن سے ذکر کا طریقہ سیکھا اور دہلی آئے لیکن کسی کام سے جلد واپس وطن چلے گئے۔ تاہم ۱۱۸۹ھ میں دوبارہ دہلی حاضر ہو کر حضرت مظہر قدس سرہ کی خدمت میں چار سال تک رہے اور اجازت مطلقہ حاصل کی۔ ایک بار مسلسل ایک سال تک حضرت مظہر قدس سرہ کے ساتھ پانی پت میں رہے۔ بہرائچ میں ۱۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

آپ کی تصانیف میں (۱) بشاراتِ مظہریہ رح ہے (اس کا مخطوطہ برٹش میوزیم لندن میں ہے)

(۲) معمولاتِ مظہریہ رح۔ یہ کتاب مطبع نظامی۔ کانپور سے ۱۲۸۴ھ میں شائع ہوئی تھی)۔

(۳) خود نوشت حالات (اس کا مخطوطہ انڈیا آفس لندن میں ہے)

(۴) مجموعۂ مکتوباتِ حضرت مظہر رح (مطبع فتح الاخبار۔ کول)

(۵) انفاس الاکابر۔ اور انوار الضمائر (در شرح کلمات حضرت مظہر رح)۔

Marfat.com

یہ کتابیں حضرت مظہر قدّس سرّہ کے حالات کے سلسلے میں بہت اہم ہیں۔ ان کے علاوہ حاشیہ میرزاہد اور حاشیہ مُلّا جلال بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔ معمولات مظہریہ میں حضرت مظہر قدّس سرّہ کے خاندانی حالات ہیں۔ پھر آپ کے کسبِ سلوک کی کیفیت۔ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ صابریہ، چشتیہ نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، ہدایہ، قلندریہ، بندگی کی اہمیت، علامتِ شیخِ کامل، بیعت و توبہ، میثاقِ زنان (شرائط ششگانہ)، مقامِ عشرہ، پیرِ ثانی، تصحیحِ عقائد، حقوقِ پیر و آدابِ مُرید، آدابِ طریقت، تذنیب، مصطلحاتِ طریقۂ نقشبندیہ، سلوکِ مجدّدیہ، توجہ دادن، امراضِ ظاہری و باطنی، دریافتنِ احوالِ باطن، دریافتنِ احوالِ میّت، توبہ و صلاح و تقویٰ، ختم خواجگان رضی اللہ عنہم وغیرہ مضامین ہیں۔

اس کتاب میں "ذکرِ طریقِ کیفیت سامۂ علیہ حضرات نقشبندیہ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:-

بدانید کہ فقیر (نعیم اللہ) را ارتباطِ صحبت و بیعت و تعلیمِ تربیتِ طریقہ باخرقہ و اجازتِ مطلقہ از جناب حضرت ایشان (مظہرِ جانِ جاناں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اما ذکرِ این طریقہ از خلیفہ ایشان محمد جمیل قدّس اللہ سرّہ الجلیل رسیدہ و خرقہ ردا در عالمِ رویا از جناب امیر المومنین ابی بکر الصدّیق رضی اللہ تعالیٰ نیز رسیدہ و از مجاورتِ مزارِ حضرت سالارِ مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ و شاہ عبدالرحیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کہ بہ "پیرِ بخارا" مشہور اند نیز فیضہا برداشتہ۔ لیکن بنسبت جناب عالی حضرت سلطانِ شہداء سالار مسعود غازی از جہتِ خصوصیتِ عَلَوِیت کہ

Marfat.com

درمیانِ آن مسعودؒ وحضرتِ ماؒ واقع است، قطع نظر از حقوقِ این که فقیر از باشندگانِ ولایتِ ایشان ست بیشتر موردِ الطاف وعنایات می باشد۔ ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا وحضرت ایشان را این نسبتِ علیہ اوّل از جناب سیّد السادات سید نور محمد بداؤنی رسیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ایشان را اوّلاً از جناب حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کہ مجاز انداز والدِ خود حضرت محمد معصوم ملقّب بہ عروۃ الوثقیٰ وثانیاً از خدمت حضرت حافظ محمد محسنؒ کہ نواسۂ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اند رسیدہ و اکثر عمر در آن جا گذرانیدہ وحضرت سیّد نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اجازتِ ارشاد از خدمت حضرت محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پسر وخلیفہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ یافتند وآخرت حضرت ایشان را از جناب شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان را از جناب شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ملقّب بہ دلیل اللہ الصمد ومعروف بہ شاہ گل کہ مجاز از والدِ شریفِ خود حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ملقّب بہ خازن الرحمہ بودند ونیز حضرت شاہ گل کسبِ بشارات از عمِ بزرگوارِ خود حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نمودند و این ہر دو بزرگوار یعنی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ وحضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کہ مشہور بہ حضرتین اند مجاز از والدِ خود قیّومِ ربانی حضرت مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سہرندی رضی اللہ تعالیٰ انہ۔۔۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

آپ حضرت مظہر جان جاناں قدّس سرّہ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے ہیں۔ گیارہ واسطوں سے آپ کا نسب حضرت شیخ جلال

Marfat.com

کبیر اولیا رچشتی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور اُن کا نسب حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پانی پت سے دہلی آکر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے فقہ اور حدیث کا درس لیا۔ شاہ عبدالعزیز محدّث رحمۃ اللہ علیہ آپ کو "بہجتِ وقت" کہا کرتے تھے اور حضرت مظہر جان جاناں قدس سرّہ سے اٹھارہ سال کی عمر میں خلافت حاصل کی اور "علم الہدیٰ" کا لقب پایا۔ تمام عمر علومِ ظاہری و باطنی میں مصروف رہے[1] اور قریب ۸۱ سال کی عمر میں یکم رجب ۱۲۲۵ھ کو پانی پت میں وفات پائی۔

آپ کی تفسیرِ مظہری، رسالہ احقاق، ارشاد الطالبین، مالا بُدَّ منہ، السیف المسلول وصیت نامہ وغیرہ ۳۲ کتابیں مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ (دہلی) کو حاصل ہوئی ہیں۔[2] ان کے علاوہ بھی رہی ہوں گی۔ آپ نے علمِ فقہ میں ایک مبسوط کتاب لکھی اور اپنے مختارات کو رسالہ ماخذ الاقویٰ میں جمع کیا۔ علمِ اصول پر بھی اپنے مختارات لکھے ہیں اور ان کی تفسیر، قدیم مفسّرین کے اقوال کی جامع ہیں اور بکثرت علوم پر محیط ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالدائم جلالی نے چودہ جلدوں میں دہلی سے شائع کیا ہے۔

---

[1] مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب ہر روز ایک سو رکعت نوافل کی پڑھتے ہیں۔ اور تہجّد میں ایک منزل پڑھتے ہیں۔

[2] عبدالرزاق قریشی صاحب نے مکاتیب میرزا مظہرؒ (صفحہ ۲۳۱-۲۳۲) میں یہ بات لکھی ہے — ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے "لوایحِ خانقاہِ مظہریہ" (حیدر آباد ۱۹۷۵ء) میں حضرت مظہرؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مکتوب نقل کیا ہے جس میں قاضی صاحب کا نام انھوں نے ثناء اللہ لکھا ہے۔

Marfat.com

آپ کے مکتوبات بھی مختلف مجموعوں میں محفوظ ہیں۔ ایک مکتوب میں اپنے شیخ بزرگوارؒ کو لکھتے ہیں :۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ عرضۂ کمترینِ غلامانِ جناب، محمد ثناء اللہ بموقف عرض می رساند، احوالِ غلام مستوجبِ حمدِ الٰہی و شکرِ توجہاتِ حضرت قبلہ گاہی ست، ادام اللہ تعالیٰ برکاتہ وصحتہ وسلامت ذاتِ قدسی آیات مدام مطلوب۔ بر دایاتِ لشکر و کنج پورہ معلوم شد کہ شاہ درّانی امسال (سنہ ۱۱۷۷ھ) بہ این طرف می آید و بر تنبیہِ سکھان متوجہ است و سکھان گریختہ رفتند۔ ازین جہت اطمینان بہم رسیدہ ....."

ایک مکتوب میں قاضی صاحب اپنے پیر بھائی اخوند مُلّا نسیم کو لکھتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ اخوند صاحب مشفق مہربان اخوند مُلّا نسیم صاحب سلامت۔ از فقیر محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ بعد از سلامِ سنّت و اشتیاق ملاقات بہجت واضح رائے گرامی باد، دوسال شدہ کہ خطِ آن مشفق منصوب سہ کس از طالب علم کہ یکے از آنہا مُلّا سردار بود و یکے خسرِ شما و یکے مردِ دیگر رسیدہ بود و از ان خط، خبرِ صحتِ مزاج و گرمیِ حلقہ دریافت شدہ بود، شکرِ الٰہی بجا آوردہ بود۔ حق تعالیٰ باصحت و تندرستی و جمعیتِ ظاہری و باطنی، مشغولی بہ طاعات و ترویجِ طریقۂ علیہ احمدیہ مجددیہ حرسنا اللہ تعالیٰ بہ اسرارِ اہالی ہا دارد ..... فقیر مع توابع بخیریت است لیکن از غلبۂ کفر، تنگ دل۔ سابق از مدتہا در ہندوستان، اسلام ضعیف بود و مدتے کالت رو افض و تشویشِ آسیبِ سکھان بود و از قریب دہ سال تسلطِ مرہٹہ است۔ ہر چند در وجوہِ دنیا داری چندان اذیت

نیست ، آما ظہورِ رسومِ کفر و مغلوبیِ مسلمانان ، در دلیشان را بسیار ناخوش می دارد ۔ بادشاہِ اسلام و لشکرِ مسلمانان ، توفیقِ جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ نہ دارد ۔ ظاہرا باہم در مسلمانان خرخاری ست ۔ سابق چند بار احمد شاہ درد رانی ، خدایش بیامرزاد ، در ہندوستان آمد ، بہ مسلمانان ضعف تصدیع رسید و ہیچ بندوبست نہ شد ۔ سردارانِ مسلمان برہم شدند و ملکِ لاہور و سرہند در تسلطِ سکھان رفت ۔ مزاراتِ حضرات را شکستند و چاپا چپا کردند ، ہیچ تدارک نہ شد ۔ حالا مسموع می شود کہ شاہ امان بہ ارادہ جہاد این طرف می آید ۔ خدا کند کہ مسلمانان تصدیع نہ کشند و کفار مستاصل شوند و غلبہ اسلام و عزت مسلمانان بہ ظہور آید ۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ مہر ثناء اللہ ۱۲۱۶ھ

شاہ ابو سعید مجددی رح

آپ حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہ کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ (ابنِ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کی اولاد میں تھے ۔ یعنی اس طرح :-

(۱) خواجہ سیف الدین رح (۲) محمد علیٰی رح (۳) عزیز القدر رح (۴) صفی اللہ رح (۵) ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ ۔

سر سید آپ کے متعلق لکھتے ہیں :-

" حافظِ کلام اللہ اور عاشقِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ، علومِ دینی آپ کو بہت مستحضر تھے اور دن رات انھی کے درس میں گذرتے تھے ۔ علمِ قرأت میں یکتائے روزگار تھے ۔ کلام اللہ ایسی خوش آواز اور کمالِ قرأت سے پڑھتے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے ۔ پہلے پہل تو

Marfat.com

آپ نے مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمہ سے کہ بڑے اولیاے وقت سے تھے، سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی تھی اور نسبتِ باطنی بخوبی حاصل کر کے پیری مریدی، کی اجازت لی تھی۔ لیکن اپنے خاندان (نقشبندیہ مجدّدیہ) کی نسبت نے زور کیا اور طریقۂ نقشبندیہ کی طرف کھینچا کہ آپ نے دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب (م ۱۲۴۰ھ) سے بیعت کی اور از سرِ نو تمام مقامات کو حاصل کیا۔ آپ کی شکل و شمائل بہت نورانی تھی۔ بے اختیار آپ کی صحبت میں حاضر رہنے کو دل چاہتا اور جب تک بیٹھتے وسوسۂ شیطانی ایک نہ آتا۔ اوقات آپ کی بعینہٖ حضرت شاہ صاحب (شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ) کی اوقات تھی۔ صرف خالصاً للہ، مشقِ خطِ نسخ، کلّو خان صاحب سے کی اور کلام اللہ لکھ لکھ کر وقف کیے۔۔۔۔"[1]

آپ رام پور میں ۱۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ میں حج سے واپسی پر عین عید الفطر کے دن ٹونک میں رحلت فرمائی۔ لیکن دہلی میں اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

"درس و تدریس اور ارشاد و ہدایت کے علاوہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک "اصلاح و جہاد" میں بھی آپ نے عملاً حصّہ لیا۔ چناں چہ ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء کے اواخر میں پچاس افراد کا جو قافلہ سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں دعوتِ اصلاح و ارشاد

---

[1] تذکرۂ خانوادۂ ولی اللّٰہی۔ باب سوم۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری نے یہ تذکرہ مرتب کیا ہے۔ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ حضرت شاہ ابو سعیدؒ کے دستِ مبارک کا لکھا ہوا بہت بڑی تقطیع کا قرآن پاک، (جو آپ نے اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علیؒ کے لیے لکھا تھا) مدینہ منورہ کی رباطِ منظریہ میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

کے لیے نکلا تھا اس پر مولانا عبدالحی اور شاہ اسمٰعیل کے علاوہ، نمایاں افراد میں شاہ ابوسعیدؒ بھی تھے اور اس قافلے نے تقریباً چار ماہ تک غازی آباد، مرادنگر، میرٹھ، سردھنا، بڈھانا، پھلت، مظفرنگر، دیوبند، سہارن پور، رام پور، بریلی، شاہ جہاں پور کا دورہ کیا تھا"[1]

آپ کی تصانیف میں رفیق الطلاب[2] کے علاوہ خاص کتاب[3] ہدایت الطالبین ہے۔ اس کے مضامین تمام نقشبندیہ سلوک سے متعلق ہیں۔ آپ نے شروع ہی میں لکھا ہے کہ میں ۷ محرم الحرام ۱۲۴۰ھ کو حضرت شاہ غلام علی (قدس سرہ) سے بیعت ہوا تھا۔ لطائفِ عشرہ، عالمِ امر، عالمِ خلق، ذکرِ خفی، ذکرِ اسم ذات وقوفِ قلبی، نفی و اثبات، وقوفِ عددی، مراقبہ رابطہ، ولایتِ صغریٰ، ولایتِ کبریٰ، ولایتِ عُلیا، طریقۂ مظہریہ، مقامات عشرہ وغیرہ تمام متعلقات پر بحث ہے۔ آخر میں آپ نے قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی توجہات کا ذکر بھی کیا ہے۔ شروع ہی میں لطائف عشرہ کے ذیل میں فرماتے ہیں:-

بدانکہ حضرت امامِ ربانی اعنی مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ عنہ و تابعانِ ایشان تحقیق فرمودہ اند کہ انسان مرکب از دہ لطیفہ است، پنج از عالمِ امر و پنج از عالمِ خلق۔ آن پنج کہ از عالمِ امر اند قلب و روح و سِرّ و خفی و اخفیٰ است و لطائفِ عالمِ خلق، لطیفۂ نفس و عناصر اربع است و

---

[1] مولانا محمد میاں "علمائے ہند کا شاندار ماضی" (دہلی ۱۹۵۷ء)۔ جلد دوم صفحہ ۱۰۱-۱۰۲

[2] پروفیسر محمد ایوب قادری "تذکرۂ علمائے ہند" صفحہ ۷۵۔

[3] ہدایت الطالبین، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا۔ پھر دوبارہ ۱۹۶۵ء میں بھی شائع کیا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہی شامل کیا ہے۔

Marfat.com

لِ امر آن را گویند کہ بمجرّد امرِ کُن بظہور آمدہ است۔ و عالمِ خلق آن را گویند کہ بتدریج مخلوق گردیدہ و دائرۂ امکان متضمّن این ہر دو عالم است۔ نیمۂ دائرۂ امکان از عرش تا ثریٰ است و نیمۂ آن بالائے عرش است۔ و عالمِ امر در نیمۂ بالا است و عالمِ خلق زیرِ عرش است۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ ہیکلِ جسمانیِ انسانی را آفریدہ لطائفِ عالمِ امر را بہ مواضعِ چند از جسمِ انسان تعلّقے و تعشّقے بخشید .....

شاہ رؤف احمد رافتؔ رح [1]

آپ بھی حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی کتاب جواہرِ علویہ میں حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لے کر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگواروں کے حالات ہیں۔ اسی کے آخر میں آپنے اپنے حالات بھی لکھے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رام پور میں ۱۴ محرم سنہ ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے۔ سنِ تمیز کو پہنچے تو حضرت فیض بخش عرف "شاہ درگاہی" سے قادری سلسلے میں بیعت ہوئے۔ اسی زمانے میں مثنوی اسرار اور غزلیات کا دیوان لکھا اور جذب و مستی کے عالم میں لکھا۔ شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے قادریہ، چشتیہ (صابریہ و نظامیہ)، سہروردیہ، نقشبندیہ، کبرویہ اور مداریہ (۶ خاندانوں) کی اجازت حاصل کی۔ اُن کے انتقال کے بعد (سنہ ۱۲۲۶ھ کے بعد) آپ حضرت

---

[1] یعنی رؤف احمد بن شعور احمد محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمد یحییٰ بن حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس اللہ اسرارہم۔

Marfat.com

شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہوئے اور اُن سے جمادی الآخر ۱۲۳۳ھ میں اجازت حاصل کی۔ پھر بھوپال میں آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ آخر عمر میں حج کا ارادہ کیا۔ اثنائے سفر میں یلملم میں بندر لیث (لیس)، واقع ملکِ یمن کے قریب ۲۷ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ کو انتقال فرمایا۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) مثنوی اسرار۔

(۲) غزلیات کا دیوان[1]

(۳) ہندی زبان میں دو[2] خطبے (جواہر علویہ کے آخر میں درج ہیں)۔

پہلا خطبۂ جمعہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

حمد اُس خدا کی را فتا جس نے کہ روشن کر دیا۔
مصباحِ دل، انوار سے ایماں کے، ہر گرویدہ کا

دوسرا خطبہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

الحمد للہ العلام الشکر للہ العلا رحمٰن جو دارین کا قائم ہے جو کونین کا

(۴) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں خطاب کے طور پر صلوٰۃ و سلام کے ایک سو تینتالیس اشعار (فارسی میں) لکھے جو اس طرح شروع ہوتے ہیں:-

الصلوٰۃ اے مہرِ چرخِ اہتدا الصلوٰۃ اے نورِ ذاتِ کبریا
الصلوٰۃ اے مقبلِ درگاہِ رب الصلوٰۃ اے خلقِ عالم را سبب
الصلوٰۃ اے سرورِ عالی صفات الصلوٰۃ اے بادشاہِ شش جہات

---

[1] لسّاخ نے سخن شعراء میں لکھا ہے کہ آپ نے فارسی میں ایک دیوان اور اردو میں ۶ دیوان چھوڑے ہیں۔

Marfat.com

الصلوٰۃ اے مستغیثیں راغیاث ۔ الصلوٰۃ اے ستر فرمائے غرات
الصلوٰۃ اے مومناں راابتہاج الصلوٰۃ اے مومناں را احتیاج
الصلوٰۃ اے جان جسم و روحِ روح الصلوٰۃ اے کانِ الطافِ فتوح
الصلوٰۃ اے از قصورت عرش کاخ الصلوٰۃ اے از نخیلت سدرہ شاخ ....

(۵) سرونج پہنچے تو ایک رسالہ مراتب الوصول لکھا جس میں آپ کے کشفی احوال و اسرار تھے ۔

(۶) جواہر علویہ (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے)۔ اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام نقشبندی بزرگواروں کے مختصر حالات ہیں ۔

(۷) دُرّ المعارف ۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں جو شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر لکھے گئے ۔ یہ ملفوظات اکثر سنین و شہور و ایام کی قید کے ساتھ ہیں اور کچھ بغیر ان کے بھی ہیں ۔

(۸) تفسیر رؤفی یا تفسیرِ مجددی ۔ اردو زبان میں ہے[1] ۔

آپ کی زبان اور اندازِ بیان کو سمجھنے کے لیے دُرّ المعارف میں سے ایک اقتباس (پنج شنبہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ کے ذیل میں) پیش کیا جاتا ہے :-

فقیر در محفلِ فیض اکسیر حاضر شد ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ شخصے قابلِ پیری و لائقِ مسند نشینیِ ارشاد و قفے شود کہ علم مسائلِ ضروری دارد و مقاماتِ عشرۂ صوفیہ کہ توکل و قناعت و زہد و صبر وغیرہا اند حاصل باشند و اجتناب از صحبتِ اربابِ دنیا لازم گیرد و از صحبتِ مشائخ

[1] فقہ میں کئی رسالے لکھے تھے ۔ ارکان الاسلام رسالہ چھپ چکا ہے ۔

Marfat.com

کرام فیضہا دریافتہ باشد ۔ صاحبِ کشف باشد یا ادراک از خطرۂ ماسوی اللہ پاک بود ۔ ظاہر بہ شریعت آراستہ و باطن بہ طریقت پیراستہ باشد۔

بعد ازاں فرمودند کہ ما احوالِ خود چہ و انمائیم کہ بموجبِ مقولۂ عراقی ست :۔

بہ زمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد کہ مرا خراب کردہ تو بسجدۂ ریائی
بہ طوافِ کعبہ رفتم بہ حرم رہم نہ دادند کہ برونِ در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

حضرت شاہ احمد سعید رح دہلوی

آپ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ غرۂ ربیع الاخری ۱۲۱۷ھ کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ "مظہرِ یزدان" آپ کا تاریخی نام ہے۔ رام پور سے آپ دہلی پہنچے اور قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور انھی سے کتب تصوف مثلاً رسالۂ قشیری، عوارف المعارف، احیاء العلوم، مکتوباتِ حضرت امام ربانی قدس سرہ اور مثنوی مولانای روم رحمۃ اللہ علیہ پڑھیں۔ کتبِ منقول و معقول مولانا فضلِ امام خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ حدیث حاصل کی۔ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر (رحمہما اللہ) سے بھی مستفیض ہوئے۔ تقریباً پندرہ سال تک حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتیں حاصل رہیں۔ پھر اُن کے وصال (۱۲۴۰ھ) کے بعد اپنے والد بزرگوار سے مستفیض ہوتے رہے اور اُن کے وصال (۱۲۵۰ھ) کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔

آپ کی غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے حکومت (برطانیہ) کو آپ سے

Marfat.com

متعلق شبہات پیدا ہوئے تو آپ اپنی خانقاہ وغیرہ کو اپنے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کرکے اپنے بھائی شاہ عبدالغنی محدّث رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عازمِ حرمین شریفین ہوئے۔ مکہ معظمہ میں چار ماہ قیام کرکے مستقل طور پر مدینہ منوّرہ میں قیام فرمایا۔ ۲ ربیع الاوّل ۱۲۷۷ھ کو وصال ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب دفن ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ بہت بڑا علمی ذخیرہ لے کر گئے تھے۔ مدینہ منوّرہ میں رباطِ مظہریہ میں یہ نوادر اب بھی موجود ہیں۔

آپ کے پانچ رسالے محفوظ ہیں :-

(۱) الانہارالاربعہ دربیانِ سلاسلِ اربعہ (۲) فوائدِ ضابطہ در اثباتِ رابطہ (۳) تحقیق الحق المبین[1] فی ردّ الوہابیین۔ (۴) سعیدالبیان فی مولدِ سیدالانس والجان صلّی اللہ علیہ وسلّم (۵) الذکرالشریف در اثباتِ مولدِ منیف۔ ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات ہیں جو "تحفۂ زوّاریہ" کے نام سے ۱۳۷۲ھ میں شائع ہو چکے ہیں۔

تحقیق الحق المبین آپ نے شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) کے جواب میں لکھی تھی۔ نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی مرحوم (رئیس بھیکم پور۔ علی گڑھ) کے دادا نواب محمد زمان خان (ابن نواب محمد بازخان نے ۳۵ سوالات، معاشرے کے رسم و رواج سے متعلق شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھے تھے۔ ۵ سوالات بعد میں اضافہ ہوئے۔ اس طرح

---

[1] ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے تحقیق الحق المبین ۱۳۸۶ھ میں، سعید البیان ۱۳۸۵ھ میں اور تحفۂ زوّاریہ ۱۳۸۴ھ میں شائع کی ہیں۔

Marfat.com

اس مجموعے کو مسائلِ اربعین بھی کہتے ہیں۔ شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جوابات اپنے نظریے کے مطابق دیے تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اُن کا جواب لکھا۔ یہ سب فارسی میں ہیں۔ ان کا ترجمہ اردو میں بھی ہوگیا ہے۔

سعید البیان اردو میں ہے اور بارہا شائع ہو چکی ہے۔ بہت سلیس زبان میں ہے اور اس طرح شروع ہوتی ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جمیع محامد ازل سے تا ابد ثابت ہیں اُس ذاتِ پاک کو کہ کوئی اُس کا شریک نہیں اور صلوٰۃِ کاملہ نازل ہو جیو اوپر رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے کے کہ اسم شریف اُن کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور آل اور اصحاب اور ازواج اور اتباعِ اُن کے پر۔ الٰہی و مولائی اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ علیٰ نَفْسِکَ۔ شعر:۔

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقّا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اور ایسے ہی تعریف حبیب تیرے کی ہم سے نہیں ہو سکتی جیسے آپ نے تعریف فرمائی ہے بیچ کلامِ مبارک اپنے کے۔ شعر:۔

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ کرا اُس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا.....

اس رسالے میں آپ نے جگہ جگہ اپنے والد صاحب کے خالہ زاد بھائی شاہ رؤف احمد رافت علیہ الرحمہ (م ۱۲۵۳ھ) کے اردو اشعار نقل کیے ہیں[1]:۔

---

[1] آپ شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مجدد قدس سرہ) کی اولاد میں تھے۔ رام پور میں ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور بندر لیس (یمن) میں حج کے سفر میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد بھوپال میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جو مکتوبات اپنے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو ارسال فرمائے تھے اُن کی تعداد ۱۳۷ ہے ۔ زبان بہت سادہ ہے ۔ مثلاً مکتوب ۵۹ کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی اعزی ارشدی حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ یاد کہ بعضے مردم بسببِ جہل از حالاتِ مشائخ کرام خود رحمہم اللہ وعدمِ دیدنِ کتبِ تصوف انکار از جذبات و واردات آنکہ ہر مریدانِ خوش اعتقاد از نظرِ پیرانِ صاحب ہمت، ظہور می یابد، می نمایند و محبتِ خود، عبارتِ مکتوبات شریف حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کہ از فقیر نویسانیدہ بُردہ اند پیش می کنند۔ لہٰذا جواب ایشان نوشتہ می شود کہ ایشان مرادِ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نہ فہمیدہ اند ۔ مرادِ حضرتِ ما آن است کہ وجد و تواجد کہ عبارت از رقص است در خاندانِ ما نیست چنان کہ معمولِ خاندانِ چشتیہ است کہ سماع می شنوند و حالہا می آرند و رقص می نمایند و حضارِ مجلس موافقِ ایشان می نمایند و آن را تواجد می نامند و حرکاتِ مقنوعان را وجد نامیدہ اند در خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ نیست، نہ آن کہ جذبات و واردات و حالاتِ قویہ در خاندانِ ما نیست معاذ اللہ من ہٰذا الجہل العظیم.....

خاندانِ مجددیہ میں اکثر بزرگوار صاحبِ تصنیف ہوئے، ہم نے صرف چند کا ذکر کیا ہے ۔ اسی خاندان میں سے ایک بزرگ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ بن محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ بن مروج الشریعت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مجدّدِ الفِ ثانی (قدّس اللہ اسرارہم) بھی ہیں۔ جن کی ضخیم کتاب "روضۃ القیّومیہ" بہت مشہور رہے ۔ اس کتاب میں چار رُکن ہیں۔ رُکنِ اوّل میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ اور اُن کے صاحبزادوں اور خلفاء کا ذکر ہے۔ رکنِ دوم میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ اور اُن کے صاحبزادوں اور خلفاء کے متعلق تفصیل ہے ۔ رُکنِ سوم میں حضرت خواجہ محمد نقشبندِ ثانی قدّس سرّہ اور اُن کے صاحبزادوں اور خلفاء کے حالات ہیں اور رُکنِ چہارم میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدّس سرّہ اور اُن کے صاحبزادوں اور خلفاء کا تذکرہ ہے ۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے یعنی (۳۶۰ + ۲۵۲ + ۱۶۰ + ۳۱۰) ۱۰۸۲ صفحات ہیں ۔ اصل کتاب فارسی میں تھی لیکن اس کا ترجمہ ملک فضل الدین ملک چنن الدین نے کسی عالم سے کرایا تھا۔ اور لاہور سے بہت عرصہ ہوا (طباعت کا سال درج نہیں) شائع کیا تھا۔

اس کا اختتام اس طرح ہوا ہے :-

..... جلال الدین اکبر (بادشاہ) حضرت قیّومِ اوّل (مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ) کے وقت میں (تھا) ۔ جہانگیر بھی حضرت قیّومِ اوّل رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ۔ شاہجہاںؒ حضرت قیّوم ثانی (خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ) کے عہدِ مبارک میں اور اورنگ زیب عالمگیرؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیّوموں کی زیارت کی ۔ وہ کہتا ہے کہ " میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیّومِ اوّل کی زیارت کی، حضرت قیّوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ قیّومِ ثالث (محمد نقشبند قدّس سرّہ) کا تمام عہدِ مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے آخری

Marfat.com

سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا"۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ (قیوم رابع محمد زبیر قدس سرہ) کے عہد میں ہوئے۔ یعنی بہادر شاہ معز الدین، فرخ سیر، رفیع الدولہ، رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تختِ سلطنت پر متمکن ہے .... توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشان کا بادشاہ میر یار بیگ خان ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم رابع کے مُرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بحمد للہ کہ بر رغم زمانہ — بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ
طے کنم این نامہ را گر نکنم چون کنم — حوصلہ خامہ نیست تابِ رقم داشتن

(ختم شد)

اس ضخیم کتاب میں شروع کے بہت سے حالات اور واقعات ایسے بھی ہیں جن کی شہادت کسی تاریخ سے نہیں ملتی۔ البتہ بعد کے حالات چوں کہ مصنف کے عہد سے متعلق ہیں یا قریب کے ہیں اس لیے بہت اہم ہیں۔

ہمارے اس باب چہارم والے بزرگواروں کے زمانے میں بعض ایسے شعراء بھی ہوتے ہیں جن کی بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اُن کی شاعری ان کی تصانیف پر غالب ہے۔ اس لیے اُن کا تذکرہ عمداً نہیں کیا۔ ہماری مُراد حسب ذیل شعراء سے ہے:۔

بیدل (م سنہ ۱۱۳۳ھ)۔ ناصر علی سرہندی (م سنہ ۱۱۰۸ھ)۔ گلشن (م سنہ ۱۱۴۰ھ)۔ عندلیب (م سنہ ۱۱۷۲ھ) درد (م سنہ ۱۱۹۹ھ)۔ اور اثر (م سنہ ۱۲۰۹ھ)۔ وغیرہ۔ بہرحال ؎

مے باقی و ماہتاب باقی — مارا زلوّ صد حساب باقی

Marfat.com

باب پنجم

متاخّرین

۱۔ اولیاے بیرونِ پاکستان

۲۔ اولیاے سرحد

۳۔ اولیاے پنجاب

۴۔ اولیاے سندھ

۵۔ اولیاے بلوچستان

Marfat.com

باب پنجم۔ متاخّرین

اس باب میں اُن نقشبندی بزرگوں کی علمی خدمات کا ذکر ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) کے خلفاے کرام رحمہم اللہ کے بعد ایک عالم کو مستفیض فرماتے رہے۔ ہم نے اپنی سہولت کے لیے اس باب کو پانچ حصّوں میں تقسیم کرلیا ہے۔ (۱) اولیاے بیرونِ پاکستان (۲) اولیاے سرحد (۳) اولیاے پنجاب (۴) اولیاے سندھ (۵) اولیاے بلوچستان۔ لیکن جیسا کہ مقالے کا مقصد صرف اُن اولیاء کا ذکر کیا ہے جن کی علمی خدمات ہیں۔ دوسرے بزرگوں کا صرف سرسری ذکر کیا ہے۔

اولیائے بیرونِ پاکستان

حضرت شاہ ابو الخیر (عبداللہ محی الدین) مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے تیسرے صاحبزادے محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۸ھ) کے صاحبزادے ہیں[1]۔ آپ کی

[1] آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا زید ابو الحسن فاروقی صاحب نے مقاماتِ خیر (مطبوعہ دہلی) میں آپ کے اور خاندان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ اسی کتاب سے مذکورہ بالا باتیں اخذ کی گئی ہیں۔

Marfat.com

ولادت دہلی میں ۲۷ ربیع الآخر ۱۲۷۲ھ کو ہوئی۔ آپ نے علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل (۱) حافظ عبداللہ الفریہ (۲) قطب مکہ سید احمد دحلان۔ (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان (۴) مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۵) مولانا حبیب الرحمن ردولوی (۶) شاہ محمد مظہر اور (۷) شاہ عبد الغنی محدث (رحمہم اللہ) جیسے اکابر سے کی۔ آپ ابھی چار سال ہی کے تھے کہ آپ کے والد صاحبؒ نے مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے قریب آپ کو داخلِ سلسلہ کر دیا۔ والد صاحبؒ نے آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر جلد جلد اسباق طے کرائے۔ ۱۲۹۷ھ میں آپ کلکتہ ہوتے ہوئے (اپنے والد بزرگوار کے ساتھ) رام پور پہنچے جہاں والد بزرگوارؒ کا انتقال ۲ محرم ۱۲۹۸ھ کو ہو گیا۔ پھر ۱۳۰۲ھ کے اواخرِ جمادی الاولیٰ میں بمبئی کے راستے سے حجازِ مقدس روانہ ہوئے۔ ۱۳۰۶ھ میں واپس تشریف لائے۔ پھر دہلی میں مستقل قیام رہا۔ بکثرت علماء اور اصفیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مستفیض ہوتے تھے۔ دہلی ہی میں ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء) میں وفات پائی۔ آپ جیسے صاحبِ کشف و کرامات بزرگ موجودہ دور میں شاید ہی کوئی ہوئے ہوں ــــ آپ عربی، فارسی اور اردو میں بلا تکلف شعر کہتے تھے۔ آپ کی تحریرات اور ملفوظات بھی محفوظ ہیں۔ مکتوبات چار سو سے زائد ہیں۔ جن میں سے ایک عربی میں، ۳۷ فارسی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :-

میاں بھلے آدمی، یوں ہو جائے، یوں ہو جائے۔ صرف آرزو کر لینے سے نہ دنیا ملے نہ دین۔ محنت کرنے سے کچھ ملتا ہے اگر تقدیر میں ہے۔ ورنہ محنت سے بھی کچھ نہیں ملتا۔ ہم کو روپیہ مل جائے، ہم کو باغ لگا جائے۔

Marfat.com

ہم کو حکومت مل جائے۔ سارے دن یہ خیالِ خام کرتے رہو۔ دیکھو، خاک بھی نہیں ملتی۔ خبط الحواس تم کیوں ہو گئے ہو؟ جو کرو گے اسی کا پھل پاؤ گے۔ رات دن، دنیا کی طلب میں سرگرداں رہو اور آرزو رکھتے ہو کہ مراتبِ اہلِ دین و معرفت تم کو ملیں۔ ہیہات ہیہات، فلاحِ عاقبت نہ تمھاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔ بلکہ عمل پر موقوف ہے[1]۔۔۔۔

ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :-

روزۂ دوشنبہ و پنج شنبہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ نصِ قطعی ہے۔ میرے نزدیک۔ انشاء اللہ ان اعمالِ صالحہ پر اگر تم ثابت قدم رہو گے تو عنقریب اہلِ فلاح میں داخل ہو جاؤ گے اور سب نحوستیں تم سے دفع ہو جائیں گی، نیتِ قیامِ شب کر کے سویا کرو۔ جب آنکھ کھلے اٹھ کر دو چار رکعتیں پڑھ لیا کرو۔ آنکھ نہ کھلے تو صبح کو کلمۂ استرجاع پڑھ لیا کرو[2]۔۔۔۔

اشعار عربی اور فارسی میں بھی ہیں اور اردو میں بھی۔ ایک نعتیہ غزل اس طرح ہے :-

کیوں کر سمندِ فکر نہ میرا وہاں تھکے
جس جا صفت میں روحِ امیں کی زباں تھکے

راہِ طلب میں تیری بہت کارواں تھکے
پر تیری جستجو میں نہ ہم خستہ جاں تھکے

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۵۶۶۔ [2] ایضاً۔ صفحہ ۵۶۷۔

Marfat.com

کچھ تو کہو ہے منزلِ مقصود کتنی دور
اے رہروانِ مُلکِ عدم تم کہاں تھکے

کیا عندلیبِ فکر وہاں ہوئے نغمہ سنج
مدحت میں جس کی بلبلِ باغِ جناں تھکے

یہ آرزو ہے نامِ خدا ہو زباں پہ خیرؔ
جس وقت میرا توسنِ عمرِ رواں تھکے [1]

آپ نے ایک پرچے پر پہلے دس مہلکات لکھی ہیں، پھر دس مُنجیات کا ذکر فرمایا ہے :-

مُہلکات :- البخل، الکبر، العُجب، الرّیا، الحسد، شدۃ الغضب، شَرَہُ الطعام، شَرَہُ الوِقاع، حُبّ المال، حُبّ الجاہ۔

مُنجیات :- الندم علی الذنوب۔ الصّبر علی البلآء۔ الرضا بالقضاء۔ الشکر علی النعمآء۔ اعتدال الخوف والرجاء۔ الزّھد فی الدنیا۔ الاخلاص فی الاعمال۔ حُسن الخلق۔ حبّ اللہ۔ الخشوع لہٗ [2]

ملفوظات میں میلاد شریف کے قیام سے متعلق ہے کہ آپ نے فرمایا، ہم اپنے ذوق و محبت میں قیام کرتے ہیں، اگر کسی کو ذوق و محبت نہ ہو اور وہ قیام نہ کرے تو تمھاری ناک تو نہیں کٹتی، تم اُن سے کیوں تعرّض کرتے ہو؟ [3]

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۶۵۵

[2] ایضاً صفحہ ۴۲۳

[3] ایضاً۔ صفحہ ۵۲۳۔

Marfat.com

حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ

آپ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ) کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ۲۵ رمضان ۱۳۲۴ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ افغانستان کے علماء اور صلحاء کے زیرِ تربیت رہے۔ مولانا محمد عمر، مُلّا امان اللہ، مولانا عبدالعلی، مولانا محمد شفیع وغیرہ سے تعلیم حاصل کر کے جامعہ ازہر (مصر) تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً ۵ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر بیت المقدس، دمشق، بغداد، کاظمین، مدائن، بصرہ وغیرہ ہوتے ہوئے واپس ہوئے۔ مصر کے قیام کے زمانے میں حج بھی کیا اور بعض اکابر علماء سے بھی مستفیض ہوئے۔

آپ کی تالیفات یہ ہیں :-

(۱) الاسانید العالیہ مع صُوَرِ الشہادہ (عربی میں)

(۲) الخیر المزید فی اعراب الآیۃ وکلمۃ التوحید (عربی میں)

(۳) القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی (فارسی میں)

(۴) الحُجّہ فی مسئلۃ اللحیۃ والقبضہ (فارسی میں)

(۵) بزمِ خیر از زید در جوابِ بزمِ جمشید (اردو میں)

(۶) مجموعۂ خیر البیان (اردو میں)

(۷) مناہج السیر ومدارج الخیر (فارسی میں)

(۸) تقویم خیری

(۹) رسالہ خیر المقال فی رویۃ الہلال (اردو میں)

(۱۰) ماذا قال الائمۃ فی ابن تیمیہ (اردو میں)

Marfat.com

(۱۱) مسئلۂ ضبطِ ولادت (اردو میں)

(۱۲) منہج الألبّاء فی السلام علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء (اردو اور فارسی میں)

(۱۳) رسالہ وحدت الوجود (اردو میں)

(۱۴) الطبقات من الطبقات (عربی میں)

(۱۵) مقاماتِ خیر (اردو میں)

(۱۶) مقاماتِ اخیار (فارسی میں)

(۱۷) حضرت مجدّدؒ اور اُن کے ناقدین (اردو میں)

(۱۸) المجموعۃ السّنیّۃ (اس میں تین رسالے ہیں۔ حضرت مجدّدؒ کا فارسی رسالہ ردِّ روافض۔ شاہ ولی اللہؒ کا عربی رسالہ المقدمۃ السّنیّۃ اور ان کا ایک فارسی مکتوب محمد امینؒ کے نام۔

(۱۹) مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان (اردو میں)

(۲۰) فیصلۂ پنج مسئلہ (اردو میں)

(۲۱) امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (اردو میں)۔ ان کے علاوہ بعض کتابوں پر فاضلانہ مقدّمے بھی لکھے ہیں[1]۔

آپ کی تمام کتابیں بہت امتیازی شان رکھتی ہیں۔ بعض نے تو کتنے ہی لوگوں کو چونکا دیا ہے۔ "حضرت مجدّدِ الفِ ثانیؒ اور اُن کے ناقدین" نے تمام فتنہ پردازوں کے دانت کھٹّے کر دیے ہیں۔ ایسی لاجواب تحقیق ہے کہ اس کا

---

[1] یہ تمام معلومات آپ کی کتاب "مقاماتِ خیر" سے حاصل ہوئی ہیں۔ افسوس کہ آپ کے فاضل فرزند ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی نے قریب ۴۹ سال کی عمر میں، شوال ۱۴۰۴ھ کو دہلی میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

جواب کسی سے نہ بن پڑا اور بڑے بڑے پروفیسر اور مؤرخ شرما گئے۔ اس کتاب کے شروع میں آپ لکھتے ہیں :۔

سیّد الوالد حضرت شاہ ابو الخیر عبد اللہ قدّس سرّہ نے کیا خوب کہا ہی :۔

ہر گُل کو باغِ دہر میں کھٹکا ہے خار کا
اُلجھا ہوا خزاں سے ہے دامن بہار کا

دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی مُصلح آیا اُس کے مخالف بھی پیدا ہو گئے اور وہ جس پایہ کا مُصلح ہوا اُسی پایہ کے مخالف بھی ہوئے۔ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدّس سرّہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ آپ کا ظہور اُس وقت ہوا جب کہ اکبر بادشاہ کی بے دینی شباب پر تھی۔ خود غرض و خوشامد پیشہ لوگوں نے اُسے گھیر رکھا تھا۔ ابو الفضل وغیرہ مراتبِ چہار گانہ کی تشکیل و ترتیب میں مصروف تھے۔ اگر کوئی اکبر کو خوش کرنے کے واسطے اللہ اکبر کی صدا لگاتا تھا تو دوسرا ... اُس کے جواب میں جلّ جلالہٗ کہتا تھا۔ (پھر آپ نے اُس وقت کے تمام فنون کا جائزہ لیا ہے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے)

دہلی کے بزرگوں میں شاہ محمد مسعود محدّث رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۰ھ۔ ۱۳۰۹ھ) کو بھی بہت مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کا سلسلۂ حدیث دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) سے ملتا ہے۔ آپ حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ[1] (م ۱۲۸۲ھ) سے

---

[1] سیّد امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد حضرت حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۷ھ) تھے جو حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۳ھ) کے خلیفہ تھے۔ شروع کے دونوں بزرگوں کا تعلق رَتڑ چھتڑ مکان شریف (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بیعت ہو کر مجاز ہوئے۔ پروفیسر محمد مسعود صاحب نے آپ کی تیرہ تصانیف کا ذکر کیا ہے[1]۔ مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ) آپ کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔ جن کی تصانیف میں رکنِ دین (سوال و جواب کے طور پر فقہی مسائل) کو بہت مقبولیت حاصل ہے۔ مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری تصانیف یہ ہیں :-

توضیح العقائد۔ روح الصلوٰۃ۔ مولود محمود۔ آدابِ سالک کا ضمیمہ (آدابِ سالک، حضرت شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ یعنی اُن کے مُرشد کی تصنیف ہے)۔

حیدر آباد (سندھ) میں مولانا کے صاحبزادے مفتی محمد محمود صاحب نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو جاری رکھا ہے۔

افسوس کہ مفتی محمد محمود صاحب کا انتقال لاہور میں ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ (۱۲ اپریل ۱۹۸۷ء) کو ہوا اور دوسرے دن حیدر آباد میں تدفین ہوئی۔

حضرت مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے جدِ امجد حضرت

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) ضلع گورداس پور سے ہے۔ سید امام شاہؒ کے خلیفہ خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (کوٹلہ شریف) سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) مجاز ہوئے اور حضرت میاں صاحب کے خلفاء میں سے سید اسمٰعیل شاہ بخاری (م ۱۳۸۵ھ) ہیں جو "حضرت کرماں والے" کہلاتے ہیں۔ پیر بدھن شاہ کلانوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۲ھ) بھی حضرت حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

---

[1] رسالہ نورِ اسلام (شرقپور شریف)۔ حصۂ دوم۔ صفحہ ۳۸۸-۳۸۹

Marfat.com

شاہ محمد مسعود محدّث رحمۃ اللہ علیہ تھے) ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور مولانا شاہ محمد رکن الدین الوریؒ سے بیعت ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ہی کے فرزندِ عالی مرتبت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب ہیں جو آج کل ٹھٹھہ گورنمنٹ ڈگری کالج کے پرنسپل ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنّف ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی سولہ تصانیف کا ذکر آتا ہے[1]۔ مسجد فتح پوری، دہلی میں ایک مدّت تک آپ کا فیض جاری رہا۔ وہیں ۱۳۸۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ حضرت شاہ ابو الخیر مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بہت تعلق رکھتے تھے۔

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۴۰۰ — ۴۰۱

Marfat.com

مولانا احمد حسین خان امروہوی رح

آپ نے اپنے حالات اور تصانیف کا کچھ تذکرہ جواہرِ معصومیہ[1] کے مقدمے میں اس طرح کیا ہے :-

"جب کہ یہ متوسّلِ خاندانِ عالیہ خواجگانِ نقشبندیہ، منتسب طریقہ بہیّہ مجددیہ، خاک پائے درویشانِ جمیع خانوادگان فقیر احمد حسین خان حنفی امروہوی، سجادہ نشینِ والدی قطبِ زمان حضرت حافظ حاجی محمد عباس علی خان قادری السہروردی نقشبندی المجددی قدس اللہ سرہ العالی، تصنیف و تالیفِ کتبِ عدیدہ مفصّلہ تحت :

(۱) سُننِ احمدیہ معروف بہ فتاویٰ محبوبیہ (۲) مجموعۂ سوانحات یعنی سوانحِ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ وسوانحِ حضرت سیّدنا خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ وسوانحِ خاندانِ حضرت مُرشدنا حکیم پادشاہ الہ آبادی

---

[1] جواہرِ معصومیہ (مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۲) کے حاشیے میں محمد عباس علی خان رح کے متعلق لکھا ہے کہ :- آپ کا سلسلۂ سہروردی بتوسط جناب حکیم پادشاہ صاحب الہ آبادی و دیگر بزرگانِ الہ آباد جناب شیخ قوام الدین عرف حاجی حرمین لکھنوی خلیفۂ جناب مخدوم جہانیاں جہان گشت رح سے متصل ہے اور سلسلۂ نقشبندیۂ مجددیہ بتوسط جناب حکیم پادشاہ رح صاحب، سیّد فرخ علی شاہ عرف شاہ محمد عاشق رح، مولانا سیّد ابو الحسن رح، شاہ مراد اللہ رح، مولانا نعیم اللہ بہرائچی رح، جناب میرزا جانِ جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے اور سلسلۂ نسب خواجہ سید امیر کلال قدّس سرّہ سے متصل ہے۔

Marfat.com

قدسنا اللہ باسرارھم السّامی (۳) جواہرِ مجدّدیہؒ (۴) عوائلِ احمدیہ (۵) تصحیحِ ترجمۂ روضۂ قیومیہ (۶) ترجمۂ کتابِ حضرات القدس سے فارغ ہوگیا تو مخلصِ صمیم محبِّ قدیم جناب مولوی مَلِک فضل الدین صاحب ککے زئی، تاجرِ کتبِ قومی، کشمیری بازار لاہور نے ایک مختصر تذکرہ حالاتِ قطب الاقطاب غوثِ اولی الالباب حضرت عروۃ الوثقیٰ ابوالخیرات مجدّد الدین حافظ حاجی خواجہ محمد معصوم قیّومِ ثانی سرہندی قدسنا اللہ بسرّہ السّامی تحریر کرنے کی فرمائش فرمائی۔ باوجود بے بضاعتی وکم لیاقتی وعدیم الفرصتی کے حقیر سراپا تقصیر نے اس امرِ بزرگ اور کارِ سترگ کی بعجلتِ تمام، انجام دہی شروع کی اور بتاریخ ۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۱ھ بمقام حیدر آباد دکن، صانہا اللہ عن الشرور الفتن ختم کردیا۔ افسوس ہے کہ بتاریخ ۲ ذی الحجہ بروز جمعہ (۱۳۴۱ھ) صاحبِ موصوف (مَلِک فضل الدین) نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدائے کریم اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے لائق جانشین فرزند خلف مَلِک چنن الدین صاحب کو صبر اور توفیقِ خیر عطا فرمائے اور مرحوم و مغفور کے قدم بقدم چلائے۔ آمین۔ ثم آمین"۔

مولانا احمد حسین خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا اختر محمد خانؒ اپنی کتاب جواہرِ ہاشمیہ (حیدر آباد۔ دکن[1] ۱۹۳۸ء) کے صفحہ ۶۰ (بعد) میں لکھتے ہیں :-

"حضرت علامۂ زمان مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خان صاحب امروہوی

---

[1] یعنی ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء تک مولانا احمد حسین خان رحمۃ اللہ علیہ ضرور ... تھے جیسا کہ جواہرِ ہاشمیہ کے اندازِ بیان سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

صوفیۂ کرام میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور ہندوستان میں مروّجہ چاروں سلسلوں کے آپ تعلیماً و تفصیلاً جامع ہیں۔ اسی واسطے آپ کے نامِ نامی کے ساتھ الفاظ "مجمع السّلاسل" عام طور پر لکھے جاتے ہیں۔ آپ عرصہ دراز تک حیدر آباد دکن میں ایک مذہبی خدمت پر مامور رہے، پھر جب کتاب حضرات القدس کے پہلے حصّہ کا آپ نے ترجمہ فرمایا اور اُس کا نام شاہزادہ اعظم جاہ بہادر ولی عہدِ سلطانِ دکن حفظہ اللہ عن شرور الزمن کے اسمِ گرامی پر معنون کر کے ارمغانِ اعظم جاہی رکھا تو آپ کو اس کے صلے میں بہ معافیِ خدمت پوری تنخواہ بطورِ وظیفہ عطا کی گئی جو تاحینِ حیات آپ کے نام جاری رہے گی۔ (پھر مولانا اختر محمد خان نے "گراں مایہ مثنویاتِ تصوّف" کے دیباچہ نگار میر لیاقت علی خان، منصب دار سرکارِ عالی، حیدر آباد کا بیان اس طرح نقل کیا ہے کہ :-)

حضرت موصوف کی تاریخِ ولادت ۲۴ رشعبان ۱۲۸۹ھ شبِ دوشنبہ وقت تہجّد ہے۔ مولد امروہہ ضلع مراد آباد، شمالی ہند ہے۔ وہیں آپ نے علومِ ظاہری معقول و منقول تحصیل کیے۔ اکثر کتب درسیہ آپ کو ازبر ہیں ..... آپ نے علومِ باطنی کا فیض متعدد شیوخ سے پایا۔ اوّلاً تاریخ ۲۴ رجب ۱۳۰۲ھ روز سہ شنبہ بعد نمازِ ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ عبّاس علی خان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہوی سے بیعتِ توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۱۶ھ شبِ جمعہ بعد نماز مغرب بعد تکمیلِ سلوک ہر سہ طریق میں خلافتِ تامّہ حاصل کی اور جب سے ہی آپ کا فیضان جاری ہے .....

Marfat.com

اس کے بعد مولانا اختر محمد خان لکھتے ہیں :-

آپ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ کو حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری بریلوی کی ملاقات کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ عین نمازِ مغرب کے قعدۂ آخرہ میں اُن کو سرکارِ ابد قرار دربارِ غوثیت سے ارشاد ہوا کہ آپ کو اپنے سلاسلِ طریقت اور علمِ ظاہری کی خلافت تامّہ عطا کریں۔ چنانچہ انھوں نے نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ کو اپنے سر کا عمامہ عطا فرمایا اور خلافتِ سلاسلِ باطنیہ و اجازتِ علومِ ظاہرہ بخشی اور خلافتِ تامّہ عطا کرنے کی تاریخ "تاج الفیوض" الہام ہوئی جس سے ۱۳۳۰ھ نکلتے تھے۔

..... آپ نے عربی میں بھی شاعری کی ہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قطعہ بلغ العلیٰ بکمالہٖ کے ہر مصرع کے ساتھ ۶-۶ مصرعے بڑھا کر مسدّس بنایا ہے۔ منجملہ اُس کے صرف مصرعِ اوّل کے متعلق تضمین کا نمونہ یہ ہے :-

لَمَّا رَقیٰ بنعالہٖ بِالْعَرْشِ لَیْلَ وصالِہٖ شَرُفَتْ بِہٖ وبحالِہٖ
عُلْیاہُ فی اکمالہٖ ودنیٰ لِقَوْسِ مَنالِہٖ بجوابِہٖ وَسُوَالِہٖ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

آپ کی تصانیف میں سے جواہرِ معصومیہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۴۲ھ میں کتابت ہوئی تھی۔ لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں باریک قلم سے بڑے سائز کے ۴۹ صفحات ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے خاندانی حالات، ولادت و تعلیم، عبادات و کرامات اور تصانیف و خلفاء وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس کتاب سے پہلے آپ

Marfat.com

جواہرِ مجدّدیہ لکھ چکے تھے۔ وہ کتاب بھی اسی انداز کے ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور مکتوباتِ امامِ ربّانی قدّس سرّہ کے اُس اردو ترجمے کے شروع میں شامل ہے جو مُلک چنن الدین نے لاہور سے شائع کیا تھا۔ اس میں بھی خاندانی حالات، ولادت و تعلیم، مخصوص کمالات، معمولات، تصانیف اور صاحبزادگان و خلفاء کا ذکر ہے۔ آخر میں جناب احمد حسین خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کی مدح میں اپنی لکھی ہوئی دو[۲] منقبتیں بھی شامل کر دی ہیں جو اس طرح شروع ہوتی ہیں :-

پلا دے ساقیا ساغر مجدّدِ الفِ ثانیؒ کا
کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدّدِ الفِ ثانیؒ کا (گیارہ اشعار)

دکھا دے اے خدا روضہ مجدّدِ الفِ ثانیؒ کا
کہ ہوں مدّت سے میں شیدا مجدّدِ الفِ ثانیؒ کا (۲۳- اشعار)

پھر آپ کے ایک خلیفہ محمد عبدالرحیم بیگ کی لکھی ہوئی ایک منقبت بھی آخر میں شامل ہے :-

تعالی اللہ کسے یارا ہے آنحضرتؐ کی مدحت کا
ہے نامِ پاکِ شیخ احمد گلِ باغِ ولایت کا (۱۵- اشعار)

Marfat.com

مولانا ہدایت علی رامپوری ثم جے پوری رح

آپ رام پور (یو۔پی) میں ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں علومِ ظاہری کی تحصیل مولانا ارشاد علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ پھر آپ جے پور (ریاست) تشریف لے گئے جہاں آپ کے بہنوئی حاجی محمد علی، ممبر کونسل تھے۔ وہیں آپ نے حضرت مولانا محمد علی شیر خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور اٹھارہ سال تک اُن سے مستفیض ہوتے رہے۔ جے پور میں آپ نقل نویسی کا کام کرتے تھے اور عُسرت سے زندگی گزارتے تھے۔ لیکن اسی حالت میں آپ نے اجمیری دروازے کے باہر ایک مسجد کی تعمیر شروع کرائی۔ وہیں ایک مدرسہ تعلیم الاسلام بھی قائم کیا اور اُس کے اخراجات کے لیے جائیداد اور مکانات بھی بنوائے۔ بعض حاسدوں کے شر کی وجہ سے آپ پھر دوسرے محلّے میں چلے گئے۔ وہاں بھی ایک مسجد اور مدرسہ قائم کیا۔ ایک اور مسجد ہدایت باغ میں شروع کرائی جو بعد میں آپ کے پوتے مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کرائی۔ ۱۳۶۵ھ میں حج کیا اور ۱۳۷۰ھ میں جے پور میں وفات پائی۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) فتوح الحرمین (۲) معیار السلوک (۳) احسن التقویم (۴) دُرِّ ثانی یعنی حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے مکتوبات کے تینوں دفتروں کا خلاصہ۔ (۵) حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہ کے مکتوبات کا خلاصہ،

Marfat.com

(۶) مثنوی مولانا سے روم رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ ۔ آپ کا سلسلۂ بیعت اس طرح ہے :-

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ سے حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدّس سرّہ اور اُن سے حضرت خواجہ عبدالاحد سرہندی قدّس سرّہ، اُن سے خواجہ محمد حنیف سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ ابو المساکین شیخ محمد ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ سیّد حسین علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ علی شیر خان رحمۃ اللہ علیہ، اور اُن سے آپ مستفیض ہوئے۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے مکتوبات کا خلاصہ "دُرِّ لاثانی" کے نام سے موسوم ہے۔ اُس کے شروع میں حمد و نعت و منقبت کے بعد اس طرح تمہید لکھتے ہیں :-

"مکتوباتِ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی قدّس سرّہ السامی، جامعِ حقائقِ شریعت و طریقت ہیں۔ شارحِ حقائقِ حقیقت و معرفت ہیں اور رہنمائے علمائے ربّانی و سراجِ عرفائے حقّانی ہیں۔ اگر ان مکتوبات کو کوئی بغور پڑھے اور سمجھے اور عمل کرے تو اس کے واسطے اس سے بہتر کوئی کتاب علمِ تصوّف میں فائدہ مند نہیں۔ ان مکتوباتِ شریف میں قالِ شریعت اور حالِ طریقت اور نکات و اسرارِ ذات و صفاتِ الٰہی خوب بیان کیے ہیں اور ایسے ایسے علوم و معارف بیان

فرمائے ہیں کہ جو بزرگانِ سابقین کی کتابوں میں درج نہیں۔ یہ خاص معرفت وعلوم حضرت مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔۔۔۔"

آپ نے تینوں دفتروں کے مکتوبات میں سے کچھ مطالب اردو میں لے لیے ہیں اور کہیں کہیں "آگاہی" کے عنوان سے تشریح بھی کی ہے۔ مثلاً دفترِ اوّل کے مکتوب نمبر ۱۰۸ میں سے ایک اقتباس اس طرح ہے :۔

"نبوّت، ولایت سے افضل ہے، خواہ وہ ولایت، نبی ہی کی ولایت ہو۔ ولایت کا رخ خدا کی طرف ہوتا ہے، خلق کی طرف نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ خلق کو پوری ہدایت نہیں کرسکتا اور نبوّت کا رُخ خلق کی طرف ہوتا ہے اس لیے اس سے پوری ہدایت کا حق ادا ہوتا ہے۔"

اس اقتباس کے بعد "آگاہی" کے ذیل میں لکھتے ہیں :۔

"بعض اکمل ولی جو کمالاتِ نبوّت سے یا فنائے تام اور بقائے اکمل سے مشرف ہوتے ہیں وہ بھی بہ اتّباعِ نبی حالتِ صحو میں ہوتے ہیں اور خلق کو ہدایت کرتے ہیں اور خالق ومخلوق کے درمیان مثل حرفِ مشدّد کے ہوتے ہیں،"

آپ نے مکتوبات میں سے عموماً مختصر اقتباسات درج کیے ہیں بلکہ بعض مواقع پر صرف ایک جملہ ہی لے لیا ہے۔ آپ کا ترجمہ بہت کچھ مولانا قاضی عالم الدین صاحب کے ترجمے سے ملتا جلتا ہے جو انھوں نے تینوں دفتروں کا کیا تھا اور جسے مَلِک جمال الدین نے اللہ والے کی قومی دُکان، لاہور سے شائع کیا تھا۔

Marfat.com

حضرت سید محمد عبدالحلیم شاہ امروہوی ثم جے پوری رح

آپ امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم، پھر عربی اور فارسی علوم کی تحصیل کے بعد آپ جے پور چلے گئے۔ وہاں محکمہ مشتر خانہ میں ملازم ہو گئے اور فوجی ملازموں کو بھی پڑھانے لگے۔ وہاں سادات بلگرام سے حضرت سیّد زمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، تو آپ اُن سے بیعت ہوئے اور سلوک طے کیا۔ اُن کا سلسلہ بھی حضرت شاہ غلام علی قدّس سرّہ تک پہنچتا ہے[1]۔

حضرت سید محمد عبدالحلیم شاہ علیہ الرحمہ نے طویل عمر پائی اور ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۵ھ کو جے پور ہی میں وفات پائی۔ آپ کا ایک دیوان[2] یادگار ہے جس کی ابتدا آپ کے شیخ کی منقبت کے ایک قصیدے سے ہوتی ہے:۔

بھرا ہوا ہے گلِ شوق سے مرا داماں — مئے نشاط سے چہرہ ہی مثلِ خورشاں
دماغ، بادۂ جامِ الست سے پُرکیف — نگاہ، جلوۂ حُسنِ وجود سے حیراں
طبیعت اوجِ معانی کی فکر میں مشغول — خیال، شوقِ عروج و علو میں سرگرداں

بہت مرتّع قصیدہ ہے اور ذوق دہلوی کی طرح آپ نے بھی مختلف

---

[1] یعنی حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے شاہ ابوسعیدؒ، اُن سے گل محمدؒ، ان سے عبدالغفورؒ اور اُن سے سیّد زمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ مستفیض ہوئے۔

[2] یہ دیوان کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے بسنہ ۱۹۵۶ء والے ایڈیشن میں (اور بعد میں بھی) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان کا سیر حاصل مقدمہ ہے۔

Marfat.com

علوم (باطنی) کا ذکر کیا ہے ۔ بقا، فنا، فنا الفنا، حضور، غیب، غیب الغیب، اعیان، تنزیہ، شیونِ جمالی، شہود، وحدت، مرکّبات، لبسائط وغیرہ کا عمدہ رنگ چڑھایا ہے اور زورِ بیان، رفعتِ تخیّل اور عمدہ تراکیب ہر جگہ ہیں۔ ستّر اشعار ہیں اور اختتام انتہائی خلوص کے ساتھ ہے :-

مرا وجود، مرا نام، یہ نمود، یہ بود
کچھ اس طرح سے مٹیں پھر کوئی نہ پائے نشاں

نہ سمجھے کوئی کہ عبدالحلیم تھا کوئی
ہو میری ہستیِ فانی، خیال و وہم و گماں

نہ میں رہوں، نہ مری آرزو رہے باقی
مرا ظہور ہی ہو جائے تہمت و بہتاں

آپ کی غزلیں بھی سلوک کی مختلف منازل کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ مثلاً یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

کسے سچّا سمجھیے، کس کو جھوٹا، عقل حیراں ہے
نفی اثبات کا ہو کس طرح سے امتحاں دل میں

بظاہر لاکھ تو مجھ سے نہاں ہے
مگر باطن میں تو عین العیاں ہے

نمود و بود جو کچھ ہیں ہمیں ہیں ـــــ کہیں ظاہر، کہیں خلوت گزیں ہیں
یہی مرشد، یہی احمد، یہی حق ـــــ محیطِ کل ہوئی ہے وحدتِ شیخ

Marfat.com

آپ کی غزلیں مسلسل ہیں اور اُن کے مضامین آپس میں مربوط ہیں۔

ہر جگہ جلوہ عیاں ہے آپ کا
مجھ کو ہر شے میں گماں ہے آپ کا

دیر میں وہم و گماں ہے آپ کا
اور نہ کعبے میں نشاں ہے آپ کا

ڈھونڈنے والے کو ملتے ہیں کہاں
کہیے تو کس جا مکاں ہے آپ کا

لامکاں تو بس فقط کہنے کو ہے
قلبِ مومن ہاں مکاں ہے آپ کا

آپ کے وہ نازوہ انداز ہیں
شیفتہ سارا جہاں ہے آپ کا

ایک پُرکیف غزل یہ ہے :-

خوب آتا ہے مجھے رنگ جمانا جانا
جستجو میں تری پھرتا ہے زمانہ جانا

ترک کیوں کر دیا فرمائیے آنا جانا
آپ نے چھوڑ دیا دل سا ٹھکانا جانا

غش میں آجائیں گے موسیٰ کی طرح سے لاکھوں
تم نہ بے پردہ کہیں جلوہ دکھانا جانا

دل بھی لو، جان بھی لو، سر بھی مرا حاضر ہے
چھوڑ دو مجھ سے مگر منہ کا چھپانا جانا

آپ کا پورا کلام اسی انداز کا ہے اور عارفانہ مضامین پر محیط ہے۔

Marfat.com

حسین حلمی الشیق مدظلہ

(ترکیہ)

یہ مقالہ نامکمل رہے گا اگر حضرت حسین حلمی الشیق مدظلہ کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) کے ممتاز خلیفہ مولانا ضیاء الدین خالدکُردی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ دہلی سے جاکر شام، عراق، ترکیہ اور مصر وغیرہ ممالک میں سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ کی تبلیغ میں مصروف رہے اور اس قدر فیض پہنچایا کہ جگہ جگہ اُن کو یاد کیا جانے لگا۔ بلکہ اُن کے سلسلے کو خالدیہ کہا جانے لگا۔ اُن کے خلیفہ سیّد طٰہٰ حکاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کے خلیفہ سیّد فہیم آردا سی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلیفہ سید عبدالحکیم آردا سی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ) تھے۔ مؤخر الذکر بزرگ کے خلیفہ حسین حلمی الشیق مدظلہ[1] ہیں۔ انھوں نے ایران، پاکستان، ہندوستان وغیرہ ممالک کا سفر کیا ہے۔ عربی، فارسی اور انگریزی، جرمن، فرانسیسی زبانیں بلا تکان لکھتے ہیں اور اب تک قریب دوسو عربی اور فارسی کی کتابیں (تصوّف، فقہ وغیرہ پر) دوسرے علماء کی لکھی ہوئی شائع کر چکے ہیں۔ اردو کی کتابیں بھی عکس لے کر شائع کر چکے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں تمام عالمِ اسلام میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ حضرت مجدّد الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مکتوبات

---

[1] صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۸ء کو حسین حلمی صاحب کی ملاقات کے لیے استنبول (ترکی) تشریف لے گئے تھے۔

Marfat.com

خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات اور حضرت مجدد قدس سرہ کی دوسری کتابیں بھی (بلکہ حضرت شاہ زوار حسین علیہ الرحمہ کی مرتب کردہ کتابیں) انقرہ سے دوبارہ شائع کر چکے ہیں۔ وہ ایک جگہ لکھتے بھی ہیں :-

حدیث نبوی ہے کہ امتِ من در ہفتاد و سہ فرقہ متفرق خواہد شد و ازمیانِ آنہا فقط یک فرقہ ناجی است و آنست اہلِ سنت والجماعت ــ ما می خواہیم کہ مسلمین مخصوصاً افرادِ فرق وہابی، شیعی، قادیانی و بہائی را بسوے صراطِ مستقیم اسلام راہنمائی بکنیم۔ و ما سعی می داریم کہ اسلام را بیشتر گسترش بدہیم۔ برائے دست آوردِ این ہدف، متون اسلامی نوشتۂ اکابر و مشاہیرِ اسلام (اہلِ سنت والجماعت) چاپ خواہد شد"[1]

---

[1] رسالہ نورِ اسلام (شرقپور)۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۴۸۳۔ ایک خاص بزرگ پیر محمد صادق مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۶ھ) جو کابل میں قید رہے ہیں افغانستان کی طرف سے مصر اور سعودی عرب میں قریب ۲۵ سال سفیر رہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایسے مجاہد، عالم، فاضل، سلسلۂ نقشبندیہ کے مبلغ، پورے بلادِ اسلامیہ میں عزت و احترام کے ساتھ دیکھے جانے والے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں۔ افسوس کہ اُن کی تصانیف کا علم نہیں۔

Marfat.com

(۲) اولیائے سرحد رح

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرّہ کے زمانے سے صوبہ سرحد میں نقشبندی سلوک عام ہُوا۔ مُلّا عبدالکریم سُنّامی بن درویزہ الحانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے علاقۂ یوسف زئی (یاغستان) میں ۱۰۷۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت مجدّد قدّس سرّہ کا ایک مکتوب نمبر ۲۷۸ (دفترِ اوّل) آپ کے نام ہے۔ ایک کتاب مخزن الاسلام آپ کی یادگار ہے۔[1]

حضرت مجدّد قدّس سرّہ کے خلیفہ شیخ آدم بنّوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۴ھ) سے شیخ نور محمد پشاوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۹ھ) بیعت ہوئے اور یوسف زئی قبیلے کے بہت سے لوگوں کو شیخ نور محمد رح سے فیض پہنچا۔ بلکہ آج بھی اُن کی اولاد نواحِ پشاور میں اپنے فیوض کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضرت عبداللہ المعروف "حاجی بہادر" اکبر آبادی جو بعد میں کوہاٹ میں سکونت پذیر ہوئے وہ بھی حضرت آدم بنّوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت[2]

---

[1] نزھۃ الخواطر۔ جلد ۵۔ صفحہ ۲۴۲

[2] حضرت آدم بنّوری رحمۃ اللہ علیہ جب ہندوستان سے افغانستان تشریف لے گئے تو راستے میں سرائے اکوڑہ میں شیخ رحم کار رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶۳ھ) سے ملاقات ہوئی اور اُن کے زہد و تقویٰ سے بہت متاثر ہوئے۔ (دیکھیں اعجاز الحق قدوسی صاحب کی کتاب "تذکرہ صوفیائے سرحد"۔ صفحہ ۲۹۳۔ لاہور ۱۹۶۶ء)

Marfat.com

ہوئے۔ ۱۰۹۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات میں جن خلفاء یا بزرگوں کا ذکر اس علاقے سے متعلق ملتا ہے وہ یہ ہیں :-

مولانا محمد صدیق پشاوریؒ۔ حسن علی پشاوریؒ۔ عبداللہ پشاوریؒ۔ نعمت اللہ پشاوریؒ۔ محمد علیم جلال آبادی (رحمہم اللہ تعالیٰ)

حاجی محمد اسمٰعیل غوری پشاوریؒ (م ۱۱۱۱ھ) بھی اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے شیخ سعدی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۸ھ) اور یار محمد گل مہاری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا[1]۔

سید حسن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۵ھ) کے صاحبزادے شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ) نے بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ، میاں عبدالاحد وحدتؒ "شاہ گل" اور میاں شیخ عبدالنبی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی مستفیض ہوئے[2]۔

حافظ عبدالغفور پشاوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۶ھ) نے حاجی محمد اسمٰعیل غوری پشاوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی[3]۔

حضرت یحییٰ "حضرت جی" رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۱ھ) بھی حضرت سعدی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے[4]۔ اور میاں عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] اعجاز الحق قدوسی صاحب۔ صفحہ ۳۸۴۔ [2] ایضاً۔ صفحہ ۳۹۷۔
[3] ایضاً۔ صفحہ ۴۱۷۔ [4] ایضاً۔ صفحہ ۴۴۳۔

Marfat.com

(م سنہ ۱۱۹۰ھ) "حضرت جی" کے خلیفہ ہوئے۔[1]

مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ (بڑھانہ۔ ضلع مظفر نگر۔ یو۔پی) حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۴۶ھ) سے بیعت تھے۔ خیبر میں سنہ ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی نقشبندی سلسلے سے تھا۔[2]

ایک اور بزرگ خواجہ عبدالرحیم باغدری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی آتا ہے کہ وہ باغدرہ میں پیدا ہوئے جو گندگر پہاڑیں واقع ہے۔ بعد میں موہڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) کے مشہور بزرگ خواجہ محمد قاسم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوکر خلیفہ مجاز ہوئے۔[3]

خود خاندانِ مجددیہ کا براہِ راست فیض بھی ہنوز صوبہ سرحد میں جاری ہے۔ مولانا عبداللہ جان فاروقی مجددی مدظلہ نے حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات "گلشنِ وحدت" (کراچی ۱۹۶۶ء) کا جو مقدمہ لکھا ہے اُس میں فرماتے ہیں:۔

"ان مکتوبات کا قلمی نسخہ فقیر کے جدِ امجد حضرت جیو شاہ فضل احمد سرہندی قدس سرہ کی خانقاہِ فضلیہ کے کتب خانے میں موجود تھا۔ موصوف رحمۃ اللہ علیہ سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے عہد میں سنہ ۱۱۸۷ھ (مطابق سنہ ۱۷۷۳ء) سرہند شریف سے ہجرت کرکے پشاور میں تشریف

---

[1] ایضاً۔ صفحہ ۴۵۳۔ اعجاز الحق قدوسی صاحب نے صفحہ ۴۶۴ میں شیخ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۳۲ھ) اور صفحہ ۵۹۹ میں خواجہ عبدالرحمٰن چھوردی (م سنہ ۱۳۴۲ھ) کا ذکر کیا ہے کہ وہ نقشبندی سلسلے میں بھی داخل تھے۔

[2] ایضاً۔ صفحہ ۴۷۰۔ [3] ایضاً۔ صفحہ ۵۹۲۔

Marfat.com

لے آئے۔ یہاں کے ہزاروں لوگ اُن کے فیوضِ باطنی سے سیراب ہوئے۔
سلخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۱ھ کو ۸۴ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا[1]۔ آپ
کا مزار وہاں چوک ناصر خان، محلّہ حضرت فضل حق رحمۃ اللہ علیہ میں واقع
ہے۔ آپ کا انتساب باطنی حضرت شاہ محمد رسا رحمۃ اللہ علیہ سے تھا[2] اُن
کا حضرت پارسا رحمۃ اللہ علیہ سے اور اُن کا حضرت شیخ عبید اللہ نیز
حضرت خواجہ نقشبندِ ثانی رحمۃ اللہ علیہما سے تھا۔ پھر اُن کا حضرت خواجہ
محمد معصوم قدس سرہ سے اور اُن کا امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی حضرت
شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ آپ کی اولادِ امجاد نے سکھوں
کے دورِ حکومت کے وقت ۱۲۶۲ھ (مطابق ۱۸۴۶ء) میں پشاور سے
ہجرت کی اور مقام تنگی میں چند سال قیام کے بعد مُریدوں کی خواہش سے
تھانہ، علاقہ سوات (مالاکنڈ ایجنسی) میں آکر آباد ہوئے[3]۔

حضرت خواجہ فضل احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۱ھ) کے
ایک ممتاز خلیفہ مولانا محمد رضا نوحانی میاں خیلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۳ھ)
زکوڑی شریف (قریب ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں تھے۔ اُن کے صاحبزادے
مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ) اور مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ
علیہ (م ۱۳۲۵ھ) تھے۔

مولانا محمد حسنؒ کے صاحبزادے محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۷ھ)

---

[1] نزھۃ الخواطر۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۴۲۔

[2] یعنی شاہ محمد رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت مروّج الشریعت محمد عبید اللہ
بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرہ ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

[3] مقدمۂ گلشنِ وحدت (کراچی ۱۹۶۶ء)

Marfat.com

تھے اور اُن کے صاحبزادے محمد عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء) تھے۔

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی شان میں ایک منقبت لکھی تھی جس کے چند اشعار یہ ہیں :۔

چراغِ نقشبنداں خواجہ معصوم — ملاذِ مستمنداں خواجہ معصوم
سراجِ اولیا آں قطبِ عالم — شفیعِ اہلِ عصیاں خواجہ معصوم
غیاث المسلمیں آں غوثِ اعظم — معینِ اہلِ ایماں خواجہ معصوم

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی فارسی میں لکھتے تھے۔ ایک نعت کے چند اشعار یہ ہیں :۔

توئی کانِ ہدیٰ و مہبطِ آیاتِ ربانی
توئی ہم مطلعِ انوارِ عرفاں یا رسول اللہ ﷺ
زنورے روے خوبت نورِ بیضا مقتبس باشد
زلولت منفعل لعلِ بدخشاں یا رسول اللہ ﷺ
زمین و آسماں از حبِ تو در گردش و ساکن
شدہ عاشق بردیت جن و انساں یا رسول اللہ ﷺ [1]

---

[1] زکوڑی شریف کے ان بزرگوں کے متعلق دیکھیں مضمون سید نور محمد قادری صاحب کا۔ رسالہ نورِ اسلام۔ اولیاے نقشبند نمبر۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۴

Marfat.com

حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

آپ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ قندھار میں ۱۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے[1]۔ شروع ہی سے اہل اللہ حضرات کی زیارت کا شوق تھا۔ صرف و نحو اور منطق وغیرہ پڑھی لیکن علومِ باطنی کا شوق غالب تھا۔ شورشِ عشق سے ایک مرتبہ کابل میں تیرہ دن تک بے ہوش رہے۔ پھر پشاور روانہ ہوئے۔ وہاں سے بغداد، کردستان، بصرہ وغیرہ تلاشِ مرشد میں پھرتے رہے، پھر قلات کی طرف بمبئی پہنچے اور وہاں حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ) سے بیعت ہوئے لیکن انھوں نے فرمایا کہ میں حج کے لیے جا رہا ہوں، آپ دہلی جاکر میرے فرزند شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوں۔ چنانچہ آپ دہلی پہنچے اور ایک سال، دو ماہ اور پانچ روز حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تجدیدِ بیعت کرکے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے حد محبت تھی کہ اُن کی نعلین مبارک اپنے منہ میں رکھ کر رویا کرتے تھے اور

---

[1] آپ کے حالات مولانا شاہ زوّار حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عمدۃ السلوک" (حصّۂ دوم) سے حاصل کیے ہیں۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے مشہور خلیفہ حافظ محمد ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ (رام پور) تھے۔ ان کے خلیفہ حاجی مجتبیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ تھے جنھوں نے خیرپور (سندھ) میں سلسلے کی تبلیغ فرمائی اور وہیں وفات پائی۔ اُن کے خلیفہ منظور حسین صاحب ہیں جو مدینہ منوّرہ میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

اُن کا بیت الخلاء خود صاف کیا کرتے تھے۔ آپ سے آپ کے شیخ کو بھی بہت زیادہ محبّت تھی۔ قادریہ اور چشتیہ طریقوں میں بھی اُن سے خلافت حاصل کی لیکن نقشبندیہ سلوک سے خصوصی تعلق رہا۔ آپ کے مکتوبات مولانا محمد عادلؒ بن فیض محمدؒ کاکڑی نے جمع کیے تھے اور جناب مفتی عطا محمد صاحب (خطیب جامع مسجد چودھوان، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) نے تصحیح کرکے ۱۳۸۳ھ میں شائع کر دیے ہیں۔ آپ کی وفات شب شنبہ ۱۲۸۴ھ کو موسیٰ زئی شریف (متصل کوہِ سلیمان) میں ہوئی اور وہیں مزارِ اقدس ہے۔

آپ کے مکتوبات صرف تین ۳ مل سکے ہیں جو عربی میں بھی ہیں۔ فارسی میں زیادہ ہیں۔ پہلا مکتوب جو آپ کے خلیفہ محمد جانان آخوندزادہ ساکنِ مرغہ کے نام ہے اس طرح شروع ہوتا ہے:-

الحمدللہ الذی اَطلَعَ فی فلک ازل شمس النبوۃ المحمدیہ و اَشرق من افق اسرار الرسالۃ مظاہر تجلّیات الاحمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

اخوی عزیزی ارشدی محمد جانان آخوندزادہ صاحب سلّمہم اللہ تعالیٰ عن الآفات الدنیویۃ و الاخرویۃ وجعلہ اللہ عاشقاً و محبّاً لذاتہ تعالیٰ۔

از فقیر حقیر لاشے دوست محمد عفی عنہ۔ بعد از سلام مسنون اشتیاق مشحون آنکہ نصیحتے کہ بہ یاران نمودہ می شود ملحوظ می باید داشت کہ شرطِ اجازت و ترویج الطریقۃ الصوفیہ استقامت است ظاہراً و باطناً بر احکامِ شریعتِ محمد علیہ السلام کہ یک ذرّہ حتی المقدور از حدودِ شرعیہ تجاوز نہ فرمایند، خصوصاً صلوٰۃِ خمسہ بہ اوّل وقت بہ جماعت گذارند۔ مگر نمازِ صبح و ہر ساعت بہ ذکر و مراقبۂ حق تعالیٰ مشغول بودن و قلّۃ الکلام و قلّۃ المنام و قلّۃ الطعام و قلّۃ الاختلاط مع الانام کردن و بہ توبہ و صبر قناعت و زہد و توکّل و

Marfat.com

شکر و خوف و تسلیم و رضا موصوف بودن و کشف و کرامات و خرقِ عادات
را مثلِ عوام النّاس در نظر نیاوردن و از خود و از ماسوٰی نا امید
بودن و فقر و فاقہ را نعمتِ عظمیٰ دیدن و طمع در مالِ مریدان وغیرہ
نیاوردن و نظر بہ قبول و ردِّ خلق نہ کردن و از غنی و اہلِ غنیٰ محترز
بودن و خدمتِ علماء و فقراء بہ مال و جان و تن کردن و از غیبت و
مذمّتِ خلق مُجتنب بودن و از شرِّ نفس و شیطان تا وقت مُردن نا ایمن
و خود را از جمیع مخلوقات حقیر دانستن و لا شے دیدن۔ خوش گفت :-

ہر کجا این نیستی افزوں تر است
کارِ حق را کارگاہِ آن سر است

اجمالاً بیانِ شریعت و طریقتِ محمدی علیہ السلام ہمین است۔
اللھم ارزقنا متابعۃ حبیبکَ فعلاً و قولاً و اعتقاداً اولاً و
آخراً ظاہراً و باطناً (صلی اللہ علیہ وسلم) ----

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ) کے خلیفۂ خاص ہیں۔ ۱۲۴۴ھ میں لونی (تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں پیدا ہوئے۔ صرف و نحو، فقہ اور تفسیر وغیرہ سے فارغ ہوئے تو ایک دن اپنے ماموں مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا سلام و پیام پہنچانے کے لیے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ جمعہ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۶ھ کو بیعت ہوئے اور اپنے شیخ ہی سے صحاحِ ستہ اور علومِ سیر و تصوف وغیرہ کی تحصیل کی۔ پھر ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کو خلافت اور جانشینی حاصل کی۔ ۱۲۸۷ھ میں حج کیا اور مدینہ منورہ میں معدہ کو خالی رکھنے کے لیے خورد و نوش کو ترک کر دیا۔ مسترشدین کی تربیت میں سخت کاوش فرماتے تھے۔ آخرِ عمر میں ضیق النفس، فالج، رعشہ وغیرہ امراض میں مبتلا ہو گئے تھے۔ سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو وفات پائی۔ اور موسیٰ زئی شریف میں دفن ہوئے۔

آپ کے مکتوبات، ملفوظات، نصائح، کرامات، معمولات اور بیانِ خلفاء وغیرہ کا مجموعہ "فوائدِ عثمانی" کے نام سے سید اکبر علی دہلویؒ نے جمع کیا تھا۔ جناب مفتی عطا محمد صاحب۔ (خطیب جامع مسجد چوڈھواں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) نے تصحیح کر کے ۱۳۸۲ھ میں اسے شائع کیا۔ اس میں :-

Marfat.com

(۱) ملفوظات ۶۱ ہیں (۲) مکتوبات ۲۵ ہیں۔ پھر (۳) مختصر اقوال اور عبارات کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جس کے جمع کرنے والے کی محبّت اور محنت کی داد دینی چاہیے۔ ان کے بعد (۴) کرامات اور مکشوفات کا ذکر ہے (۵) تعویذات بھی ہیں اور آخر میں (۶) آپ کے خلفاء کا ذکر ہے اور حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُن ۲۲ خلفاء کے ناموں کی فہرست ہے جو بعد میں آپ سے مستفیض ہوئے تھے۔ اس مجموعے کے جامع سیّد اکبر علی دہلویؒ نے اپنے والد مولوی حاجی حافظ میر احمد علی دہلویؒ کو اور خود کو بھی آپ کے خلفاء میں بہت تواضع کے ساتھ شامل کیا ہے اور حالات بھی لکھے ہیں۔ آپ کے آخری ایّام کے حالات و کیفیات، آپ کے وصال پر مختلف تاریخیں اور اشعار (عربی اور فارسی) اور آپ کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) کی دستار بندی، ہفت سلاسل کے شجرے اور خاندانِ مجدّدیہ کے اسباق وغیرہ سبھی مذکور ہیں۔ ۱۳۱۵ھ میں یہ مجموعہ تیار ہوا اور اُس دَور کے حالات سے متعلق ایک قیمتی تاریخ ہے۔

تبرّکاً آپ کے مکتوب سوم کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ آپ کی تحریر کا اندازہ ہو سکے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ سیادت و نجابت دستگاہ جناب سیّد سردار علی شاہ صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ۔ از فقیر حقیر لاشئ عثمان عفی عنہ۔ پس از تسلیمات و دعواتِ مزید درجاتِ دارین آنکہ مکتوبِ مسرّت اسلوب کہ فرستادہ بودند رسید، موجب دعاگوئی زیادہ از ماسبق گردید۔ اللہ تبارک

Marfat.com

تعالیٰ آن جناب را از سرِّ اعدائے آفاقی و انفسی، نجات و خلاصی دادہ بہ محبّتِ ذاتِ اقدسِ خویش سرفراز فرمایاد برب العباد۔
جنابِ من برائے ترقیِ کارِ باطنی، صدقِ مقال و خوردنِ حلال و اتّباعِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم قولاً و فعلاً و نشستن و برخاستن یعنی در جمیع احوال، شرطِ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ اند۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ اہالیہا۔ و اگر اتّباعِ شرعِ شریف نباشد و احوالِ مواجید می باشند نزدِ بزرگانِ دینِ متین از حیّزِ اعتبار ساقط است۔ باید کہ سالک شب و روز بجدّ و جہدِ تمام در پیرویِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اوقاتِ عزیزۂ خود را کہ بدل ندارند مصروف سازند۔

ع کار اینست و غیر ازیں ہمہ ہیچ۔

حضرت خواجہ محمد عثمانی دامانیؒ کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین تھے۔ اُن کے صاحبزادے حافظ محمد ابراہیمؒ تھے اور اُن کے صاحبزادوں میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ بڑے با فیض بزرگ ہیں۔ اور بہت بڑے عالم ہیں ——

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالغفور عبّاسی مہاجر مدنیؒ

آپ حضرت عثمان دامانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و فرزند حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ) حضرت فضلِ علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ہاشم خیل بانڈہ (سرحد) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ سیّد مرحوم بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ آپ چار بھائی تھے اور چاروں عالم تھے۔ آپ نے دہلی کے مدرسہ امینیہ میں تعلیم پائی اور وہیں مدرّس مقرر ہو گئے۔ معقولات میں آپ کو بہت تبحّر حاصل تھا۔ مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) کے توسط سے اُن کے شیخ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ) سے آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت حاصل کی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت کے مطابق ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) میں مدینہ منوّرہ میں مستقل قیام فرمایا۔ وہاں سے عرب و عجم اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگ آپ سے مستفیض ہوتے۔ شاید موجودہ دور میں اتنا فیض کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچا۔ اتّباعِ شریعت پر بہت زیادہ زور دیتے تھے اور بیعت ہونے والوں سے ارشاد فرماتے تھے کہ داڑھی رکھنی ہوگی، انگریزی بال کٹوانے ہوں گے، سگریٹ بیڑی ترک کرنی ہوگی۔ نکٹائی، سینما وغیرہ تمام لہو و لعب ترک کرنا ہوں گے، اگر یہ شرائط منظور ہوں تو بیعت ہو سکتے ہیں۔ آپ

Marfat.com

مختلف ممالک میں اور بالخصوص پاکستان میں دورہ فرماتے تھے اور اُن کی وجہ سے پورے ملک میں رونق ہو جاتی تھی۔ یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ کو مدینہ منوّرہ میں وصال ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب دفن ہوئے۔

نقشبندی سلوک پر آپ کا ایک رسالہ اور ایک رسالہ اورادِ فضلیہ شائع ہوا تھا۔ پھر آپ کے بھتیجے مولانا فضل سبحان عباسی علیہ الرحمہ نے آپ کے جو ملفوظات جمع کیے تھے وہ آپ کے پوتے مولانا شمس الرحمٰن صاحب نے کراچی سے شائع کر دیے ہیں۔ یہ ملفوظات آپ کے فیوض و برکات کا ایک بہت بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ اس کے بعض مضامین یہ ہیں :-

ضرورتِ بیعت، اہلِ تصوّف کی اصطلاحات، اقسامِ توبہ، اصطلاحاتِ نقشبندیہ[1]، اسباقِ نقشبندیہ، تشریحِ ولایت، حُسنِ خُلق کی حقیقت و اہمیت، تمام علوم قابلِ تعریف نہیں، اخلاقِ حمیدہ اور اس کی چودہ قسمیں، آفات اللسان کی آٹھ قسمیں، آفاتِ قلب کی نو قسمیں، مجاہدہ اور اس کے ارکان، موت وما بعد الموت، حقیقتِ موت وغیرہ۔

مولانا فضلِ سبحان عباسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ملفوظات کو ترتیب دے کر اہم نکات اور تشریحات کو معتبر کتابوں سے لے کر اضافہ کیا ہے۔ یعنی جگہ جگہ ان ملفوظات کی تشریح و توضیح مختلف کتابوں کی مدد سے کی ہے جس سے خود جامع کے فضل و کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ نمونہ یہ ہے :-

حضرت شیخ مدنی مرحوم نے فرمایا کہ بیعت کی تین قسمیں ہیں (۱) بیعت اسلام (۲) بیعت جہاد اور (۳) بیعت توبہ۔ صوفیائے کرام کے یہاں جو

---

[1] مولانا عبدالرشید صاحب نے بھی آپ کے ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ شائع کیا ہے۔

معمول ہے وہ بیعتِ توبہ ہے۔ یہ بیعت، اجتنابِ نواہی اور التزام طاعات کے واسطے ہے۔ یعنی ایسے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا جو عالم اور عامل بالقرآن و السنّہ ہو۔ توبہ کرے چھوٹے اور بڑے گناہوں سے اور پختہ کرے وعدہ اور قصد کرے کہ آیندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔ شیخ کامل وہ ہے جو عالمِ شریعت ہو۔ آمر بالمعروف ہو۔ ناھی عن المنکر ہو اور نفس کی ریاضت کسی حد تک طے کر چکا ہو اور عامل بالقرآن والسنّہ ہو جیسا کہ گذر چکا۔ ایسے بزرگانِ دین، دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ہیں۔ جہاں چاہیے، ایسے اہل اللہ کی طلب کر کے بیعت کی جا سکتی ہے۔ حضرت شیخ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ طریقت کا مقصد یہ ہے کہ شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے۔ میں اپنے مخلصین سے عرض کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جیسا کہ ارشاد ہے :-

" وَان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا " (اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے) اور میں یہ بات اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دل میں یہ بات القا کر دے کہ فلاں جگہ میرا فلاں بندہ ہے جاؤ اس سے فیض حاصل کرو۔ یہ ایک نعمت ہے۔ پھر وہ بندہ اس ارادے سے جائے یہ دوسری نعمت ہے۔ اور پھر اُس نیک بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کرے تو یہ تیسری نعمت ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ چوتھی نعمت ہے، پھر استقامت کے ساتھ عمل کرتا رہے تو یہ پانچویں نعمت ہے (صفحہ ۱۷)"

Marfat.com

(۳) اولیاے پنجاب

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کے زمانے ہی سے لاہور اور پنجاب کے مختلف علاقوں میں نقشبندی فیوض عام ہو گئے تھے۔ سب سے زیادہ ممتاز حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو "طاہر بندگی" کے نام سے مشہور ہیں۔ ۹۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۴۰ھ میں وفات پائی۔ بہت بڑے عالم اور حافظ تھے۔ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کے صاحبزادوں کو آپ نے تعلیم دی تھی اور خانقاہ کی خدمت بھی کی تھی۔

ان کے علاوہ لاہور کے بزرگوں میں مولانا عبدالواحد علیہ الرحمہ بھی بہت ممتاز ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے آپ کو تعلیم و تربیت کے لیے حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کے پاس بھیجا تھا۔ مکتوبات (دفتر اوّل۔ ۱۱۶، ۳۰۷۔ دفتر دوم ۷۰) آپ کے نام ہیں۔

(۲) مولانا امان اللہ رح حضرت خواجہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات میں آپ کو "صاحبِ تجرید و تفرید" لکھا ہے۔ مکتوبات (دفتر اوّل۔ ۲۸۶۔ ۳۰۱۔ دفتر سوم ۲۰) آپ کے نام ہیں۔

(۳) حاجی محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام ربانی قدس سرہ نے "شیخ العالم" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ مکتوبات (دفتر اوّل ۲۶۔ ۳۳۔

Marfat.com

۳۴-۳۵-۳۶) آپ کے نام ہیں۔

(۴) شیخ عبدالمجید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عربی تحریر میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ مکتوبات (دفتر اوّل ۔ ۲۲) میں عربی مکتوب آپ کے نام ہے۔ آپ کے والد مفتی شیخ محمد مشہور عالم تھے۔

(۵) شیخ محمد مکی رح بن حاجی قاری موسیٰ لاہوری ۔ دفتر اوّل کا مکتوب ۲۱ آپ کے نام ہے۔

(۶) حافظ محمود رح لاہور کے بڑے علماء میں سے تھے۔ مکتوبات (دفتر اوّل ۱۱۶ - ۱۴۴ - ۱۷۵ - ۲۸۰) آپ کے نام ہیں۔

(۷) شیخ الہ داد رح لاہوری نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے ساتھ ماوراءالنہر وغیرہ کا سفر کیا تھا

(۸) مولانا عبدالمومن رح زبدۃ المقامات میں آپ کے فضائل کی تفصیل ہے۔

(۹) مُلّا شیر محمد رح ۔ مکتوب نمبر ۵۱ (دفتر سوم) آپ کے نام ہے۔

(۱۰) مُلّا جمال تلوی رح۔ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدس سرہ سے مستفیض تھے۔ حافظ اور بہت بڑے عالم تھے۔ فیضی نے سواطع الالہام میں آپ سے استفادہ کیا تھا۔

(۱۱) شیخ حامد تہاری رح۔ دفتر دوم کا مکتوب ۸۰ آپ کے نام ہے۔ سنہ ۱۰۴۴ھ میں لاہور میں انتقال فرمایا۔

(۱۲) ۔ شیخ حامد رح۔ حضرت سیّد آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

(۱۳) شیخ محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

Marfat.com

کے خلیفہ تھے۔ کنزالہدایت، مُنتہی الایجاز، نامِ حق وغیرہ، آپ کی تصانیف ہیں۔

(۱۴) شیخ سعدی بلخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سیّد آدم بنوریؒ کی خدمت میں رہ کر کئی سال تک مستفیض ہوتے رہے۔ وفات ۱۱۰۸ھ میں ہوئی۔

(۱۵) شیخ محمود شاہؒ [۱] حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) کے خلیفہ شیخ عبدالکریم مجدّدیؒ سے مستفیض تھے۔

(۱۶) محمد سلیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کے دادا خواجہ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حافظ عبدالغفور پشاوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔ خزینۃ الاصفیاء کے مصنّف مفتی غلام سرور (م ۱۳۰۷ھ۔ ۱۸۹۰ء) کے زمانے میں حیات تھے۔

(۱۷) وجیہ الدین پیر زہدی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سعدی بلخاریؒ سے خلافت پائی اور ۱۱۴۰ھ میں وفات پائی [۲]

---

[۱] محمود شاہؒ (م ۱۳۰۶ھ) ایک اور بزرگ تھے جو حضرت شاہ ابوسعید مجدّدی دہلویؒ (م ۱۲۵۰ھ) کے خلیفہ محمد شریف قندہاریؒ (م ۱۲۶۱ھ) کے خلیفہ تھے۔ پھر محمود شاہؒ کے خلیفہ خواجہ قادر بخش (م ۱۲۷۳ھ) تھے اور ان کے خلیفہ سائیں توکل شاہ انبالویؒ (م ۱۳۱۵ھ) تھے۔ جو اُمّی ہونے کے باوجود بڑے بڑے علماء کو درس دیتے تھے۔ سائیں صاحبؒ کے خلیفہ محبوب عالمؒ (م ۱۳۳۵ھ) تھے اور اُن کے خلیفہ محمد حبیب اللہ شاہؒ (م ۱۳۸۱ھ) تھے جن کے سجّادہ نشین خواجہ منظور عالم قریشی صاحب ہیں۔

[۲] جناب محمد دین کلیم نے رسالہ نورِ اسلام (حصّہ دوم۔ صفحہ ۸۵ تا ۱۱۵۔ شرقپور شریف) میں لاہور کے اولیائے نقشبند" کے ذیل میں اور بھی بزرگوں کے نام اور احوال دیے ہیں۔ اور ایک (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

لاہور کے ان بزرگوں کے علاوہ پنجاب کے دوسرے علاقوں کے بزرگوں نے بھی استفادہ اور افادہ فرمایا تھا۔ محمد مقیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کا مکتوب نمبر ۶۶ (دفتر سوم) ہے۔ نور محمد انبالی رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب ۶۳ (دفتر دوم) ہے۔ نور محمد تہاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب ۳۴ (دفتر دوم) اور مکتوب نمبر ۱۱۱۔ ۱۲۳ (دفتر سوم) ہیں۔ اور مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بڑی خصوصیت رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ کے زمانے میں بھی یہ بزرگ آپ سے مستفیض تھے :۔ شرف الدین حسین لاہوری۔ عارف لاہوری۔ عبدالحکیم لاہوری۔ شیخ انور نورسرائی لاہوری۔ مُلّا عبدالرزاق لاہوری۔ محمد امین لاہوری۔ محمد شریف لاہوری۔ محمد مقیم قصوری (جو حضرت مجدّد قدّس سرّہ سے بھی مستفیض تھے)۔ محمد یوسف گردیزی مُلتانی۔ محمد علی مُلتانی۔ محب علی مُلتانی۔ امام الدین۔ محسن سیالکوٹی۔ حسین منصور جالندھری۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں کا فیض بھی پنجاب میں جاری و ساری رہا۔ پھر ان بزرگوں کے خلفاء کا فیض، بحمد اللہ آج بھی عام ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) مستقل کتاب "لاہور میں اولیائے نقشبند" رحمۃ اللہ علیہم کی سرگرمیاں" بھی لکھی ہے۔

Marfat.com

مولانا غلام محی الدّین قصوریؒ

آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ قصور (پنجاب) میں ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نسب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ایک سال کے تھے کہ آپ کے والدؒ (شیخ مصطفیٰ بن شیخ مرتضیٰ) کا انتقال ہو گیا تو آپ کے چچا شیخ محمد علیہ الرحمہ نے تعلیم و تربیت فرمائی۔ کتب معقول و منقول سے فارغ ہوئے تو آپ کے چچا نے قادریہ سلسلے میں داخل کرلیا۔ لیکن آپ جب اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے بانس بریلی گئے اور وہاں سے دہلی گئے تو حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کی۔ ۱۲۷۰ھ میں قصور میں وفات پائی۔ آپ کی حسبِ ذیل تصانیف کا ذکر آتا ہے :-

(۱) شرحِ گلستانِ سعدیؒ (۲) رسالہ علمِ میراث (۳) تحفۂ رسولیہ، فارسی نظم میں (۴) زاد الحاج، پنجابی نظم میں (۵) رسالہ نظامیہ، فارسی نظم میں وحدۃ الوجود کے مسئلے پر (۶) سلالۃ المرورہ فی تجویز اسماء المشورہ، فارسی نثر میں مولوی خرّم علی کے رد میں (۷) حلیۂ مبارک حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۸) الفاظ چند (۹) دیوانِ حضوری، نعت و منقبت میں (۱۰) اسرار الحقیقہ (۱۱) خطباتِ حضوری (۱۲) مکاتیبِ طیّبہ،

Marfat.com

(۱۳) مکاتیبِ شریفہ (۱۴) مکتوب مولوی محمد صالح کنجاہی (۱۵) مکتوب بنام مولوی غلام محمد (۱۶) مکتوب بنامِ یارانِ خود (۱۷) بیاضِ نظم و نثر (۱۸) ملفوظات حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ[1]۔

ملفوظات میں سے آپ کی تحریر کا ایک نمونہ یہاں عرض کیا جاتا ہے:-

روز سے بتاریخ چہاردہم ماہ مبارک رمضان کہ استیلاے حرارت بدرجۂ کمال بود، این مرتکبِ عصیان بحکمتِ عملیہ آب سرد کردہ وقتِ افطار براے حضرت الیشان برد۔ چون این غلام را از دور دیدند، فرمودند:-

ع بگو مجنون چہ آوردی براے تحفۂ لیلیٰ

این غلام در دل جواب گفت۔

ع دلِ صد پارہ آوردم اگر باشد بدان میلے

چون پیشِ نظرِ انور نہادم برضامندیِ تمام دعا فرمودند کہ بردّ اللہ قلبک ببردِ معرفتہ۔ و دیگر دعاہا ہم کردند۔ امیدِ اجابت است ان شاء اللہ تعالیٰ[2]۔

مولانا محمد حسن کیرت پوری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے خلیفہ مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اپنی کتاب "حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجدّدیہ" میں لکھتے ہیں:-

"(کہ آپ نے) ایک کتاب تحفۂ رسولیہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ فہرست جناب محمد اقبال مجدّدی نے آپ کے ملفوظات لاہور (۱۹۷۸ء) کے صفحات ۶۵-۶۹ میں دی ہے۔

[2] ایضاً۔ صفحہ ۱۴۴-۱۴۵۔

Marfat.com

کے حلیہ و اخلاق میں عجیب و غریب تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اپنے فرزند کو کہ اس کی تصنیف سے ایک سال بعد پیدا ہوئے مخاطب کر کے نظم میں پند و نصائح لکھی ہیں (ننّانوے اشعار) :-

اے کہ ہنوزی تو بکتمِ عدم — زود بگلزارِ جہاں نہ قدم
منتظرِ تُست دل و جانِ من — مثلِ گہر جلوہ کن از کانِ من
راحتِ دل، نورِ دو چشمِ منی — آب زنِ آتشِ چشمِ منی
سوختم از آتشِ مہجوریت — تا بکجا عرصۂ مستوریت
چند بکتابِ عدم جاے گیر — رخصتِ ہستی ز معلّم بگیر
شاد دلی دہ ز وجودت مرا — دار نہ محروم ز جودت مرا
بہ کہ نہم نامِ تو عبد الرسول — باد بدرگاہِ رسولت قبول[1]
کُنیتِ تو بہ کہ بود بوسعید — عمرِ تو باید کہ بود بر مزید
باد ز حق خوش لقبت فخرِ دین — باد بہر کار خدایت معین
می دہمت از دلِ خود چند پند — چونکہ شوی ہست بدان کاربند.....

ع و

---

[1] پھر واقعی آپ کے صاحبزادے عبد الرسول ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور اس نظم میں جو نصائح دی گئی تھیں اُن پر عامل ہوئے۔ دیکھیں مولانا محمد حسن کیرت پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورۂ بالا کتاب (مطبوعہ لاہور) صفحات ۳۶۴ تا ۳۶۹۔

Marfat.com

مولانا عبدالرسول قصوریؒ

آپ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ ہی سے علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل کی۔ قرآن پاک بھی حفظ کیا۔ مزاج میں تواضع اور انکسار بہت تھا۔ مفتی غلام سرور صاحب اپنی مشہور کتاب خزینۃ الاصفیاء میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں :-

"حضرت (غلام محی الدین قصوریؒ) کے صاحبزادے شیخ عبدالرسول بھی عالمِ اعلم و فاضلِ افضل و کاملِ اکمل، جامع شرافت و نجابت، ہادیِ شریعت و طریقت، واقفِ حقیقت و معرفت ہیں۔ حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانے میں کہ مردانِ خدا عنقا ہو گئے ہیں مغتنمات میں سے ہیں ..... سبحان اللہ کیسے مردِ خدا ہیں جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے۔ اللہ اُن کو دیر تک سلامت رکھے۔ حضرت کا وعظ ایسا پُر مذاق و پُر تاثیر ہے کہ سُننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے۔" آپ کا وصال قصور ہی میں ۱۲۹۴ھ میں ہوا۔

آپ شعر بھی لکھتے تھے۔ ایک فارسی غزل اس طرح ہے۔

بیا کہ رنگِ گل و گلستاں نخواہد ماند
بیا کہ غلغلۂ بلبلاں نخواہد ماند

Marfat.com

مناز بلبلا کایں گلستاں نخواہد ماند
تدرو و قمری و سروِ جہاں نخواہد ماند
غنی و مفلس و شاہ و گدا و مالِ جہاں
ملوک و مُلک و زمین و زماں نخواہد ماند
کُجاست آن جم و جامِ جہاں نمایش کَے
چو خضر زندگیش جاوداں نخواہد ماند
تنِ تو در شکمِ گورِ خاک خواہد شد
بقبرِ تو گزرِ دوستاں نخواہد ماند
فروش شاہیِ خود را تو اے عبیدِ رسول
کہ شان و شوکت و نامِ شہاں نخواہد ماند

عربی میں کہتے ہیں :-

اخواننا قد خاننا، اعضائنا اعدائنا
آذاننا اٰذی لنا اللہ جلّ جلالہ
اعمالنا اعمیٰ لنا، افعالنا افعی لنا
احوالنا احوی لنا اللہ جلّ جلالہ [1]

---

[1] رسالہ نورِ اسلام، شرقپور شریف "اولیاے نقشبندؒ نمبر" حصّۂ دوم۔ صفحہ ۱۲۳-۱۲۴

Marfat.com

مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

آپ حضرت غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) کے بھانجے، شاگرد اور خلیفہ خاص ہیں۔ علومِ ظاہری و باطنی میں اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بہرہ ور ہوکر اسلام کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ کا وصال ۱۳۱۵ھ میں قصور میں ہوا اور اپنے شیخؒ کے قریب دفن ہوئے۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں:-

(۱) عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمانؓ (۲) تحفۂ دستگیر، بجواب اثنا عشریہ (۳) تحقیق صلوٰۃ الجمعہ (۴) مخرجِ عقائدِ نوری (۵) ہدیۃ الشیعین (۶) توضیحِ دلائل و تصریحِ ابحاث فرید کوٹ (۷) غزوۃ المقلدین (۸) ظفر المقلدین (۹) رجم الشیاطین بر اغلولات البراہین (۱۰) جواہرِ قضیۂ ردِّ نیچریہ (۱۱) ظہور اللمعہ فی ظہر الجمعہ (۱۲) تحقیق تقدیس الوکیل (۱۳) تحقیقاتِ دستگیریہ فی ردِّ ہفواتِ براہینیہ (۱۴) کشف السور عن مسئلہ طواف القبور (۱۵) نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار (۱۶) تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل (عربی اردو) (۱۷) فتح الرحمانی بدفعِ کیدِ قادیانی۔

آپ شعر بھی لکھتے تھے۔ ایک نعت کے یہ اشعار ملتے ہیں:-

جاں فدائے تو یا رسول اللہؐ ـــــ دیدہ جائے تو یا رسول اللہؐ
جملہ عالم رضائے حق جوید ـــــ حق رضائے تو یا رسول اللہؐ

Marfat.com

ہمہ مخلوق شد ز کتم عدم از برائے تو یا رسول اللہ [1]

قصور کے دوسرے [2] اولیائے نقشبندیہؒ کا ذکر بھی آتا ہے لیکن اُن کی تصانیف کا علم نہیں۔ مثلاً :-

مولانا محمد حسین قصوری ثم کرنالویؒ، حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ) کے خلیفہ تھے، پھر بابا فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل کی۔ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء کے بعد کرنال میں وفات پائی۔ [3]

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے جذب والے بزرگ تھے۔

مولانا غلام مرتضیٰ بیرلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ) سے بھی بہت عقیدت رکھتے تھے۔ اُن کے حالات آپ نے خزینۂ معرفت کے نام سے لکھے تھے۔ ۱۳۵۰ھ میں وفات پائی۔ (مولانا غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے)۔

حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مُرید اور خلیفہ تھے۔ ۱۳۵۹ھ میں وفات پائی۔

---

[1] رسالہ ایضاً۔ صفحہ ۱۲۷۔ ۱۳۱

[2] رسالہ ایضاً۔ صفحہ ۱۳۲۔ ۱۴۲ میں ان بزرگوں کے حالات درج ہیں۔

[3] ایضاً۔ صفحہ ۴۴۵ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ کا ایک قول مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق درج ہے کہ :- "میں بروزِ حشر مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کروں گا کہ یہ تیرا بندہ ہے اور بس میری یہی ایک کمائی ہے جس کو میں تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں"۔

Marfat.com

حضرت سیّد حمید گل شاہ سوانی ثم قصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے پایے کے بزرگ تھے۔ حضرت بابا فقیر چوراہی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۶ھ) کے تین خلفاء سے خلافت پائی۔ ۱۳۷۴ھ میں وفات پائی۔

مولانا عبد العزیز مرتضائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ) اور حاجی محمد الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ) بھی مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ) بھی تھے اور دوسرے خلیفہ حافظ عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ) بھی تھے جو راولپنڈی میں قیام فرما تھے۔ اُن کے خلیفہ مولانا عالم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مکتوبات شریف (تینوں دفتروں) کا پہلی بار سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ بہت بڑا علمی کارنامہ ہے

Marfat.com

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں (۱) مقاماتِ امامِ ربّانیؒ اور (۲) حالاتِ مشائخِ نقشبندیہ مجدّدیہ۔

مقاماتِ امامِ ربّانیؒ کے شروع میں وہ لکھتے ہیں :-

.... اما بعد۔ کمترین محمد حسن ساکن کوٹلہ، متصل کیرت پور، ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ ابتدا میں یہ ہیچ کارہ و آوارہ، دنیائے دنی کی تلاش میں سرگرداں و پریشان پھرا کرتا تھا..... کہ یکایک بخششِ آب و دانہ، ملکِ پنجاب جانے کا اتفاق ہوا اور صرف بتائیدِ غیبی کہ جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا، طریقہ مجدّدیہ میں جناب معلّی القاب قبلۃ الاولیاء و کعبۃ الاصفیا.... حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب احمدی للّٰہی سے داخلِ طریق ہوا..... حضرت کا دولت خانہ مقام للّہ شریف، ضلع جہلم، واقعہ ملکِ پنجاب میں ہے۔ سن شریف اس وقت ماشاء اللہ ساٹھ سے متجاوز ہے[1]۔ علمِ ظاہری میں حضرت نے خیالی تک اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔ بعد ازاں پشاور تشریف لے جاکر تین برس میں تکمیلِ معقول و منقول کما حقہٗ فرمائی، تحصیلِ علم

---

[1] مولانا محمد حسنؒ نے حالاتِ مشائخِ نقشبندیہ مجدّدیہ (۳۱۹ - ۳۸۵) میں آپ کا سالِ ولادت ۱۲۳۴ھ اور سالِ وفات ۱۳۰۶ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

سے فارغ ہوکر وطن مراجعت فرمائی اور زینت بخشِ مسندِ درس وتدریس ہوئے کہ یکایک جذبِ الٰہی شامل حال ہوا اور بے اختیار کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا اور اسی شوق میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ دو ہی دن گزرے تھے کہ شاہ پور میں بشرفِ صحبتِ حضرت جامع النورین مجمع البحرین..... مولانا غلام محی الدین قصوری، خلیفہ شاہ غلام علی دہلوی جعلہم اللہ تعالیٰ علیٰ اعلیٰ علیین سے مشرف ہوئے۔ جناب مولانا نے حضرت کو ایک ماہ اپنے پاس رکھ کر تا ولایتِ کبریٰ توجہ فرمائی اور خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ آج حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ملے تھے۔ اُن سے عرض کی تھی کہ فلاں شخص کو (یعنی حضرت غلام نبیؒ کو) تا ولایتِ کبریٰ توجہ کی ہے۔ جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ کلاہِ اجازت دینی چاہیے۔ چناں چہ یہ کہہ کر حضرت کو کلاہِ اجازت عطا فرمائی اور طریقِ توجہ دہی تعلیم کر کے رخصت فرمایا۔ (پھر اُن کے مختلف مقامات کے حصول کا ذکر ہے)..... چند مدت میں پھر شوقِ دیدارِ پیرِ بزرگوار ہوا اور حضرت قصور شریف میں حاضرِ حضور ہوئے۔ حضرت مولانا بکمالِ عنایت پیش آئے اور اکثر طالبین کو توجہ کے واسطے حضرت کے سپرد کیا کرتے کہ یکایک جناب مولانا (غلام محی الدینؒ) نے اس جہان فانی سے بتاریخ ۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ بوقتِ دوپہر انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون .....

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کچھ حالات اپنی دوسری کتاب "حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" کے آخر میں بھی لکھے ہیں کہ :-

"مختصر حالِ مؤلفِ کتابِ ہٰذا راقم سیاہ کار جس کی تمام عمر معصیت میں گزری اور اس کا کوئی قول وفعل، ہوائے نفسانی اور اتباعِ شیطانی سے خالی نہیں"

Marfat.com

کہاں اس لائق کہ ایسے اکابرین کے ذیل میں اپنا بدنام داخل کرے ....

اپنا حال پُرا ختلال عرض کرتا ہے کہ یہ ننگِ خلائق ۱۲ رجب ۱۲۷۲ھ بمقام کوٹلہ پیدا ہوا۔ تخمیناً ۲۵ سال کی عمر تھی کہ حاضرِ عتبۂ علیہ ..... حضرت سیّدنا ومولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ بمقام للہ شریف ہوا۔ ....

اس بیان کے بعد آپ نے طریقۂ علیہ نقشبندیہ مجدّدیہ اور اس کے اسباق بیان کیے ہیں اور شجرۂ شریفہ بھی دیا ہے۔

آپ کی کتاب "مقاماتِ امامِ ربّانیؒ" بڑے سائز کے ۱۱۶ صفحات پر محیط ہے جو ملک فضل الدین ملک چنن الدین نے لاہور سے شائع کی تھی۔ اس میں حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے حالات اور مقامات بڑی تحقیق کے ساتھ درج ہیں۔ معمولات، طریقے کی تفصیلات، ملفوظات، مکتوبات، کرامات اور بعض ناسمجھ لوگوں کے اعتراضات وغیرہ بھی درج ہیں۔ آخر میں صاحبزادگان کا ذکر بھی ہے۔

دوسری کتاب "حالاتِ مشائخِ نقشبندیہ مجدّدیہ" بھی لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے شروع میں وہ لکھتے ہیں :-

"احقرِ زمن محمد حسن نقشبندی مجدّدی مظہری للّٰہی ولد محمد عطا حسین خان مرحوم ساکن کوٹلہ، متصل کیرت پور، ضلع بجنور؛ عرض کرتا ہے کہ جب یہ ہیچ مدان، تحریرِ مقاماتِ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ سے فارغ ہوا تو دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی کتاب تمام پیرانِ سلسلۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کے حالات میں لکھ کر سعادتِ دارین حاصل کروں ....."

چنانچہ اس کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے لے کر مصنف کے پیر بزرگوار اور دوسرے بزرگانِ سلسلۂ علیہ

Marfat.com

کے واقعات تک درج ہیں۔

یہ کتاب بڑے سائز کے ۴۱۲ صفحات کو شامل ہیں۔ آخر میں معروف ۲۸ مآخذات کی فہرست بھی ہے۔ یہ کتاب بھی محققانہ ہے اور بہت مفید ہے۔[1]

---

[1] پنجاب کے نقشبندی بزرگوں میں موہڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) کے حضرت خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اُن کا بہت فیض ہے اور سندھ کے بزرگوں میں پیر ایرانی صاحب مدظلہ (حیدر آباد سندھ) وہیں سے مستفیض ہیں۔ ان کی علمی خدمات کا ذکر (اولیائے سندھ) کے ذیل میں ملے گا۔

Marfat.com

(۴) اولیاے سندھ

علاقۂ سندھ میں ہر زمانے میں بڑے بڑے باکمال صوفیہ گزرے ہیں۔ مثلاً سیّد علی مکّی رحمۃ اللہ علیہ (چوتھی صدی ہجری)، مخدوم نوح بھکری رحمۃ اللہ علیہ (ساتویں صدی ہجری)، عثمان مروندی "لعل شہباز" رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۳ھ)، شیخ بہتّو رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۶ھ)، شاہ مراد رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۳ھ)، شیخ عیسٰی لنگوتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۱ھ)، شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۴ھ)، اسمٰعیل سومرو رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۸ھ)، مخدوم نوح ہالائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۸ھ)، عبداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۳ھ)، عبدالکریم بُلڑی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۰ھ)، شاہ عنایت اللہ جھوک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۰ھ)، عبدالرحمٰن کھورا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۵ھ)، عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۵ھ)، وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مُریدوں میں سب سے پہلے شیخ موسٰی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے صاحبزادے شیخ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ ان کے نام کے ساتھ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی قدّس سرّہ کے مکتوب (۳/۶۹) میں شوحین ہے اور حضرات القدس (دفتر دوم۔ صفحہ ۳۲۹) شوین ہے۔ یہ لفظ غالباً سیحون ہے جو[1]

---

[1] سنائی رح نے حدیقہ میں دریاے سندھ کو سیحون کہا ہے:۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

اب سہون کہلاتا ہے۔ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شیخ عیسیٰ لنگوتی برہان پوری (م ۹۳۱ھ) کے مُرید ہوئے جو برہان پور (سی۔پی) سے ٹھٹہ آ گئے تھے[1]۔ ایک مرتبہ جب وہ (شیخ موسیٰؒ) عثمان پورہ (حسن ابدال۔ صوبہ سرحد) گئے تو شیخ کریم الدینؒ (م ۱۰۵۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ حضرت مجدّد قدس سرّہ سے مستفیض تھے، پھر شیخ موسیٰؒ بھی مجدّدی سلسلے میں داخل ہو گئے[2]۔ رحم علی کے ذریعے شیخ موسیٰؒ اپنے خطوط حضرت مجدّد قدّس سرّہ کو بھیجا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی حضرت مجدّد قدّس سرّہ سے مستفیض ہوئے ہوں[3]۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) تا بدید آتشِ سنان سیحون ــــ ہم بر آن آب نیست آب اکنون تاریخ زین الاخبار (قزوینی ایڈیشن۔ صفحہ ۶۹-۷۰) میں بھی دریائے سندھ کا نام سیحون ہے۔ مؤید الفضلاء (جلد اوّل۔ صفحہ ۴۹۹) میں بھی اسی طرح ہے۔ گمانِ غالب ہے کہ دریائے سندھ پر واقع ہونے سے اس شہر کو سیحون کہا جاتا ہوگا۔

[1] ان کے حالات کے لیے دیکھیں تحفۃ الطاہرین (صفحہ ۲۳) اور مقالات الشعراء (صفحہ ۴۵۷)۔ شیخ عیسیٰ کے برعکس مولانا محب علی بن صدر الدین ٹھٹہ سے برہان پور چلے گئے تھے۔ دیکھیں مکتوبات (۱/۲۶۲)۔

[2] زبدۃ المقامات (صفحہ ۳۸۶ ــ ۳۸۷) میں تفصیل ملتی ہے۔

[3] حضرت مجدّدؒ کے مکتوب (دفتر سوم۔ ۹۱) میں سجاول کا ذکر بھی آتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے نام پر سجاول مقام (ٹھٹہ سے قریب) مشہور ہوا ہو۔ روضۃ القیومیہ (۱/۳۴۰) میں شیخ عبدالرحمٰن بھکریؒ کا ذکر بھی آتا ہے جو حضرت مجدّدؒ کے مرید تھے۔

Marfat.com

پھر حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خلفاء میں سے ٹھٹہ میں مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ (عرف آدو) بہت بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ مکتوباتِ معصومیہ (دفتر دوم) میں تین عربی مکتوبات (۵۹۔۶۳۔۷۷) اور ایک فارسی مکتوب (۷۶) مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ مکتوب ۷۶، اس طرح شروع ہوتا ہے:۔

حامداً للہ العظیم ومصلیاً علیٰ رسولہ الکریم۔ اللہ تعالیٰ ابوابِ فیوض را ہموارہ مفتوح دارد۔ صحائفِ گرامی بتعاقبِ یکدیگر رسیدہ سببِ مسرت گردید۔ نوشتہ بودند کہ مقتدی عقبِ امام بذکرِ نفی و اثبات مشتغل شود یا نہ۔ مخدوما، مقتدی و غیر مقتدی را باید کہ در نماز بارکانِ نماز مقید باشد و در رعایتِ آداب و سننِ آن کوشد۔ اوقات از برائے ذکرِ نفی اثبات بسیار است۔ در نماز بتکمیل نماز پردازد کہ افضلِ اعمال و اکملِ مقربات ست۔ آرے اگر در حضورِ دل و وقوفِ قلبی کوشد، مستحسن نماید۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب وارد شدہ است۔ و نیز نوشتہ بودند کہ در بعضے عبارت وارد شدہ است کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قطبِ ارشادِ وقتِ خود بودہ اند، آیا در آن وقت نسبتِ قیومیت کہ داشت؟ اگر آن سرور داشت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، پس چرا ایشان را باوجودِ قیوم، قطبِ ارشاد گویند و کدام فائدہ در آن ست باوجود کہ نسبتِ قطبیت دونِ نسبتِ قیومیت است۔ بدانند کہ لفظِ قطبِ ارشاد و مدار وجزآں در لسانِ اہلِ شرع وارد نیست و از مصطلحات و مکشوفاتِ صوفیۂ کرام است و نسبتِ قیومیت، مکشوفِ حضرتِ ایشانؒ است۔ معلوم نیست کہ پیش از آن حضرتؒ از

Marfat.com

اولیاء کسے بآن تکلم نمودہ باشد.....

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) کے وصال کے بعد مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ (م ۱۰۹۶ھ) سے بھی استفاضہ کیا جیسا کہ اُن کے مکتوب نمبر ۱۶۶ سے واضح ہے :-

باسمہ سبحانہ۔ اما بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مخدوما، استماعِ اخبارِ استقامتِ شما برین طریقۂ علیہ وسرگرمیِ ہنگامِ طلبہ، سببِ لذاتِ معنویہ می گردد۔ زادکم اللہ سبحانہ ترقیاً و استقامتاً۔ بعضے یارانِ شما کہ ملاقات کردند از مطالعہ احوال، محظوظ شدیم علی الخصوص شیخ انس وسیّد فتح محمد وابو الحسن وتازکی، توفیق آثار شیخ عنایت اللہ ملاقات نمود، از احوالِ پسندیدہ او نیز محظوظ شدیم۔۔۔۔۔[1]

مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ٹھٹہ میں مخدوم ابو القاسم بڑے بافیض بزرگ ہوئے ہیں۔ وہ علومِ درسیہ کی تکمیل کے بعد مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے لیکن پھر اُن کے مشورے کے مطابق سرہند شریف جاکر حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۶ھ) سے بیعت ہوئے۔

حضرت خواجہؒ نے اُن کو "نورِ حق" کا خطاب دیا۔ یہ خطاب اُن کے مزارِ اقدس کے کتبے کے تاریخی مصرع میں شامل ہے :-

بسالِ وصلِ او ہاتف بفرمود — ابو القاسم سراسر نورِ حق بود
۳۸ ۱۱ھ

---

[1] حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے مکتوب نمبر ۱۷۸ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے پھر عبد الرؤفؒ کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ یہ عبد الرؤفؒ بعد میں مکہ معظمہ چلے گئے تھے۔ اُنکے خلیفہ محمد مرادؒ نے حضرت مجددؒ کے مکتوبات کا ترجمہ عربی میں کیا تھا

Marfat.com

اُن کا ایک فارسی شعر بعض تذکروں میں اس طرح ملتا ہے :-

بر لوحِ دل چو تختۂ تعلیم کودکاں ہر حرفِ آرزو کہ نوشتم خراب شد [1]

اُن کے صاحبزادے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور پوتے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سلسلہ فروغ پاتا رہا۔ لیکن اُن کے خلیفہ مخدوم محمد معین رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ وہ بہت بڑے فاضل اور فقیہ تھے۔ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ لیکن توحیدِ وجودی کو ترجیح دیتے تھے۔ وہ وجد و حال کی کیفیت میں ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے اور اپنے مُرشد کے قریب ٹھٹّہ ہی میں دفن ہوئے۔ ان کی متعدّد تصانیف یادگار ہیں [2]

شاہ صدرالدین رح

شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد محمدؒ بن سیّد علی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب حضرت موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ان کے دادا سیّد علی مکّی رحمۃ اللہ علیہ سندھ آکر دادو میں آباد ہو گئے اور راجہ اردر کی نومسلم بیٹی سے شادی کر لی۔ اُن کی اولاد میں شاہ صدر الدین دوم بھی ایک بزرگ ہوئے ہیں اور اُن کے نواسے سیّد محمد شجاع رحمۃ اللہ علیہ،

---

[1] مولانا اعجاز الحق قدوسی نے تذکرہ صوفیائے سندھ (کراچی ۱۹۵۹ء صفحہ ۵۱-۶۲) میں یہ تفصیل دی ہے۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے (صفحہ ۵۷-۵۸) کہ حضرت ابو القاسمؒ کے بیس[۲۰] خلفاء تھے جنھوں نے پورے سندھ میں یہ سلسلہ پھیلایا۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں تحفۃ الکرام (۵۵۸ — ۵۶۸) اور تکملۂ مقالات الشعراء (صفحہ ۲۴۱-۲۴۵)

نقشبندی سلسلے میں تھے۔ سیّد علی مکّی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سیّد محمد بقاؒ (بن محمد امامؒ بن فتح محمدؒ) کی ولادت رسول پور (ضلع خیرپور۔ سندھ) میں ۱۱۳۵ھ میں ہوئی اور شہادت ۱۱۹۸ھ میں ہوئی۔ انھوں نے چشتیہ، قادریہ اور نقشبندیہ سلسلوں میں فیض حاصل کیا۔ مؤخرالذکر سلسلے میں آپ نے مخدوم محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ (پریاں لوئی) سے خلافت حاصل کی۔[1]

سیّد محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سیّد محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ شاہ فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ)، مخدوم احمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۰ھ) اور متوخرالذکر کے صاحبزادے محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۳ھ) سے آپ نے علومِ درسیہ کی تکمیل کی۔ آپ کا انتقال ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۶ھ) نے "حُر" جماعت قائم کی۔ آپ کے پاس سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۶ھ) ۱۲۴۱ھ میں تشریف بھی لائے تھے۔

حضرت صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید علی گوہرؒ (م ۱۲۶۳ھ)، پوتے حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) اور پڑپوتے صبغۃ اللہ دوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ) مشہور اکابر تھے جن پر مسلمانوں کو فخر حاصل ہے۔ انھوں نے اور اُن کے اخلاف نے ہر زمانے میں

---

[1] یہاں سے خلیفہ محمود رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلیفہ محمد ملوک رحمۃ اللہ علیہ کے مرتب کردہ ملفوظات سے متعلق ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان کا مضمون دیکھیں۔ The Naqshbandi Saints of Sind. (J.R.S.P. Vol. XIII, No 2, 1976)

Marfat.com

باطل کا مقابلہ کیا ہے۔

حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۳ھ) کے کئی خلفاء تھے :-
(۱) محمد حسین (میسور) ۔ (۲) خلیفہ سوئی رح (۳) خلیفہ محمود رح (قریہ گنور خان) وغیرہ ۔ حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ ملتا ہے جو اُن کے اٹھارہ مُریدوں اور احباب کے نام ہے ۔ ان کے ملفوظات خلیفہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے تھے اور اُن کی تعلیمات کا مجموعہ خلیفہ محمود رح نے المجوبیہ المحمودیہ کے نام سے مرتب کیا تھا جس میں خلیفہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے حالات کا اضافہ بھی کر دیا ہے :-

المجوبیہ المحمودیہ میں دیباچے کے بعد ۶ "اشغال" درج ہیں ۔ یعنی :-
(۱) لا الٰہ الا اللہ (۲) یا اللہ یا ہو (۳) اللہ ہو (۴) نفی و اثبات (۵) لطائف ستہ (۶) سلطان الاذکار ۔

اس مجموعے میں بیس ابواب ہیں جن کا نام "حضور" رکھا گیا ہے اور ان میں علوم و معارف درج ہیں ۔ شغلِ چہارم کے ذیل میں لکھتے ہیں :-

در تکمیلِ ہر یک لطیفہ، مریدان و مستفیضانِ اوشان را سالہای کثیر می گزرد و مشکلہای خطیر، بلکہ اکثر را در ضبطِ اوّل و دوم و سوم تمامی رسد و بعضے را کہ مستعدان با استعدادِ قوی و ہمّتِ عالی اند در انجذابِ جذباتِ علیہ و کمالاتِ کلیہ بر ہمہ لطائف قربِ زبان حاصل می شود ۔ بیت :-

صوفی نہ شود صافی تا در نہ کشد جامے بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

پھر محمد ملوک چانڈیو رح نے اپنے شیخ خلیفہ محمود رح (قریہ گنور خاں) کے ملفوظات ۱۲۴۴ھ میں جمع کیے اور سراج العاشقین[1] نام رکھا ۔ اس میں پہلے تو شجرۂ قادریہ بیان

[1] سراج العاشقین پر آنسہ انجم شاہین نے ایم فل کے لیے ۱۹۸۵ء میں کام کیا ہے ۔

کیا ہے۔ پھر شجرۂ نقشبندیہ اس طرح لکھا ہے :-

حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ ، سید آدم بنوری ، شیخ سعدی لاہوری ، حاجی ایوب ، جمال اللہ ، اسمٰعیل پریاں لوئی ، سید محمد بقا ، سید محمد راشد ، شیخ محمود (رحمہم اللہ)

سراج العاشقین میں ایک سو اکیس اوراق ہیں ، ہر صفحے میں ۱۳ سطریں اور ہر سطر میں عموماً تیرہ الفاظ ہیں۔ ورق ۱۴ ب (بعد) میں یہ عبارت ہے:-

می فرمودند کہ حقیقتِ نماز جز بہ بصیرتِ دل میسر نمی شود وہائے ہائے می کردند و می گریستند و می فرمودند کہ ہیہات ہیہات برحالِ ماست۔ ہمہ عمر بر حرفہای کاغذ صرف ساختم بلکہ آن ہم بدست نیامدہ و اگر بیاید تاہم چہ سود دارد و این ہم فرمودند کہ از قلم و سیاہی کاغذ سیاہ می شود و دلہای سیاہِ ما را چہ طور روشنائی دہد۔ این بیت می فرمودند:-

حرف کو کاغذے سیاہ کند
کے دلِ تیرہ را چو ماہ کند

برکاتہ
اے عزیز، حضرتِ شیخِ ما ادام اللہ تعالیٰ علینا را بدونِ گریہ و بُکا آہ ہیچ سرمایہ نبود و در آن زمان اکثر از لسانِ گوہر فشانِ خود این الفاظ تکرار می فرمودند کہ اے یاران و اے برادران بگریید سوے صاحب دلے کہ از صحبتِ او حلاوتِ ایمان بدست آید .....

Marfat.com

حضرت فقیر اللہ علوی رح

آپ کا وطن جلال آباد (افغانستان) تھا۔ آپ شیخ محمد مسعود دائم پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ وہ شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ اسد اللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ حضرت فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ قندہار میں قیام پذیر تھے۔ لیکن سنہ ۱۱۵۰ھ میں شکارپور (سندھ) تشریف لے آئے۔ علم و فضل میں اپنے زمانے کے ممتاز ترین بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی فی الحال سترہ تصانیف مختلف کتب خانوں میں ملتی ہیں۔ اور ۳۹۰ فارسی مکتوبات ہیں جو بڑے بڑے امراء اور علماء کے نام ہیں۔ امراء میں احمد شاہ ابدالی، اُس کا وزیر شاہ ولی خان، نصیر خان (قلات)، محمد سرفراز خان کلہوڑہ اور محمد خان (مکران) آپ کے مکتوب الیہم ہیں۔ علماء میں جن کے نام مکتوبات ہیں وہ یہ ہیں :-

مخدوم محمد ہاشم (ٹھٹہ)، ملا محمد معین (ٹھٹہ)، عبدالرؤف (ہالاکندی) اور سید محمد راشد بن سید محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ ایک مکتوب اس طرح ہے :-

مکتوب بیست و ہفتم بنام زبدۃ مشائخ میاں عبدالرؤف ساکن ہالاکندی صدور یافتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان

Marfat.com

علیٰ خاتم فص الرسالۃ وآلہ واصحابہ الکرام الیٰ یوم القیام۔ بخدمت سدّہٗ منیف، عنصرِ لطیف، مظہرِ وجودِ حقّانی، مرآتِ نعوتِ سبحانی، میاں عبدالرؤف جیو سلّمہ ربہ۔ سلام سنّتِ سید الانام علیہ افضل الصّلوات واکمل التحیات من اللہ الملک العلام واصل باد۔ خلیفہ محمد پناہ جیو رقم زدۂ کلکِ بیان ساختہ بودند کہ حضرتِ عالی فطرت، تحیّات ودعوات می رساند۔ احقر بمطالعۂ مکتوبِ مرغوب فائز السرور، مسرور گشت۔ حضرت حق جل فی جلالہ در مرتبۂ ذاتِ بحت معرّا از صفات فانی ساختہ بوجودِ حقّانی رجوع دادہ در مرتبۂ قلب داعی ساکنانِ سفل بجنابِ قدس گرداناد۔ دریافتِ ملاقات مربوط بہ ارادۂ ازلی است، نظر بر الامور مرہونۃ باوقاتہا داشتہ بمنائق انائق فرحت افزا گردیدہ باشند۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ عارفانہ غزلیں بھی لکھا کرتے تھے۔ ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

مصدرِ فیضے کہ عالم را ترد تازہ نمود
فی الحقیقت ہست چوں مرآت در جسم شہود
لب اگر ترساز د آن رندِ خرابانی بہ مے
جامہ وجان را نثارِ جامِ مے خواہد نمود
مست باعقل آنچناں گردد کہ در روزِ جزا
چوں رخِ دلبر نباشد دیگرش گفت وشنود
درد می یابد شفا از صدقِ دل گر می خورد
درمندے گرچہ در امراض بس مرہون بود
روبہ خمّار آورد آن کو کہ از روزِ ازل
از نقوشِ این وآن لوحِ دلِ او سادہ بود

Marfat.com

حضرت فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ صفر ۱۱۹۵ھ کو شکارپور (سندھ) میں انتقال فرمایا۔[1]

ابوالحسن داہری نقشبندیؒ

آپ میاں بادل بن عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے اساتذہ ابوبکر ہالانیؒ، نورالدین احمد آبادیؒ اور محمد خلیل بدخشانیؒ تھے۔ آپ کے شیخ، مولانا عبدالرسول نقشبندی احمد آبادیؒ (م ۱۱۴۸ھ) تھے۔ آپ کا انتقال ۱۱۸۱ھ میں ہوا۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں لیکن بہت اہم تصنیف ینابیع الحیوۃ الابدیہ ہے جو تصوف پر غالباً سب سے مفصل کتاب ہے۔ اس میں نو ابواب ہیں جن کے ذیلی ابواب ۱۰۸ ہیں۔ وہ اس طرح شروع ہوتی ہے:-

بہترین سخنے کہ عندلیبانِ چمنِ انوارِ طریقت بداں ترنم نمایند وخوش ترین کلامے کہ بلبلانِ گلشنِ اسرارِ حقیقت بہ آن نغمہ آرائی کشایند حمدِ جزیل وثنائے جمیل مر آن حکیمے را کہ بمقتضائے حکمتِ بالغہ اش حقیقتِ روح وشبحِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم خود را بذرِ شجرِ حقائق و ارواح واشباحِ عوالم گردانیدہ وہر آنچہ در آن بذرِ مجمل داشتہ در شجرِ عوالم مفصل کردہ باز در ثمر باجمال رسانید۔

پس غرض از غرسِ شجرِ عوالم ہمیں ثمر است کہ مثمرِ لولاک و خاتم

---

[1] مولانا اعجاز الحق قدوسی۔ تذکرہ صوفیائے سندھ۔ صفحہ ۱۸۹-۱۹۶۔

Marfat.com

شجراست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم الیٰ یوم الدین[1]

اولیاے لواری شریف

لواری شریف (ضلع بدین) کو شہرت حضرت مخدوم محمد زمان (اوّل) نقشبندی[2] رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے والد حاجی عبداللطیف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مخدوم آدم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ مخدوم محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ لُواری شریف میں ۱۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۱۸۸ھ میں وفات پائی۔ آپ نے علومِ درسیہ کی تحصیل ٹھٹہ میں مخدوم محمد معین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۱ھ) کے شاگرد مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی اور وہیں مخدوم محمد آدم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ابوالمساکین حاجی محمد رحمۃ اللہ علیہ (بن محمد اشرفؒ) سے نقشبندیہ سلسلے میں خلافت حاصل کی تھی۔

آپ کے صاحبزادے گل محمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۸ھ)، پوتے محمد زمانؒ (دوم) م ۱۲۴۷ھ اور پڑپوتے محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۸ھ) نے اس سلسلے کی بہت تبلیغ کی۔ پھر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ) نے بھی سلسلے کو بہت فروغ پہنچایا

---

[1] استاذی حضرت مولانا ابوالفتح محمد صغیرالدین صاحب نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے ینابیع الحیوٰۃ الابدیہ ہی پر ۱۹۷۲ء میں کام کیا تھا۔

[2] مخدوم محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جو ابراہیم بیگ نے جمع کیے تھے وہ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں۔ مخطوطہ نمبر ۴۱۴۔

Marfat.com

اور یہ کتابیں بھی لکھیں :-

صقال الضمائر ۔ تحقیقات اللواری ۔شرح تکملۃ الورد المحمدی۔

صقال الضمائر دراصل مخدوم محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ رم ۱۲۹۸ھ)
کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں مقدمے کے علاوہ چار ابواب ہیں۔
تیسرے باب میں محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب ہے جو صاحبزادے
کے نام ہے :-

برخوردار سعادت یار محمد سعید مدظلہ۔ مراسلہ مشتمل بر رسیدنِ
اشیائے مرسولہ این طرف و اظہارِ دیدِ قصور و خرابیِ حال خویش نوشتہ
بودند، رسید ۔ برخوردار، تنگ دل نشوند۔ بقبض و تنگیِ دل پریشان
واز دست نہ روند وصبر فرمایند۔ ع :-

صبوری مایۂ امیدت آرد

تنگیِ دل و سیہ روئی و خرابی خود خوب افتادہ است۔ شکر این
معنی را بجا آرند ۔ این صبر تلخ برائے مریضِ قلبی دہند ۔ کیست درین جہان
کہ از ہوای وہوس بر آمدہ، خرابی و ضلالتِ خود نصب العین و حدِّ نظرِ
خود دارد ۔ صاحبانِ روضۂ مقدسہ قدس اسرارہم فرمودہ اند، ہر چند
ظاہرِ حال مردود تر و پریشان تر، در باطن مقبول تر۔ و ہر چند مجہول تر در
قربِ حق نزدیک تر۔ جامیؒ گوید :-

ع سیاہی را بود رو در سپیدی

مخدوم محمد سعیدؒ کی زبان اور اندازِ بیان کے سمجھنے کے لیے یہ عبارت
ملاحظہ ہو :-

سلسلۂ طریقۂ الہیِ این مسکینِ بے تسکین، جامعِ این کلماتِ

Marfat.com

سعید محمد سعید را بحرمت شہباز لاہوت عنقاے جبروت ملاذ ملکوت، قائد ناسوت ـ زحالش چو بلبل شوم نغمہ زن ـ بہ باغِ زمان گل، محمد حسن قدس سرہ، بحرمت مہرِ سپہرِ دیانت، مرکزِ دائرۂ امانت، خواجہ محمد زمان ثانی قدس سرہ و بحرمتِ بحرِ حلم و حیا، معدن جود و سخا خواجہ گل محمد قدس سرہ و بحرمتِ جامعِ اسرارِ قطبیت، حاویِ انوارِ غوثیت، واقفِ اسرارِ نہاں خواجہ محمد زمانِ کلان صاحب الارشاد فی اللواری حرسہ الباری قدس سرہ و بحرمتِ قطبِ سماے ولایت، ماہِ برجِ ہدایت خواجہ ابوالمساکین حاجی محمد التتہوی مسکناً والمکی مدفناً قدس سرہ و بحرمت حضرت مرور متقی خواجہ محمد زکی قدس سرہ و بحرمت حضرت مہتر عفیف خواجہ محمد حنیف قدس سرہ و بحرمت حضرت قطبِ امجد ارشد خواجہ عبدالاحد قدس سرہ و بحرمت حضرت قطب الاقطابِ مزید خواجہ محمد سعید قدس سرہ و بحرمت مجمع البحرین مسکن النورین مرجع الخافقین غوث الثقلین ملاذ الافراد والاقطاب ملجا الاصفیا والاحباب حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ السامی۔[1]

مخدوم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں دیوان بھی یادگار چھوڑا ہے۔[2]

حضرت مخدوم محمد زمان (اول) قدس سرہ کے کئی خلفاء تھے۔ لیکن ان میں سے دو کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (۱) مولانا عبدالرحیم (گرہوڑی)

---

[1] اس شجرۂ مبارکہ کے بزرگوں کے حالات کے لیے دیکھیں رسالہ نورِ اسلام (شرقپور شریف) حصہ دوم۔ صفحہ ۳۰۵ - ۳۰۹ -

[2] آپ کی اولاد میں سے پیر سعید حسن صاحب نے آپ کا فارسی دیوان کراچی سے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

جو ۱۱۹۲ھ میں شہید ہوئے اور (۲) قاضی احمد (م ۱۲۲۳ھ) جن کے نام پر قصبہ آباد ہوا۔ ان کے ملفوظات کا ایک مجموعہ اُن کی خانقاہ میں موجود ہے۔ رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور کے بزرگ حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلیفہ تھے۔

مولانا عبدالرحیمؒ بہت بڑے عالم تھے۔ اُن کی حسبِ ذیل کتابیں یادگار ہیں :-

(۱) فتح الفتح۔ اُن کے پیر و مرشد کے نصائح کا عربی ترجمہ اور شرح۔

(۲) پیر و مرشد کے سندھی اشعار کا عربی ترجمہ اور شرح۔

(۳) فارسی مثنوی گُل نامہ۔ پیر و مرشد کے صاحبزادے گل محمد کی تعریف میں۔

(۴) مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہ کا ایک انتخاب۔

(۵) اُن کے سندھی اشعار کا مجموعہ۔

مثنوی گل نامہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

گل محمد در مناز لہا تمام
غیرِ بلبل ایں چہ داند خاص و عام

دستِ مشرک کے رسد گل پاک را
خاک را ایں نور ایماں خاک را

خاک مسکو راست بہرِ بوئے گل
جز خراباتے نباشد جائے گل

عارف آں باشد کہ باشد گل شناس
گل ببیند جملہ بیند بے قیاس

جان مرجانِ ولی را دوست نیست
رابطہ شاں آنچہ آں را پوست نیست

خلق پندارد ولی را شہرتے
روئے خود بینند او را رحمتے

تا قیامت آزمائش دائم است
پس بہ ہر دورے ولی قائم است[1]

---

[1] ڈاکٹر داؤد پوتہ نے کلام گرہوڑی کے نام سے آپ کا مجموعۂ اشعار کراچی سے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا۔

ان بزرگوں کے علاوہ اور بہت سے نقشبندی اولیاء نے سندھ کو مستفیض فرمایا۔ کچھ نام یہ ہیں :-

(۱) مخدوم عبدالواحد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۴ھ)۔ آپ قاضی، مفتی اور شاعر تھے۔ حضرت صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۲ھ) بن غلام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۱ھ) کے خلیفہ تھے۔

(۲) شیخ محمد عابد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۷ھ) بہت بڑے عالم اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ مخدوم محمد زمان ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۷ھ) کے خلیفہ تھے۔ اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حضرت علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔

(۳) مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ)۔ مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ حضرت صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۲ھ) کے خلیفہ تھے۔ بعد میں آپ منڈی (کچھ) منتقل ہو گئے تھے۔ قریب ۲ دو لاکھ آپ کے مرید تھے۔

(۴) مخدوم محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ بن مخدوم احمدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مخدوم محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ پریاں لوئی کے داماد تھے۔

(۵) محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ (لکھی والے)۔ آپ غلام محی الدین رح کے خلیفہ تھے۔ اور غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرزند تھے شاہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بن غلام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(۶) قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تین مشہور خلیفہ تھے۔ (۱) عبدالولی رح (ڈبرا۔ نوشہرہ فیروز) (۲) میاں نورشاہ (کھاہی کنڈا۔ نوشیرو فیروز) اور میاں عبدالکریم رح (پنگارو۔ سکرنڈ)۔

Marfat.com

(۷) قاضی محمد شکارپوری (م ۱۲۴۰ھ) - آپ حضرت صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

(۸) مخدوم امید علی سہا رحمۃ اللہ علیہ ہالائی۔ آپ خواجہ عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۱ھ) کے خلیفہ تھے۔ آپ تالپوروں کے درباری تھے تو انگریزوں نے آپ کو کلکتہ میں قید کر دیا تھا۔ آپ نے سفرنامہ کلکتہ لکھا ہے۔ ۱۲۹۸ھ میں کلکتہ میں انتقال فرمایا۔

(۹) مخدوم بلال رحمۃ اللہ علیہ (تلسی - دادو)۔ آپ مخدوم دانیال رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مخدوم شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ پیر محمد بخاریؒ سے فیض حاصل کیا۔ دسویں صدی ہجری میں تھے۔ فارسی میں رباعیاں لکھی ہیں۔

موجودہ دور میں مولانا عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ رم ۱۹۶۵ء (لاڑکانہ)۔ حاجی عبدالغفار مجددی رحمۃ اللہ علیہ (ٹنڈو محمد خان)۔ محمد عمر جان (مٹیاری)۔ غلام مجدد (ماتلی)۔ محمد یوسف میمن (رہبو لاخان سجاول)۔ غلام مصطفےٰ (دادو) وغیرہ بکثرت نقشبندی بزرگوں[1] کا فیض جاری ہے۔

---

[1] ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے (J.R.S.P. Vol. XIII No. 2 1976) میں سندھ کے نقشبندی بزرگوں کی تصانیف کی ایک طویل فہرست بھی دی ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی مجدّدی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کا خاندان

آپ کی ولادت قندہار میں ۱۲۴۴ھ میں ہوئی۔ آپ کے آباواجداد کا سلسلہ یہ تھا :-

آپ کے والد عبدالقیوم بن خواجہ فضل اللہ بن خواجہ غلام نبی بن خواجہ شاہ غلام حسن بن شاہ غلام محمد بن شاہ غلام محمد معصوم بن شاہ محمد اسمٰعیل بن خواجہ شاہ صبغۃ اللہ بن عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔ سکھوں کے عہد میں جب سرہند شریف ویران ہوا تو حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لے گئے۔ وہیں ۱۱۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ وہاں ریلوے اسٹیشن کے قریب اور خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے مزار کے تھوڑے سے فاصلے پر آپ کے اور آپ کے صاحبزادے شاہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔ پھر خواجہ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ (بن خواجہ شاہ غلام حسنؒ) پشاور سے قندہار جاکر اقامت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ کے پڑپوتے خواجہ عبدالرحمٰنؒ کی ولادت ہوئی۔ انھوں نے اپنے والد خواجہ عبدالقیومؒ اور مُلّا حبیب اللہ قندہاری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل کی۔ لیکن افغانستان کی [illegible] بدحالی سے دل برداشتہ ہو کر ۱۲۹۷ھ

میں آپ رح متعلقین حرمین شریفین چلے گئے۔ قریب پانچ سال کے بعد بعض معتقدین کی درخواست پر سندھ (ٹنڈو سائیں داد) تشریف لے آئے اور ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۵ھ کو وصال ہوا۔ ٹکھڑ (قبہ شریف) میں دفن ہوئے اب وہیں اُن کی تمام اولاد کے مزارات ہیں۔

خواجہ شاہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۰۴ھ) کے صاحبزادے خواجہ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۲۶ھ) اور پوتے خواجہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۲۳۸ھ) بھی بڑے عالم ہوئے ہیں۔ مؤخرالذکر کی مشہور کتاب عمدۃ المقامات ہے جس میں نقشبندی بزرگوں کے حالات ہیں۔ اس کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضؓ، ائمہ کرام رضؓ اور حضرت بہاءالدین نقشبند بخاری قدس سرہ (م سنہ ۷۹۱ھ) کے مختصر حالات اور سلسلۂ نقشبندیہ کے کوائف ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

مخفی نماند کہ حضرت مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ عنہ را تعالیٰ در اولیائے این امت شانِ عظیم است ومراتبِ والا کہ خال را بہ آں ممتاز کردہ باشند ہرچند زبانِ کتابت از تبیانِ آں عاجز وحوصلۂ کاتب از تعدادِ آں قاصر، اما بحکمِ من لم یدرک کلہ یترک کلہ بیان بعضے آں معاملاتِ بزرگ ومراتبِ شگرف می نماید۔ بگوش ہوش استماع باید کرد[1]

---

[1] عمدۃ المقامات (لاہور سنہ ۱۳۵۵ھ) صفحہ ۱۵۷۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے پنجاب یونی ورسٹی جرنل J.R.S.P. Vol XIII No.2, 1976 میں قندہار، کابل شکارپور اور حیدرآباد وغیرہ مقامات میں سکونت پذیر خاندانِ مجددیہ کی تفصیل دی ہے۔

Marfat.com

خواجہ فضل اللہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ اُن کی ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

کردم اگر زجاں، تنِ خود را فدائے دل — افشاندہ ام نثارِ محقّر بپائے دل
رَو، پشتِ پا بہ تختِ اقالیمِ سبع زن — گر یافتی گدائیِ دولت سرائے دل
عالم شنید نعرۂ لبیکِ عبدلش — نشنیدۂ تو نعرۂ یارب بنائے دل

خواجہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے (۱) خواجہ محمد حسن جان رحمۃ اللہ علیہ اور (۲) خواجہ محمد حسین جان رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

خواجہ محمد حسن جان رحمۃ اللہ علیہ قندہار میں ۱۲۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب سے اور مُلّا میر اعظم افغان سے تعلیم حاصل کی۔ پھر سندھ آکر مولانا لعل محمد متعلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال تک پڑھتے رہے۔ مکّہ معظمہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ وہیں قرآنِ پاک حفظ کیا۔ سندھ میں مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی۔ رشد و ہدایت کا بھی بہت وسیع تھا۔ ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں قیام تھا تو آپ کے گھر کے گیارہ افراد زلزلے کی زد میں آگئے جن میں دو صاحبزادے تین صاحبزادیاں، اہلیہ اور دوسرے اقارب تھے۔ صاحبزادے کے فراق میں ایک مرثیہ اس طرح کہا :-

بے تو اے راحتِ جاں، نعمتِ دنیا چہ کنم
جانِ شیریں چہ کنم؟ دیدۂ بینا چہ کنم
زندگی بہرِ تو خوش داشتم اے راحتِ جاں
چوں تو رفتی منِ غم دیدۂ تنہا چہ کنم

Marfat.com

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بدی چارۂ خود می کنم
با قضا و قدرِ خالقِ یکتا چہ کنم

فرقتِ روے تو اے جانِ پدر زخمِ دل است
زخمِ ناسور بگردیدہ مداوا چہ کنم

گر بپرسیدنِ من رفتنت اے جاں بودے
جان و مالم بعوض دادمے امّا چہ کنم

تاریخی قطعات بھی آپ نے لکھے ہیں اور حسبِ ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں :- (۱) شفاء الامراض، عربی (۱۳۱۴ھ) میں (۲) انیس المریدین، فارسی میں (۱۳۱۶ھ) (۳) پنج گنج، فارسی-(۱۳۲۰ھ میں) (۴) سفرنامۂ بستان، فارسی میں (۱۳۳۶ھ) -(۵) تذکرۃ الصلحاء، فی بیان الالقیاء، فارسی (۱۳۳۶ھ)-(۶) انساب الانجاب (حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ سے لے کر اپنے زمانے تک کے خاندانی تراجم) فارسی (۷) شرح حکم شیخ عطاء اللہ سکندری، فارسی (۸) الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ (۱۳۴۴ھ) (۱۳۴۶ھ) فارسی۔ (۹) طریق النجات (۱۳۴۹ھ) (سرسید کے عقائد کی تردید) عربی۔ (۱۰) رسالہ در قواعد تجوید۔ فارسی۔ (۱۳۴۹ھ) (۱۱) العقائد الصحیحہ (۱۳۶۰ھ)۔ عربی۔(۱۲) الاشارۃ الی البشارہ (تشہد میں اشارہ) (۱۳) رسالہ فی باب صحۃ الجمعہ فی القریٰ (۱۴) لغات القرآن، عربی (۱۵) تقویۃ الایمان (سندھی میں حنفی مذہب کے خلاف ایک کتاب تھی۔ اس کا جواب فارسی میں لکھا) (۱۶) رسالہ تہلیل وغیرہ۔ ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات بھی ہیں۔ ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں ٹنڈو سائیں داد میں آپ کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن جان علیہ الرحمہ کے چار صاحبزادے تھے (۱) عبداللہ جان عرف شاہ آغا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۳ھ) - (۲) عبدالستار جان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۷ھ) (۳) حافظ محمد ہاشم جان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ) - (۴) محمد حنیف جان -

حضرت عبداللہ جان عرف "شاہ آغا" بہت بڑے عالم تھے ۸۸ سال کی عمر پائی[1] آپ کی یہ کتابیں یادگار ہیں :-

(۱) مونس المخلصین (۲) راحت القلوب اور (۳) مخزن العلوم -

مونس المخلصین دراصل حضرت خواجہ محمد حسن جان علیہ الرحمہ کے سوانح حیات ہیں جو حضرت شاہ آغا رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۵ھ میں لکھے تھے اور دوسرے سال کراچی سے شائع ہوئے تھے - اس میں بڑے سائز کے ۲۶۴ صفحات ہیں - صفحہ ۵ سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ کے حالات شروع کیے ہیں کہ :-

ولادتِ حضرتِ ایشان (خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ) در ۱۲۴۴ھ در شہر احمد شاہی مشہور بہ قندہار بہ وقوع آمد - بعد از وصول بہ سنِ تمیز علومِ متداولہ تا نقطۂ آخر از علماے آن دیار حاصل نمودہ وکسبِ کمالاتِ باطنی از حضرت والد ماجدِ خویش، خلاصۂ آلِ معصومؒ حضرت شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی قدس سرہ فرمودہ

---

[1] حضرت عبداللہ جان "شاہ آغا" رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے قطعۂ تاریخ لکھا تھا - تاریخ والا شعر یہ ہے :-

فرِ فضل و فقر را عبداللہ جان — "ہادیِ دیں شاہ آغا" آہ رفت

(جمعہ ۷ - اپریل) ۱۹۷۳ء — ۱۳۹۳ھ (۲ ربیع الاول)

Marfat.com

مجاز و مسند نشینِ آن قدوۂ عارفاں گردیدند و بعد از انتقال حضرت
اوشان کہ ۱۲۷۱ھ بہ وقوع آمد حضرت ایشان بکمالِ استقامت بر
مسندِ ارشاد نشستند و فیض بخشِ طالبانِ حق گردیدند و بخلعتِ
اخلاقِ محمدیؐ مفتخر گردیدند ۔ تواضع و مسکنت و استقامتِ شریعت و
توکل و صبر و رضا و خدمتِ فقراء و ترحم بر خلقِ اللہ با وفور تقویٰ
وجود و سخا خاصہ حضرت ایشان بود کہ برائے ہر خلقِ با بے دُرانیس
المریدین مذکور است ۔ در حدود ۱۲۹۷ھ بمع عیال و اطفال ہجرت
نمود و تقریباً پنج سال در حرمین الشریفین گذرانیدند ۔ کاتب الحروف
کہ تولدش ہم در شہر قندہار در ۱۲۷۸ھ بوقوع آمدہ درین سفرِ مبارک
حاضر خدمت و ہم رکابِ حضرت ایشان بود ۔ بعد از مراجعتِ سفیرِ
حرمین الشریفین بقیہ عمرِ مبارک در دیارِ سندھ در قریۂ ساداتان
ٹکھڑ بسر بردند و مخلصین و مریدینِ سندھ را فیضہا بخشیدند ۔

(پھر آپ نے خاندان کے دیگر افراد کے حالات بھی لکھے ہیں اور صفحہ ۵۸
سے حضرت خواجہ محمد حسن جان علیہ الرحمہ کے حالات شروع کیے ہیں) ۔

حضرت شاہ آغا رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حافظ محمد ہاشم جان علیہ الرحمہ[1]
نے اپنے والد ماجد خواجہ محمد حسن جان علیہ الرحمہ کی عربی کتاب طریق النجات
کا اردو ترجمہ ۱۹۳۱ء میں کیا تھا جو امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ درمیانی

---

[1] حضرت حافظ محمد ہاشم جان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر بھی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان
نے قطعۂ تاریخ لکھا تھا۔ تاریخ والا شعر یہ ہے :-

جاودانہ جنت الفردوس یافت — بے گنہ حافظ محمد ہاشم است

(دوشنبہ ۲۲ رمضان المبارک) ۱۳۹۵ھ — ۱۹۷۵ء — (۲۹ ستمبر)

Marfat.com

سائز کے ۲۶۲ صفحات ہیں۔ اس میں گمراہ فرقوں اور ان کے عقائد کی تردید ہے۔ اس کے صفحہ ۶۷ - ۶۸ میں لکھتے ہیں :-

"وہابی کی نسبت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے علم کی بناء پر گمراہ کر دیا تھا۔ یہ شخص سنہ ۱۲۲۰ھ میں ظاہر ہوا تھا اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر کے متغلب ہوا۔ اس نے اس لڑائی میں علمائے کرام اور مجاورینِ حرمین شریفین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور اُن کے مالوں کو لوٹ لیا۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو محمد علی پاشا مصری کی ہمت و جواں مردی سے (جس کو سلاطینِ ترکیہ عثمانیہ نے اس مہم پر مامور کیا تھا) لڑائیوں کے بعد ہلاک کیا اور ذلتوں سے نکلوایا۔ جس کا موجب طوالت ہے اور جس کو شیخ احمد دحلان مکی نے اپنی کتاب تاریخِ اسلامیہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ پھر دوبارہ یہی نجدی سنہ ۱۳۴۴ھ میں حرمین شریفین میں متغلب ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر افعالِ شنیعہ کے مرتکب ہوئے اور طائف میں قتل و خوں ریزی اور مار دھاڑ اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا اور سارے ممالک حجاز میں مساجد اور یادگار عمارات اور صحابہ وصالحین کے قبوں کو گرا دیا اور وہ تادمِ تحریر بلادِ مقدسہ کو دابے بیٹھے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی صورت نکالے"۔۔۔۔۔

حضرت حافظ محمد ہاشم جان علیہ الرحمہ کا یہ سلیس ترجمہ بہت مقبول ہوا۔

خواجہ عبدالرحمن مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے خواجہ محمد حسین جان بھی قندہار میں سنہ ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب اور دوسرے فضلاء سے علومِ نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کی۔ تاریخ

Marfat.com

شعر و شاعری، لغاتِ عربی و فارسی وغیرہ میں بہت شغف تھا۔ آپ کا دیوان "خیابانِ سرہندی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مختلف اصنافِ شاعری ہیں۔ ایک غزل کے چند اشعار یہ ہیں :-

بردن گہت فتادن و مردن گناہِ من
دیدن زخاک بر نہ گرفتن گناہِ کیست

دُز دیدہ دیدن، آہ کشیدن گناہِ من
خندیدن و کرشمہ نمودن گناہِ کیست

از دیدنِ تو چشم نہ بستن گناہِ من
پیش آمدن، نقاب کشادن گناہِ کیست

ایک اور غزل اس طرح ہے :-

رُخ گلابے عجبے، زلف نقابے عجبے
آفتابے عجبے زیرِ سحابے عجبے

بے تو چوں ماہیِ بے آب بگلشن ماراست
اضطرابے عجبے، رنج و عذابے عجبے

زآتشِ روے تو چوں زلف پریشاں دارم
انقلابے عجبے، عقدہ و تابے عجبے

بیتِ ابروے تو کلکِ ازل از نقطۂ خال
انتخابے عجبے، کردہ ذہابے عجبے

دلِ دیوانہ ما از نگہِ مست تو شدہ
از شرابے عجبے مست و خرابے عجبے...

آپ کا انتقال سنہ ۱۳۶۷ھ سنہ ۱۹۴۸ء میں ہوا اور

Marfat.com

والد ماجد کے قریب دفن ہوئے۔[1]

آپ کے صاحبزادے محمد اسمٰعیل جان روشن رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ دادا صاحب سے اور حافظ محمد یوسف وغیرہ سے علوم کی تکمیل کی اور دادا صاحب ہی سے سلوک کی منزلیں طے کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ زہد و تقویٰ میں کمال حاصل تھا۔ لوگوں کی امداد میں پیش پیش تھے۔ عربی، فارسی اور سندھی میں شاعری کرتے تھے۔ تحریکِ خلافت اور مسلم لیگ کے لیے بہت کام کیا۔ ۱۹۲۱ء میں برطانوی شہزادہ ویلز ہندوستان آیا تو ۱۷ نومبر کو تحریکِ خلافت اور کانگریس کے لیڈروں نے مشترکہ طور پر اُس کی آمد پر بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کیا جس کی پاداشت میں آپ کو بھی قید کر دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں سلطان ابن سعود کی دعوت پر مولانا سیّد سلیمان ندوی مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ آپ بھی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لیے حجاز گئے تھے۔ ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) دیوانِ روشن (فارسی) (۲) دیوانِ روشن (سندھی)۔ (۳) انشائے روشن و خطبات (فارسی)۔ (۴) نسیم چمن (فارسی) (۵) جواہر نفسیہ (فارسی) (۶) خطباتِ سندھی (منظوم) متفرق اشعار مختلف زبانوں میں

---

[1] آپ کے انتقال پر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے ایک قطعۂ تاریخ لکھا جس میں تاریخ کا شعر یہ ہے :-

فخرِ دہور، قطبِ زماں، شاعرِ جلیل — دُرِ خلد آرمید محمد حسین جان

۴۸ ۱ ۹ ۶ ۱ ۳ ۶ ۷ = ۱۳۶۱

Marfat.com

بھی کہے ہیں۔ نعت بہت خوب لکھتے تھے۔ مثلاً :۔

بیا سوے مدینہ تا بیابی صد قرار ایں جا
گل ایں جا، سبزہ ایں جا، گلشن ایں جا جوئبار ایں جا
چہ خوش باشد کہ سازم فرشِ راہِ سید الکونین
دل ایں جا، دیدہ ایں جا، سینہ ایں جا، چشم زار ایں جا
نماید بے نیاز از باغِ جنّت، نزہتِ طیبہ
گل ایں جا، سنبل ایں جا، سوسن ایں جا، لالہ زار ایں جا

بعض غزلوں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

فگندہ برقع بہ رخ می گذشت یار بہ باغ
مگر ز طفلِ گل ایں رسمِ چادری آموخت
عرق یک قطرہ از رویش چکیدہ
تو گوئی کز مہ افتادہ ستارہ
بیادِ گُل رخت اے گل ببستم
چو نکہت آشیاں بر دامنِ گُل

حضرت روشن کے صاحبزادے مولانا اسحٰق جان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ ۳ ذی الحجہ) کو بھی شعر و شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔[1]

---

[1] مولانا اسحٰق جان رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر بھی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے قطعۂ تاریخ لکھا جس میں تاریخ کا شعر یہ ہے :۔

آں حبیبِ خلق و گُل خویشِ لفنیں — شد حبیبِ خُلد پیر اسحٰق جان

(یکشنبہ، ستمبر) ۱۹۷۵ء — ۱۳۹۵ھ (۳ ذی الحجہ)

Marfat.com

بلادِ اسلامیہ کا سفر بھی کیا کرتے تھے۔ انھوں نے (۱) سفر نامہ بلادِ اسلامیہ اور (۲) سفر نامۂ ایران اردو میں یادگار چھوڑے ہیں۔ بہت بلند اخلاق بزرگ تھے۔ اُن کے چھوٹے بھائی مولانا ابراہیم جان صاحب سامارو (ضلع تھرپارکر۔ سندھ) میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہ بھی بڑے عالم اور شاعر ہیں۔ دونوں بھائیوں کے یہاں بکثرت مخطوطات محفوظ ہیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ نوّار حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت فضلِ علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ) کے خلیفہ حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) کے خاص خلیفہ ہیں۔ آپ قصبہ گوہلہ (ضلع کرنال) میں ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے قصبے اور دوسرے مقامات میں حاصل کی، پھر منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ پھر میٹرک پاس کیا اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی۔ ایک بزرگ مولانا اسلام الدین کے توسّط سے آپ حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے پانی پت میں بیعت ہوئے اور جلد ہی سلوک کی تکمیل کرلی۔ ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸ء میں آپ پاکستان آئے اور قریب ۴۵ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا، آپ کی تصانیف حسبِ ذیل ہیں۔ (تاریخی ترتیب سے) :-

(۱) عمدۃ السلوک (۲) گلدستۂ مناجات (۳) حیاتِ سعیدیہ (۴) عمدۃ الفقہ جلد اول (۵) عمدۃ الفقہ جلد دوم (۶) ترجمۂ مبدأ و معاد (۷) ترجمۂ معارفِ لدنیہ (۸) عمدۃ الفقہ جلد سوم (۹) حضرت مجددِ الفِ ثانیؒ (۱۰) زبدۃ الفقہ حصّۂ اوّل (۱۱) مقاماتِ فضلیہ (۱۲) زبدۃ الفقہ حصۂ دوم (۱۳) زبدۃ الفقہ حصّۂ سوم (۱۴) ترجمۂ مکتوباتِ معصومیہؒ دفتر اوّل (۱۵) عمدۃ الفقہ جلد چہارم (۱۶) ترجمۂ مکتوبات معصومیہؒ دفتر دوم (۱۷) ترجمۂ مکتوبات معصومیہؒ دفتر سوم

Marfat.com

(۱۸) انوارِ معصومیہؒ (۱۹) ریڈیائی تقاریر (۲۰) عمدۃ الفقہ بزبانِ عربی (طہارت، زکوٰۃ، صوم، حج) (۲۱) مکتوباتِ امامِ ربّانی کا اردو ترجمہ (نامکمل)۔ یوں تو آپ کی ہر کتاب ایک امتیازی شان رکھتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے لیکن عمدۃ الفقہ میں مسائل کی اس قدر جزئیات ہیں کہ شاید اردو کی کسی کتاب میں یکجا نہیں ہیں۔ مثلاً عمدۃ الفقہ (جلد سوم) میں کتاب الزکوٰۃ کے ذیل میں عشری زمین کا اس طرح ذکر آتا ہے:-

اگر کسی شخص نے عُشری زمین، اجارہ (کرایہ) پر دی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عُشر زمین کے مالک پر واجب ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک مستاجر پر واجب ہوگا۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ صاحبینؒ کی دلیل یہ ہے کہ عُشر کا تعلق پیداوار سے ہے جو کہ مُستاجر کی ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ زمین کا نماء (بڑھوتری) جیسا کہ زراعت سے ہوتا ہے ویسا ہی اجارہ سے بھی ہوتا ہے، تو یہاں پھل کی طرح اُجرت مقصود ہے۔ پس بڑھنا حقیقت میں اُجرت پر دینے والے کیلیے ہے اور وہی مالک بھی ہے تو عُشر کے لیے واجب ہونے کے لیے بھی وہی اولیٰ ہے۔ اور حاوی قدسی میں ہے کہ ہم صاحبینؒ کے قول کو لیتے ہیں۔ لیکن متأخرین کی ایک جماعت نے امام صاحبؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ پس اگر مالکِ زمین کے لیے پوری اُجرت کا لینا ممکن ہے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ ورنہ صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ جب کہ مالکِ زمین کو واضح طور پر اتنا نقصان لازم آتا ہو کہ جس کو کوئی بھی جائز نہ کہہ سکے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور اگر مالک پیداوار کٹنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو مالک سے

Marfat.com

عُشر ساقط ہو جائے گا، یعنی اُس پر واجب نہیں ہو گا اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہو تو مالک سے ساقط نہ ہو گا یعنی اُس پر واجب ہو گا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک خواہ کٹنے سے پہلے ہو یا بعد میں، اس کے ساتھ میں عُشر بھی ساقط ہو جائے گا۔ (حواشی میں ہر جگہ کتابوں کے حوالے بھی دیے گئے ہیں)۔

آپ نے حمد، نعت اور منقبت میں بھی اشعار لکھے ہیں۔ ایک نعت اس طرح لکھی ہے :-

کس زباں سے میں کروں نعتِ محمد مصطفیٰ ﷺ
ہے مری گویائی ناقص اور تخیّل نارسا

آپ ﷺ کی مدحت سرا توریت و انجیل و زبور
آپ کی تعریف میں رطب اللساں فرقان و نور

ذرّہ ذرّہ آپ ﷺ کی ختمِ رسالت پر شہید
قطرہ قطرہ آپ کے دستِ سخاوت کی چکید

باعثِ تخلیقِ آدم رحمۃ للعالمیں
سرورِ دیں، فخرِ موجودات، ختم المرسلیں

کُحلِ ما زاغ البصر سے چشمِ باطن کی کشود
اسوۂ حسنہ سراجِ سالکِ ربِّ ودود

ہے سراپا نور ہی نور آپ ﷺ کی ذاتِ کریم
ہے مجسّم جود ہی جود آپ ﷺ کا خلقِ عظیم

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی محرمِ ربّ العلیٰ
آپ ﷺ کے ذکرِ مشرف کا ہے خود رافع خدا

Marfat.com

میں ہوں شیدا نے محمدؐ مجھ کو غم زوّار کیا
ہیں محمد مصطفےٰؐ جب شافعِ روزِ جزا

آپ کی وفات کراچی میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ (۵ اگست ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

Marfat.com

حضرت "پیر ایرانی"

مولانا مصطفےٰ اصبغت اللہ شاہ صاحب مدظلہ

آپ تہران میں[1] ۱۳۱۸ھ سنہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حاجی علی آقا سرہنگ کی وفات (۱۳۲۴ھ) کے بعد اپنے ماموں صاحب کے پاس رہنے لگے۔ لیکن اُن کا بھی ۱۳۳۰ھ میں انتقال ہوگیا تو پھر آپ اپنی والدہ ہی کے ساتھ رہنے لگے۔ والد ماجد، شاہی فوج کے افسر اور ناصرالدین شاہ قاچار کے امین اور خزانہ دار تھے تو جب رضا شاہ پہلوی ۱۳۳۸ھ میں برسرِ اقتدار ہوا تو اُس نے آپ کی سابقہ بلند حیثیت کے اعتراف میں آپ کو دفترِ محاسبات کا نائب اوّل بنا دیا، پھر آپ بھی شاہی فوج کے افسرِ اعلیٰ بنا دیے گئے چنانچہ ۱۳۵۴ھ میں آپ ہی کی سرکردگی میں بختیاریوں کی سرکوبی کی گئی۔ آپ کے پہلے مرشد آقا شمس العرفاء تہرانی تھے۔ ۱۳۵۷ھ میں حضرت کاکا صاحب میں آپ کے بہنوئی کا انتقال ہوا تو آپ نے فوجی ملازمت ترک کر کے بہنوئی مرحوم کے گھر کچھ دن قیام کیا۔ پھر کوہ مری کے قریب موہڑہ شریف کے

---

[1] آپ کے سوانح حیات آپ کی چھوٹی بہن صاحبہ نے فارسی میں لکھے تھے جو حکیم ذوقی صاحب مرحوم نے اردو میں ترجمہ کر کے ۱۹۷۱ء میں شائع کیے۔ یہ حالات اسی کتاب سے لیے گئے ہیں۔

Marfat.com

بزرگ صاحب سے بیعت ہوئے۔ انھوں نے چار سال تک اپنے پاس رکھا۔ نقشبندیہ اور سہروردیہ سلسلوں میں مجاز بنایا۔ پھر آپ اپنی والدہ صاحبہ سے ملنے کے لیے تہران چلے گئے۔ واپسی پر آپ کو چشتیہ اور قادریہ سلسلوں میں بھی مجاز بنایا۔ سنہ ۱۳۵۷ھ سنہ ۱۹۳۸ء کے اواخر میں آپ نوشہرہ اور جہلم ہوتے ہوئے سکھر پہنچے تو آپ کی شادی سردار محمد علی خان مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی۔ پھر آپ حیدر آباد سندھ آگئے۔

سنہ ۱۳۶۰ھ سنہ ۱۹۴۱ء میں جب دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی اور انگریزوں کو آپ پر جاسوس ہونے کا شبہہ ہوا، تو آپ حیدر آباد سے فیض آباد (یو۔ پی) چلے گئے۔ لیکن پاکستان بننے پر سنہ ۱۹۴۸ء میں آپ مستقل طور پر حیدر آباد (سندھ) تشریف لے آئے۔ لوگوں کی اصلاحِ نفس کے علاوہ اُن کی مالی امداد بھی فرماتے ہیں۔ آنکھوں کے علاج کے لیے کیمپ بھی قائم کرتے ہیں اور خدمتِ خلق میں ہمیشہ پیش پیش ہیں۔ رسالہ "المصطفیٰ" بھی آپ نے جاری فرمایا تھا۔ فارسی اور اردو میں عارفانہ کلام بھی خوب لکھتے ہیں۔

نقشبندی سلسلے میں حضرت مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہ سے شاہ حسین، اُن سے خواجہ عبدالباسط، پھر خواجہ عبدالقادر، خواجہ محمود، سیّد عبداللہ شاہ، سیّد عنایت اللہ شاہ، حافظ احمد، خواجہ عبدالصبور، خواجہ گل محمد، خواجہ عبدالمجید، خواجہ عبدالعزیز، سلطان الملوک، خواجہ نظام الدین، اور خواجہ محمد قاسم (موہڑہ شریف) رحمہم اللہ تعالیٰ سے آپ مستفیض ہوئے ہیں۔

Marfat.com

آپ کے ملفوظات[1] "مینائی مصطفائی" دورِ اوّل ۱۳۸۰ھ میں اور دورِ دوم ۱۳۸۴ھ میں حیدر آباد (سندھ) سے شائع ہو چکے ہیں جن سے آپ کی اعلیٰ اور بلند بصیرت، علمیت اور ذہانت کا پتا چلتا ہے۔ دورِ اوّل (یعنی حصّہ اوّل) کے عنوانات یہ ہیں :-

اللہ، ماسوی اللہ اور انسان۔ رحمتِ عام و خاص۔ کائنات کے دُورُخ۔ قانون۔ شریعت و طریقت۔ ہدایت و اجابت۔ اسلام اور خواتین۔ طلب۔ نصب العین۔ عرفانِ نفس۔ کشف و شہود۔ فراست۔ قدرتِ مافوقِ تصوّر۔ توبہ۔ حقوق۔ رحم۔ محبّت اور عدل۔ نفس کے مراتب۔ اجر اور فضل۔ اے نفس۔ سرچشمۂ کمال۔ تصوّف۔ انسانی قابلیات۔ عبادت۔ دین اور انسانی فطرت۔ ذِکر۔ عقلِ معاد و عقلِ معاش۔ صحو اور سُکر۔ حال اور مقام۔

دورِ دوم (یعنی حصّۂ دوم) کے عنوانات یہ ہیں :-

عرفانِ نفس۔ خواتین اور تصوّف۔ بدایت و نہایت۔ صوفیانہ یا سپاہیانہ زندگی۔ نسبت۔ بیعت و خرقہ۔ عبدیت۔ جان بازی اور سرفروشی۔ اتمامِ نعمت۔ تقلید و تحقیق۔ مراقبہ اور بیداریِ شعور۔ استعداد و مراتبِ کمال۔ اعتدال۔ ملک و ملکوت۔ شریعتِ محمدیؐ۔ جسم، روح اور قلب۔ حُسنِ خُلق۔ حیوٰۃ طیّبہ۔ روحانی بیماری اور علاج۔ مجازی اور حقیقی محور۔ اختلاف و افتراق۔ محبّت اور غو۔

---

[1] آپ کے ملفوظات کا ایک بہت مختصر مجموعہ "مراتبِ ذکر اور اُن کے نتائج" (آٹھ صفحات) جناب پروفیسر علی نواز جتوئی صاحب نے حیدر آباد سے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

فضائلِ انسانی اور معراج انسانیت۔ اس حصّے کے بالکل آخر میں آپ نے اپنی خصوصی تعلیمات کے ۱۳ نکات بھی دیے ہیں :-

(۱) اے انسان، تو حق جو، حق گو اور حق پرست رہ (۲) تو خود شناسی کے نظری و عملی طریقے سے حقیقت شناس بن (۳) تو تزکیۂ نفس اور اخلاقی اصطفا کے ذریعے نجات حاصل کر۔ (۴) تو تعلیم و تعلّم کو بلا استثنائے ترویجِ دین میں بُخل و کوتاہی نہ کر۔ (۵) تو جسمانی و عقلی صحت مندی کی رحمت سے بہرہ یاب ہو کر دوسروں کو بہرہ یاب ہونے کا موقع دے۔ (۶) تو انسانی آزادی اور انسان کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے احساسِ ذمّہ داری پیدا کر۔ (۷) تو معاشرتِ صالح، توسیعِ معاش اور اقتصادی و صنعتی بلندیوں پر پہنچنے کی آزادی کسی سے سلب نہ کر۔ (۸) تو کسی کے مفاد کو اپنے مفاد سے کم نہ سمجھ اور کسی کا حقِ آزادی اُس وقت تک سلب کرنے کی کوشش نہ کر جب تک وہ مہذّب، مفیدِ عامّہ اور قانونی طریقے پر ہو۔ (۹) تو اپنی اُس فطرت کے لیے جو تیقّنی معقولات اور تجرباتی معلومات کی طرف مائل ہے۔ وہ صحیح و مستقیم راہِ عمل اختیار کر، جو مقصد تک رسائی کے لیے شک و تردّد سے پاک صاف ہو (۱۰) تو انفرادی، خاندانی، اجتماعی اور بین الاقوامی تمام دنیاوی امورات کو مشورہ و رواداری، مصالحت و امدادِ باہمی ایثار و اخوّت اور اتحاد و اتفاق کے ذریعے طے کرنے کی کوشش کر (۱۱) تو اپنے دل و دماغ اور فکر و نظر کو ہر قسم کے تعصّب سے پاک، احساسِ برتری سے خالی، خود خواہی سے بالاتر اور اخلاق سوز خصلتوں و مُنفر

Marfat.com

جمہور نفع اندوزیوں کے رجحانات سے صاف کر کے نوعِ انسانی کی خدمت کا جذبہ اور روشن مستقبل کا تصوّر قائم کر۔ (۱۲) تو محسنین و خادمانِ آدمیّت کا احترام، امن و آزادی و سلامتی کی طرفداری، مظلوم کی حمایت اور ہر شخص سے احسان کر اور غیر مہذّب الفاظ، استہزاء آمیز کلمات، جنگ جویانہ حرکات یا فتنہ و فساد انگیز اشارات سے گریز کر۔ (۱۳) تو حاملِ امانت ہے حقِّ امانت ادا کر، اپنے عہد و پیمان پر استوار رہ، ہر عمل میں ظاہر آرائی سے باز آ اور دوام اخلاصِ قلبی کو شعار بنا، پھر بھی ان پر مغرور نہ ہو، تاکہ تیرے اعمال بار آور اور خاتمہ با اعتبار ہو۔

٭

افسوس کہ آپ کی وفات ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۶ء کو ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

(۵) اولیاے بلوچستان

بلوچستان میں بھی نقشبندی بزرگوں کا فیض شروع ہی سے جاری ہے۔ مولانا امین اللہ علوی صاحب لکھتے ہیں کہ "بارھویں صدی ہجری میں مولانا عبد الحکیم کاکڑ المعروف "نانا صاحب" رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۳ھ) نے بلوچستان میں نقشبندی سلسلے کو کافی فروغ دیا۔ آپ مولانا عبد الغفور پشاوریؒ (م ۱۱۱۶ھ) کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا مزار قریہ تھل کوتلہ لورالائی میں آج بھی مرجع عام و خاص ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نور محمد قندھاری نے بھی نقشبندی سلسلے کو بہت زیادہ فروغ دیا۔ حضرت حاجی فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ) کا بھی بلوچستان میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ آپ کے ہزاروں کی تعداد میں مرید تھے۔ والیانِ قلات و مکران آپ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ آپ کے خلفاء میں سے آپ کے فرزندانِ عالی قدر خصوصاً مسیح العارفین عارف باللہ مولانا حفظ اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا فرح الدین عرب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ..... افغانستان کے سرہندی مجددی حضرات ..... نے بلوچستان میں گمراہی و ضلالت و بدعت کو جڑوں سے اکھاڑا ....."

حاجی محمد صدیق بلوچ مستونگی المشہور حاجی صاحب، دراصل

Marfat.com

خراسان کے قبیلۂ بلوچ کے ایک فرد تھے۔ وہاں اُن کے والد اُن کو اونٹ چرانے کا کام دے رہے تھے تو وہ چھُپ کر قندھار چلے آئے اور حضرت ولی محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ سے علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل کی۔ اُن کا سلسلہ اس طرح ہے :۔

حاجی محمد صدیق، مولانا ولی محمد قندہاریؒ، مولانا محمد نور قندہاریؒ مولانا محمد فرح الدینؒ عرب قندہاری، شاہ فقیر اللہ علویؒ شکارپوری، حاجی محمد مسعود پشاوری، حاجی محمد سعید لاہوریؒ، حاجی سعد اللہ دزیر آبادیؒ شیخ آدم بنوریؒ، حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حاجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بہت سے کمالات کے جامع تھے۔ خواجہ محمد حسن جانؒ بن حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۵ھ) ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

"یہ فقیر کاتب الحروف ۱۳۲۳ھ میں ایک تقریب کے سلسلے میں مستونگ شہر گیا اور اس کے ایک کنارے پر اپنے مخلصین کے گھروں میں پہنچ کر قیام کیا۔ تھوڑی سی ساعت کے بعد دیکھا کہ حاجی صاحب نے اپنے طالب علموں اور خادموں کے ساتھ آکر مجھے اپنی ملاقات سے مسرور کیا۔ لباس و دستار موٹے کپڑے کی پہنے ہوئے تھے۔ قدمائل بہ پستی تھا اور سر مُنڈا ہوا تھا۔ ریش مبارک سفید تھی۔ اُن کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ مشغول تھا۔ نہایت ہی تواضع سے ایک کونے میں بیٹھ گیا اور بہت زیادہ خیر و عافیت، طلب کی اور ملاقات پر خوشنودی کو ظاہر کیا ....."

حاجی صاحب نے ۱۳۲۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کے چار

Marfat.com

خلفاء بہت مشہور ہوئے :-

(۱) مولانا فیض اللہ رح (۲) مولانا محمد عمر رتسیانی براؤھی رح (۳) مولانا سید عبدالرحمٰن قلاتی رحمۃ اللہ علیہ (۴) مولانا عبدالواحد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ نے "ملفوظات" کے نام سے ایک مجموعہ تیار کیا تھا جس میں حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ، حضرت حاجی فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ولی محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات اور ان کی کرامات مذکور تھیں۔ افسوس کہ وہ مجموعہ غائب ہو گیا۔

آپ کی منقبت میں ڈاکٹر عبداللہ خان نے لکھا ہے :-

پیش روِ قافلہ راہِ راست — مخزنِ اسرارِ خدا پیرِ ماست
روح دہِ روحِ تنِ غمزدہ — شادکنِ سینۂ ماتم زدہ
سرمہ کشِ چشم کہ باشد سفید — کام دہِ دل کہ بود ناامید
مخزنِ اسرارِ الٰہی دلش — مطلعِ انوارِ خدائی دلش
آنکہ از و شمعِ فلک راضیاست — راست بگویم کہ او آقائے ماست[1]

مولانا عبدالحکیم "نانا صاحب رح" (م ۱۱۵۳ھ) کے ایک خلیفہ میاں نور محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ تھے اور اُن کے خلیفہ خواجہ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ تھے جو قاری، حافظ، عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ خواجہ

---

[1] یہ پورا مضمون رسالہ نورِ اسلام (شرقپور شریف) حصۂ دوم۔ صفحہ ۲۳۳-۲۴۴ سے ماخوذ ہے۔ محمد عبداللہ المتخلص حکیم بھی حاجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض تھے۔ دیکھیں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتاب "تذکرۂ صوفیائے بلوچستان" (لاہور ۱۹۷۱ء)۔ صفحہ ۸۹ ببعد۔

Marfat.com

فیض الحق چشموی رحمۃ اللہ علیہ آپ (خواجہ عبدالمجیدؒ) کے دادا تھے۔ خواجہ صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب قرآن پاک کسی ندی کے کنارے پڑھتے تھے تو ندی کا پانی تھم جاتا تھا۔[1]

مُلّا عثمان اخوند رحمۃ اللہ علیہ بھی "نانا صاحب" کے خلیفہ تھے۔ سرانان (پشین) کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا مدرسہ اب تک قائم ہے۔[2]

اسی زمانے کے ایک نقشبندی بزرگ مُلّا رحیم داد تھے جو حضرت شاہ فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ) کے خلیفہ تھے۔ ژوب میں آپ نے بہت تبلیغ فرمائی۔[3]

ایک مشہور بزرگ مولانا محمد عبداللہ درخانی (۱۱۹۸ھ تا ۱۳۶۳ھ) تھے جن کے نانا مولانا محمد فاضلؒ (م ۱۳۱۴ھ) بھی بڑے باکمال بزرگ تھے۔ مولانا محمد عبداللہ درخان میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۸ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر ڈھاڈر میں دینی مدرسہ قائم کیا۔ حضرت خواجہ محمد عمر چشموی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۰ھ) کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انھی کی فرمائش پر نقشبندی سلسلے کا ایک منظوم شجرہ لکھا۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے یہ کتابیں خاص ہیں:-

(۱) افازۃ المصلّی۔ عربی میں فقہ حنفیہ کے مطابق نماز کے مسائل ہیں۔

---

[1] دیکھیں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتاب "تذکرۂ صوفیاے بلوچستان" (لاہور ۱۹۷۶ء)۔ صفحہ ۱۷۸۔ "نانا صاحب" کے حالات اسی کتاب صفحہ نمبر ۱۶۶-۱۶۸ میں تفصیل سے ملتے ہیں۔

[2] ایضاً۔ صفحہ ۱۷۹۔ [3] ایضاً۔ صفحہ ۱۰۵۔

Marfat.com

ساتھ ساتھ فارسی ترجمہ بھی ہے۔ سنہ ۱۳۴۴ھ میں لاہور سے شائع ہوئی۔
اس میں ۸۸ صفحات ہیں۔

(۲) سلسلۂ قبلۂ چشتویؒ۔ فارسی نثر میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات ہیں۔ سنہ ۱۳۴۵ھ میں لاہور سے شائع ہوئی۔

(۳) شمائل شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و فضائل براہوئی زبان میں نظم کیے ہیں۔ سنہ ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوئی۔

(۴) سفیرِ حجاز درخانی۔ آپ نے سنہ ۱۳۵۲ھ میں حج کیا تھا۔ وہاں کے حالات فارسی میں ہیں۔

(۵) معجزات شریفہ۔ براہوئی زبان میں معجزات کو نظم کیا ہے۔ سنہ ۱۳۵۰ھ میں کراچی سے شائع ہوئی۔

(۶) فتاویٰ درخانی۔ فارسی نثر میں دو جلدیں ہیں۔

(۷) تحفۃ العوام۔ (۸) راہ نامہ اور (۹) کنز اخبار (قلمی موجود ہیں)۔[1]

ایک اور مشہور بزرگ خواجہ فیض الحق جان چشمویؒ (سنہ ۱۲۵۵ھ تا سنہ ۱۳۱۸ھ) بن میاں عبدالعزیزؒ تھے۔ آپ نے اپنے دو بھائیوں کے ساتھ قندہار جاکر اپنے چچا مولانا صالح محمد اخوند سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ پھر حضرت روح اللہ پیشنگی رحمۃ اللہ علیہ سے نقشبندی سلوک طے کیا اور خلافت حاصل کی۔ آپ کے بہت سے خلفاء تھے جن میں سے یہ بزرگ زیادہ مشہور ہیں:- (۱) حاجی محمد عثمان کچلاغی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] دیکھیں "تذکرۂ صوفیا سے بلوچستان" مولانا محمد فاضلؒ کے حالات بھی اسی کتاب (صفحہ ۲۳۲ ببعد) میں تفصیل سے ملتے ہیں۔

Marfat.com

(۲) حاجی محمد عباس مروی رحمۃ اللہ علیہ (۳) حاجی محمد عوض گلزاری۔
رحمۃ اللہ علیہ خواجہ فیض الحق علیہ الرحمہ ہی کے صاحبزادے مولانا محمد عمر
جان چشموی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۳۶۰ھ) تھے۔ اُن کا فیض بہت عام ہوا۔
پھر اُن کے بڑے صاحبزادے خواجہ عبدالحی جان چشموی رحمۃ اللہ علیہ
(م سنہ ۱۳۸۸ھ) سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ایک کتاب ارشاد السالکین ہے۔
اس کا ایک اقتباس یہ ہے :-

"عشق ہماں چیزے است کہ ازاں سیر شدن را امکان نیست۔
گاہے عشق بجائے می رسد کہ عقل عاجز می گردد و از زبانِ سالک،
الفاظِ گوناگوں بدر می آید۔ گاہے غلبۂ عشق بحدّے می رسد کہ سراسر
مستی در پیش می آید تا بدرجۂ جذب می رسد و از تکالیفِ خطاب مبرّا
می گردد۔ اگر انسان بہ خواہشاتِ نفسانی مبتلا گردید نفسِ امّارہ
برسرِ اقتدار آمد و روح بیچارہ پژمردہ و خوار و ذلیل در قفس کہ
بدن است ایام بسر می کند۔ لہذا سالک را باید کہ ہر وقت در انکسار
باشد۔ تا وقتے کہ گل، بارِ خار نبرد گل نوبہار نہ شود و بر حالات و
مقامات نازان نہ شود ....."

آپ کی ایک اور کتاب ارشاد المصلّیین (فارسی) ہے۔ آپ کے
تین صاحبزادے (۱) آغا معین الدین مرحوم (۲) آغا فخرالدین اور (۳)
آغا عبدالقدوس جان بھی بڑے باکمال بزرگ ہیں[1]۔

حاجی آغا عبداللہ جان نقشبندی ہُدوی بھی چشموی بزرگوں سے
مستفیض ہیں اور اُن کا فیض بھی دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔

---

[1] بہ "تذکرہ صوفیائے بلوچستان" صفحہ ۱۷۳- ۱۷۷

Marfat.com

آپ کا ایک رسالہ جامع الاسباق میسّر ہُوا ہے۔ وہ کوٹہ میں طبع ہُوا تھا۔ اس کے صفحہ ۲۶ میں جو شجرہ درج ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا سلسلہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رم سنہ ۱۲۴۰ھ) سے ہے۔ اُن کے خلیفہ خواجہ محمد عیلٰی قندہاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن سے میاں روح اللہ پٹنگی رحمۃ اللہ علیہ مستفیض ہوئے۔ اُن سے مولانا فیض الحق چشتوی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے مولانا محمد عمر جان چشتوی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے مولانا عبدالحی چشتوی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے خواجہ معین الدین چشتوی رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے آغا فخرالدین چشتوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن سے خواجہ میاں محمد امین ترخوری رحمۃ اللہ علیہ مستفیض ہوتے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

حاجی آغا عبداللہ جان ہدوی صاحب صفحہ ۲۹۔۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت خواجہ مخدومِ جہاں قدوۃ السالکین قطب الاقطاب وغوث الزّماں حضرت خواجہ محمد عمر جان چشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ ظاہری اپنے والد ماجد خواجہ میاں فیض الحق صاحب چشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ آپ کے چچا بزرگوار جناب مُلّا احمد آخوند جو فاضل الوقت تھے (اُن) سے بھی ظاہری علوم حاصل کیا۔ طریقت و سلوک میں خلعتِ خلافت اپنے والد قطب الزمان خواجہ فیض الحق چشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

آپ کے والد محترم نے اپنے خلف الرشید کو طرائق اربعہ نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ و چشتیہ میں خلافت عطا کی، نیز خواجہ محمد عمر جان صاحب (نے) جناب غوثِ صمدانی جناب میاں روح اللہ پٹنگی صاحب سے (اور) بہت سے علماء نے طریقت کا کسب کر کے کمال حاصل کیا۔ مگر انھوں نے مورِدِ فیض

Marfat.com

اپنے ولی عہد فرزند کبیر غوث منزلت حضرت خواجہ آغا عبدالحی صاحب کو بنایا اور اپنا سارا فیض خواجہ آغا عبدالحی صاحب کے وجودِ مسعود میں ڈال دیا، یہاں تک کہ وہ زمانے میں مقبول ہوئے۔ نیز پیرِ طریقت قیوم الزماں خواجہ محمد عمر جان چشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ عالیہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خلافت اپنے خلفِ رشید خواجہ آغا عبدالحی صاحب کو چاروں طریقوں میں عطا کی۔ سنہ ۱۳۶۰ھ یکم ذی الحجہ کو یہ اولیاؤں کے سردار دارالبقا کی طرف روانہ ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے فرزند حضرت غوث منزلت مولانا آغا عبدالحی صاحب مسند نشین ہوئے اور تلقین و ارشاد میں مصروف ہوئے۔ یہاں تک کہ آپکا وصال مبارک سنہ ۱۳۸۸ھ سنہ ۱۹۶۸ء ماہ نومبر و ماہ شعبان میں ہوا۔۔۔۔۔

فقیر کاتب الحروف کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد امین ترخوری نے کسبِ ظاہری علم بہت سے علماء سے حاصل کیا تھا۔ کچھ عرصے تک اپنے والد صاحب سے بھی علمِ ظاہری پڑھا۔ طریقت کا کسب حضرت خواجہ فیض الحق چشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ یہاں تک کہ بحکمِ خواجہ محمد عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ المعروف لعل شہباز قلندر سیون شریف والا میرے والد ماجد کو حضرت خواجہ فیض الحق صاحب چشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے طرائق اربعہ میں خلافت عطا کی۔ فقیر اپنے والد محترم کی وفات کے وقت بہت چھوٹا تھا۔ بروزِ وصال آپ کے پیرزادہ قطبِ آوان خواجہ محمد عمر جان چشتوی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء و صلحاء حاضر تھے۔ آپ کو میرے والد صاحب نے فرمایا کہ آپ دور ہٹ جائیں، ملائکہ

چار جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔ پھر آپ کی روح مبارک عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عاجز عبداللہ ہدوی کو بعد حصول علم ظاہری، اجازت طرائق اربعہ میں قطب الزمان خواجہ محمد عمر جان چشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملی۔ جب اسباقِ طریقت مکمل ہوئے تو کثیر توجہ دے کر میرے والد ماجد کی دستار شریف جو تبرکاً ہمارے پاس ہے اپنے مبارک ہاتھوں سے فقیر کے سر پر رکھی اور دعا فرما کر اجازت عطا کی۔ یہ واقعہ آپ کے وصال مبارک سے تقریباً چند سال پہلے کا ہے۔۔۔۔"

حاجی آغا عبداللہ جان ہدوی صاحب نے اس رسالے میں جو اسباق درج کیے ہیں وہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سباق[1] کی ترتیب سے کچھ مختلف ہیں یعنی (۱) لطیفۂ قلب (۲) مراقبۂ اثبات نفیہ (در لطیفۂ قلب)۔ (۳) لطیفۂ روح (۴) لطیفۂ سرّی (۵) لطیفۂ خفی (۶) لطیفۂ اخفیٰ (۷) لطیفۂ نفس (۸) لطیفۂ قالبیہ (۹) مراقبۂ معیت (۱۰) مراقبۂ محبت، دائرۂ ثانی (۱۱) مراقبۂ محبت، دائرۂ ثالث (۱۲) مراقبۂ محبت، دائرۂ قوسی (۱۳) مراقبۂ اسم الظاہر (۱۴) مراقبۂ اسم الباطن (۱۵) مراقبۂ کمالاتِ نبوت (۱۶) مراقبۂ کمالاتِ رسالت (۱۷) مراقبۂ کمالاتِ اولوالعزم (۱۸) حقیقتِ ابراہیمیؑ (۱۹) حقیقتِ موسویؑ (۲۰) حقیقتِ عیسویؑ

---

[1] حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے اسباق کی ترتیب کے لیے دیکھیں عمدۃ السلوک حصۂ دوم۔ (از مولانا شاہ زوار حسینؒ)۔

Marfat.com

(۲۱) حقیقتِ محمدیؐ (۲۲) حقیقتِ احمدیؐ (۲۳) حقیقتِ کعبہ
(۲۴) حقیقتِ قرآن مجید (۲۵) حقیقتِ صلوٰۃ (۲۶) سیرِ دائرہ
لاتعیّن (۲۷) مراقبۂ حقیقت (۲۸) مراقبۂ نقطہ ہائے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کے بعد ذکر نفی اثبات کی تشریح و
ترغیب ہے۔

خاتمہ بحمداللہ یہ مقالہ مکمّل ہُوا۔ جو کچھ اس عاجز کی بساط میں تھا پیشِ خدمت ہے۔ میرا کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ میں نے کوئی خاص کام کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بزرگوں کی دعاؤں سے ہُوا ہے ـــــ بہرحال ـــــ

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

Marfat.com

کتابیات

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
۱ قران مجید	البقرہ۔ النور۔ الجمعہ		
	التحریم۔ الانعام۔ الصف		
۲ مجدد الفِ ثانی رح	مکتوبات		
۳ " "	ردِ روافض	رام پور	سنہ ۱۳۸۴ھ
۴ " "	اثبات النبوہ	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۳۸۳ھ
۵ " "	مکاشفاتِ عینیہ	کراچی	سنہ ۱۹۶۵ء
۶ " "	مبدا و معاد	کراچی	سنہ ۱۳۸۸ھ
۷ ابن عماد	روضۃ المحبین (ردہ نامہ) مخطوطہ نمبر ۱۸۵۲	انڈیا آفس لندن	سنہ ۱۹۶۸ء
۸ ابو الفتح محمد ضیاء الدین ڈاکٹر	ینابیع الحیوٰۃ الابدیہ	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۷۲ء
۹ ابوبکر بن اسحٰق رح	تعرف الاردو ترجمہ)	لاہور	سنہ ۱۳۹۱ھ
ابو سعید مجددی دہلوی رح	ہدایت الطالبین	کراچی	سنہ ۱۹۶۵ء
احمد حسین خان امروہوی رح	۱۔ جواہر مجددیہ	لاہور	سالِ طباعت درج نہیں
	۲۔ جواہرِ معصومیہ	لاہور	سنہ ۱۳۴۲ھ
احمد سعید مجددی دہلوی رح	۱۔ تحفہ زوّاریہ	کراچی	سنہ ۱۳۸۴ھ
	۲۔ سعید البیان	کراچی	سنہ ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
	۳۔ تحقیق الحق المبین	کراچی	۱۳۸۶ھ
اعجاز الحق قدوسی	تذکرہ صوفیاے سندھ	کراچی	۱۹۵۹ء
انعام الحق کوثر ڈاکٹر	تذکرہ صوفیاے بلوچستان	لاہور	۱۹۷۶ء
بدر الدین سرہندی مولانا رح	حضرات القدس (مترجم)	سیالکوٹ	۱۴۰۱ھ
〃 〃 〃	رسالہ وصال احمدی (مترجم)	حیدر آباد	۱۳۸۸ھ
〃 〃 〃	درجات الابرار مخطوطہ نمبر ۲۴۵	انڈیا آفس	۱۱۶۸ھ
براؤن پروفیسر	تاریخ ادبیاتِ ایران جلد دوم (انگریزی)	لندن	۱۹۰۶ء ۱۹۵۱ء
بہاء الدین نقشبند بخاری رح	ملفوظات دفرمودات	حیدر آباد	۱۹۵۹ء
پاینده رصوفی پاینده محمد)	مجمع البحرین	〃	۱۹۶۵ء
تاج الدین سنبھلی رح	رسالہ تاجیہ (قلمی) (طریقہ نقشبندیہ) مخطوطہ۔ مملوکہ مولانا عطا محمد	چودھواں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان	
جلال ہروی رح	Some unpublished works) Encyclopaedia of Religious and Ethics Vol. IX pp. 83-117.	سندھ یونیورسٹی Edinburgh	۱۹۶۷ء ۱۹۵۳ء

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
حافظ شیرازیؒ	دیوان (قلمی)	تاج پور نصر پور (سندھ)	
حسین احمد مدنی مولانا	نقشِ حیات	دہلی	سنہ ۱۹۵۴ء
حسین حلمی الشیق	علماء المسلمین والوھابیون (بکثرت کتابیں شائع کی ہیں)	استنبول	سنہ ۱۹۷۲ء
حسین خبازؒ	ہشت شرائط نقشبندیہ (بحوالہ حضرات القدس حصہ اول)		
خلیق احمد نظامی پروفیسر	شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات	علی گڑھ	سنہ ۱۹۵۰ء
داؤد پوتہ ڈاکٹر	کلام گرہوڑیؒ	کراچی	سنہ ۱۹۵۶ء
راغب اصفہانی امامؒ	مفردات القرآن (مترجم)	لاہور	سنہ ۱۹۶۳ء
رکن الدین الوریؒ	رکنِ دین وغیرہ	مختلف مقامات سے	مختلف سنین میں شائع ہوئیں
رؤف احمد رافتؒ	درّ المعارف	کانپور	
زوّار حسین شاہ صاحب مولاناؒ	عمدۃ السلوک حصہ اول و دوم	کراچی	سنہ ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء
〃 〃	مکتوباتِ معصومیہ	کراچی	سنہ ۱۳۹۵ھ
〃 〃	معارفِ لدنیہ	کراچی	سنہ ۱۳۸۸ھ
〃 〃	مبدا و معاد	کراچی	سنہ ۱۳۸۵ھ
〃 〃	انوارِ معصومیہ مع حسنات الحرمین کا اردو ترجمہ	کراچی	سنہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مصنّف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
زید (ابوالحسن) فاروقی مدظلہ	۲۱ کتابیں	دہلی سے شائع ہوئیں	
سعدالدین کاشغریؒ	ملفوظات و فرمودات	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۵۹ء
سنائیؒ	دیوان	تہران	سنہ ۱۳۴۱ھ
سید سلیمان ندوی مولاناؒ	سیرۃ النبیؐ (جلد پنجم)	اعظم گڑھ	سنہ ۱۹۵۲ء
سیف الدین خواجہؒ	مکتوبات	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۶۸ء
شاہ ولی اللہ محدثؒ	مکتوبات	سہارن پور	سالِ طباعت درج نہیں
شبلیؒ	مقالاتِ شبلی جلد پنجم	اعظم گڑھ	سنہ ۱۹۳۶ء
شمس الدین روحیؒ	ملفوظات و فرمودات	حیدرآباد سندھ	سنہ ۱۹۵۹ء
شہاب الدین مولاناؒ صفدر حسین	آگاہی سید امیر کلالؒ بحوالہ حیات جاوید (از مولانا حالی)	〃 〃	سنہ ۱۹۶۱ء
ضیاء احمد بدایونی پروفیسر	مباحث و مسائل	دہلی	سنہ ۱۹۶۸ء
عارف ریوگریؒ	عارف نامہ (قلمی)	موسیٰ زئی شریف	
عبدالاحد وحدتؒ خواجہ	گلشنِ وحدت	حیدرآباد سندھ)	سنہ ۱۹۶۶ء
〃 〃 〃	سبیل الرشاد	〃 〃	سنہ ۱۹۷۷ء
عبدالحلیم شاہؒ	دیوانِ حلیم	〃 〃	سنہ ۱۹۵۷ء

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
عبدالحی لکھنوی رح مولانا	نزھۃ الخواطر	حیدرآباد (دکن)	سنہ ۱۳۷۵ھ
عبدالرحمٰن جامی رح مولانا	ملفوظات و فرمودات	عیدآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۵۹ء
" " "	نفحات الانس	لکھنؤ	سنہ ۱۹۱۵ء
عبدالرحیم دہلوی شاہ صاحب رح	رسالہ رحیمیہ	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۵۹ء
" " "	انفاسِ رحیمیہ	دہلی	سنہ ۱۳۳۳ھ
عبدالعزیز محدث دہلوی رح	فتاویٰ عزیزیہ	دہلی	سنہ ۱۳۲۲ھ
عبدالغفور عباسی مدنی رح	ملفوظات	کراچی	سالِ طباعت درج نہیں
عبدالکریم قشیری رح	الرسالۃ القشیریہ	قاہرہ	سنہ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء
عبدالمجید سیفی مولانا	ایضاح الطریقہ	لاہور	سنہ ۱۳۷۶ھ
عبیداللہ احرار رح	انفاسِ نفیسہ	عیدآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۸۵ء
عبیداللہ (مروج الشریعہ)	خزینۃ المعارف	" "	سنہ ۱۹۷۳ء
عزیزانِ علی رامیتنی خواجہ رح	رسالہ شریفیہ	" "	سنہ ۱۹۵۸ء
عطار (خواجہ فریدالدین رح)	تذکرۃ الاولیاء	نکلسن ایڈیشن	
علی بن محمود الابیوردی رح	روضۃ السالکین	انڈیا آفس مخطوطہ نمبر ۶۳۲	
علی بن حسین الواعظ الکاشفی ہروی	رشحاتِ عین الحیات	ترکیہ	سنہ ۱۳۰۷ھ

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقامِ طباعت	سنہ طباعت
علی شیر "قانع" تتوی	مقالات الشعراء	سندھی ادبی بورڈ	۱۹۵۷ء
" " "	تحفۃ الکرام	بمبئی	۱۳۰۴ھ
علی نواز جتوئی پروفیسر	مراتبِ ذکر اور ان کے نتائج	حیدرآباد (سندھ)	۱۹۸۵ء
غلام سرور (مفتی) لاہوری	خزینۃ الاصفیاء	لکھنؤ	۱۲۹۰ھ
غلام علی شاہ دہلوی	مکاتیبِ شریفہ	لاہور	۱۳۷۱ھ
" " "	رسالہ در ذکرِ نقشبندیہ مجددیہ		۱۲۴۰ھ
" " "	مقاماتِ مظہریہ	لاہور	۱۹۸۳ء
غلام محی الدین قصوری	ملفوظات وغیرہ	لاہور	۱۹۷۸ء
غلام مصطفےٰ خان ڈاکٹر	رسائل مشاہیر نقشبندیہ	حیدرآباد (سندھ)	۱۹۵۸ء
" " "	رسالہ اُویسیہ	" "	۱۹۵۸ء
" " "	کوائفِ شیعہ	رام پور	۱۳۸۴ھ
	Some unpublished works of Hazrat galal Heerat.	حیدرآباد (سندھ)	۱۹۶۷ء
" " "	بعض مظلوم کتابیں	کراچی	۱۹۸۵ء
" " "	ہدایت الطالبین	حیدرآباد (سندھ)	۱۹۵۶ء

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان	لوایح خانقاہِ مظہریہ	حیدر آباد (سندھ)	سنہ ۱۹۷۵ء
〃 〃 〃	تحقیق حق المبین	〃 〃	سنہ ۱۳۸۶ھ
〃 〃 〃	سعید البیان	〃 〃	سنہ ۱۳۸۵ھ
〃 〃 〃	تحفۂ زوّاریہ	〃 〃	سنہ ۱۳۸۴ھ
〃 〃 〃	نسمات القدس من حدیقۃ الانس	مخطوطہ مدینہ منورہ	
〃 〃 〃	رسالہ وصال احمدی	حیدر آباد (سندھ)	سنہ ۱۳۸۸ھ سنہ ۱۹۶۸ء
〃 〃 〃	وسیلۃ القبول	〃 〃	سنہ ۱۹۶۳ء
〃 〃 〃	The Naqshbandi Saints of Sind.	〃 〃	سنہ ۱۹۷۶ء
فقیر اللہ علوی رح	مکتوبات	لاہور	سالِ طباعت معلوم نہیں
محمد احسان (کمال الدین رح)	روضۃ القیومیہ	لاہور	سنہ ۱۳۳۵ھ
محمد اسلم پروفیسر	تاریخی مقالات	لاہور	سنہ ۱۹۷۰ء
محمد اسمٰعیل پانی پتی	مکتوبات سرسیّد	لاہور	سنہ ۱۹۵۹ء
محمد اعظم تتوی	تحفۃ الطاہرین	سندھی ادبی بورڈ	سنہ ۱۹۵۶ء
محمد باقر (ابو المحسن رح)	تاریخ غریبہ	انڈیا آفس مخطوطہ نمبر ۶۳۶	

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
محمد باقر لاہوری خواجہ رح	کنز الہدایت	لاہور	سنہ ۱۳۷۶ھ
محمد یار ساخواجہ رح	۱۔ ملفوظات و فرمودات	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۵۹ء
〃 〃 〃	۲۔ رسالۂ قدسیہ	راولپنڈی	سنہ ۱۹۷۵ء
محمد حسن کوٹلوی رح	۱۔ مقاماتِ امام ربانی		سالِ طباعت
〃 〃 〃	۲۔ حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ	لاہور	درج نہیں
محمد سعید سرہندی رح	تحقیقات (قلمی)	مدینہ منورہ مکتبہ عارفِ حکمت	
محمد شاکر رح	حسنات الحرمین کا فارسی ترجمہ	محمد شاکر نے کیا پھر	سنہ ۱۹۸۰ء
مولانا بدر الدین سرہندی رح (کے صاحبزادے)	〃 اردو ترجمہ	شاہ زوار حسین رح نے کیا۔	
محمد عشرت علی ہاشمی	حضرات خواجہ باقی باللہ		
سید ڈاکٹر محمد صالح کولابی رح	قدس سرہ پر مفصل مقالہ (قلمی)		
محمد فرادالقزانی رح	رشحات (عربی ترجمہ)	ترکیا (دیارِ بکر)	سنہ ۱۳۰۰ھ
محمد معصوم خواجہ رح	مکتوباتِ معصومیہ	کراچی	سنہ ۱۹۷۶ء
محمد منور رح	اسرار التوحید فی مقاماتِ شیخ ابی سعید بحوالہ حضرات القدس حصہ اول	(قلمی)	
محمد میاں مولانا	علمائے ہند کا شاندار ماضی	دہلی	سنہ ۱۹۵۷ء

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
محمد نقشبند ثانیؒ حجۃ اللہ (حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے منجھلے صاحبزادے)	وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۶۳ء
محمد ہاشم کشمیؒ خواجہ	زبدۃ المقامات	لکھنو	سنہ ۱۸۹۰ء
مصطفےٰ اصبغت اللہ شاہ مولانا (پیر ایرانی)	مینائے مصطفائی	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۷۱ء
مظہر جانِ جاناںؒ	۱- دیوانِ فارسی	دہلی	سنہ ۱۳۷۴ھ
" " "	۲- خریطۂ جواہر	"	سنہ ۱۹۵۴ء
مولانا معین الدین ندوی	خلفاے راشدینؓ	اعظم گڑھ	
مولوی محمد حسنؒ	۱- حالاتِ مشائخ نقشبندیہ		
	۲- خزینۃ الاصفیاء	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۳۸۹ھ
میر محمد نعمانؒ	رسالۂ سلوک	لکھنو	سنہ ۱۹۷۸ء
نسیم احمد فریدی	خواجہ باقی باللہؒ		
امروہوی مولانا نعیم اللہ بہرائچی مولاناؒ	معمولات مظہریہ	کانپور	سنہ ۱۲۸۴ھ
ہدایت علی مولاناؒ	۱- دُرِّ ثمانی	مختلف سنین میں	شائع ہوئیں

Marfat.com

مصنف کا نام	کتاب کا نام	مقام طباعت	سنہ طباعت
ہدایت علی مولاناؒ	۲۔ فتوح الحرمین	مختلف سنین میں	شائع ہوئیں
" "	۳۔ معیار السلوک وغیرہ		
ہنری ٹامس Henry Tomes	Great Philosophers	نیویارک	سنہ ۱۹۵۰ء
یعقوب چرخی مولاناؒ	۱۔ رسالہ اکسیہ	حیدرآباد (سندھ)	سنہ ۱۹۵۸ء
" "	۲۔ تفسیر چرخی (قلمی)	مملوکہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب مدظلہ العالی	

Marfat.com

اشاریہ

(الف)

اسماء الرجال

آدم علیہ السلام - ۲۳۴-

آدم بنوریؒ - ۲۳۳، ۲۶۸، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۴۰۱-

آدم ٹھٹھوی - ۳۷۴،

ابراہیم بن ابوالقاسم (مخدوم) - ۳۶۷-

ابراہیم بن حبیلہ - ۵۳

ابراہیم بیگ، - ۳۷۴-

ابراہیم جان سرہندی - ۲۶۳، ۳۹۰-

ابراہیم جان مجددی - ۲۴۰-

ابراہیم (برات کے صدر) ۲۰۲-

ابراہیم لودھی - ۱۶۳-

ابن ابی الدنیا - ۵۳ -

ابن السماک - ۲۶-

ابن اربیع - ۴۹

ابن تیمیہ - ۴۷، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۴-

Marfat.com

ابن جریج رح - ۹۴
ابن حبان - ۵۰
ابن حجر - ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۴،
ابن حزم - ۴۹
ابن شیبہ - ۵۰
ابن عباس - ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۲۷۸ -
ابن عساکر - ۴۹.
ابن عطا - ۲۵
ابن عماد - ۱۴۶،
ابن غرس - ۴۷، ۵۲ -
ابن فارض رح ۱۵۱
ابن مرزبان - ۴۸
ابن نجیم مصری - ۲۸۴
ابن ماجہ - ۴۳
ابن یونس - ۵۳

ابوبکر صدیق رضی ۲۳، ۵۲، ۷۶، ۹۲، ۹۳، ۲۱۲، ۲۲۷، ۲۴۲، ۲۹۴، ۳۵۱
ابوالبرکات حافظ الدین - ۲۸۴ -
ابوالحسن خواجہ امکنکی، ۲۲۲ -
ابوالخیر احمد بن اسماعیل طالقانی - ۲۸۴
ابوالخیر (عبداللہ محی الدین) - ۳۱۱، ۳۱۷، ۳۱۹،

Marfat.com

ابوالحسین نوری۔ ۲۶
ابوالحسن خرقانی۔ ۹۵، ۹۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۷۸، ۱۷۹،
ابوالحسن علی بن ناصر غزنوی۔ ۳۲۰۔
ابوالحسن علی ندوی ۲۷۲،
ابوالحسن علی بن حبیب شافعی۔ ۲۸۴
ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی بن متویہ الواحدی۔ ۲۸۴
ابوالحسن زید فارومی۔ ۲۹۶۔
ابواسحٰق شیرازی ۱۱۲
ابوالحسن داہری نقشبندی، ۳۷۳،
ابو داؤد۔ ۴۳، ۴۵، ۱۷۹،
ابوالفضل محمد فاروقی ۳۱۶
ابوالفضل محمد بن حسین ختلی۔ ۱۱۱
ابوالفضل، ۱۷۵، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۳۱۷،
ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی۔ ۲۸۴
ابوالفیض۔ ۳۰۹،
ابوالفیض کمال الدین محمد احسان۔ ۳۰۷
ابوالقاسم عبدالکریم قشیری۔ ۳۰، ۴۹، ۹۶، ۱۳۸،
ابوالقاسم گرگانی۔ ابوالقاسم گرگانی۔ ۹۵، ۹۶، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۷۸،
ابوالقاسم بن محمد۔ ۱۳۶، ۱۷۹،
ابوالقاسم کابلی۔ ۲۵۴،
ابوالقاسم اکبرآبادی۔ ۲۶۸،

Marfat.com

ابوالقاسم (مخدوم)۔ ۲۶۶، ۳۶۷،
ابوالمظفر بن سمعانی ۔ ۴۷،
ابوالمحسن محمد باقر بن محمد علی ۔ ۱۵۸،
ابوبکر بن اسحٰق ۔ ۲۴، ۲۵،
ابوبکر ارزق ۔ ۴۸،
ابوبکر ہالائی ۔ ۳۷۳
ابوحنیفہ رح ۔ ۹۴، ۲۱۲، ۳۹۲، ۳۹۳،
ابورضا محمد ۔ ۲۶۷ ۔
ابوسعید خدری رض ۴۵، ۴۹،
ابوسعید ابوالخیر ۔ ۹۵، ۹۶، ۱۰۹، ۱۱۰،
ابوسعید (سلطان) ۔ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۶۱،
ابوسعید دہلوی ۔ ۳۰۳،
ابوسعید مجددی (شاہ) ۲۸۸، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱،
ابوسعید ذکی القدر
ابوسعید بن محمد جلال الدین ۔ ۱۶۲،
ابوسلمان شاہجہاں پوری ۔ ۲۹۹،
ابوسہیل صعلوکی ۔ ۲۶،
ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی ۲۷۰،
ابوالعباس القصاب ۔ ۱۹۳
ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری ۔ ۱۳۳، ۲۸۴،
ابوعلی الدقاق ۔ ۱۷۷،

Marfat.com

ابوعلی بن سینا۔ ۹۵،
ابوعثمان جری۔ ۵۲،
ابوعثمان مغربی۔ ۹۵، ۱۱۲، ۱۷۸
ابوعلی رودباری۔ ۹۶، ۱۱۲، ۱۷۸
ابوعلی فارمدی۔ ۹۵، ۹۶، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۷۸
ابوعلی قزوینی۔ ۲۶،
ابوعلیٔ کاتب۔ ۹۶، ۱۱۲، ۱۷۸،

ابومحمد۔ ۲۰،
ابومحمد حسین بن مسعود۔ ۲۸۴،
ابومحمد مرتعش۔ ۱۵۵،
ابوموسی۔ ۳۴۴،
ابومطیعورؒ۔ ۲۵۲،
ابومظفر مولی ترک وطوسی۔ ۹۵،
ابوہاشم کوفی، ۲۶، ۱۵۱
ابونعیم۔ ۵۳،
ابوہریرہؓ۔ ۴۳، ۴۴، ۴۵،
ابویعقوب۔ ۹۶،
ابویعقوب اسوسیؒ۔ ۲۵،
ابویعقوب ہرجوری۔ ۲۵،
ابویوسف۔ ۹۴،

Marfat.com

ابویزیدؒ ۔ ۹۴، ۱۳۰،

اثر (میر) ۔ ۲۶۳، ۲۸۲، ۳۰۹،

احمد (حافظ) ۳۹۶

احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ ۔ (متعدد صفحات میں ذکر آیا ہے)

احمدؒ (خطیب مدینہ منورہ) ۔ ۲۲۲ ۔

احمدؒ ۔ ۴۳، ۴۵،

احمد (شاہ) ۲۹۸،

احمد شہید ۔ ۲۹۹، ۳۳۵،

احمد (قاضی) ۔ ۳۱۷، ۳۲۶، ۳۷۷، ۳۷۸،

احمد اخوند (ملا) ۴۰۶،

احمد بخاری، ۴۳، ۵۱،

احمد بن محمود ۔ ۱۳۶،

احمد بن ابراہیم ۔ ۳۶۷،

احمد بیگ (مرزا) ۲۸۵،

احمد بریلی (سید) ۲۷۹، ۳۶۸

احمد حسین خاں امروہوی ۔ ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۴،

احمد جامؒ ۔ ۹۶،

احمد خان (سر سید) ۔ ۲۸۰، ۲۹۸،

احمد دحلان مکی ۔ ۳۱۲، ۳۸۶،

Marfat.com

احمد زہان - ۳۱۲،

احمد رضا خان بریلوی - ۳۲۳

احمد سعید (شاہ) - ۱۰۸، ۱۶۴، ۲۴۴، ۲۹۰، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۱۱،

احمد شاہ ابدالی - ۱۶۵، ۲۷۱، ۳۳۸، ۳۷۱،

احمد مرزا (سلطان) - ۱۰۳، ۱۵۹، ۱۶۱،

احمدی رح (مخدوم) - ۳۶۸، ۳۷۸،

اختر محمد خان - ۳۲۰، ۲۲۲، ۲۲۳، آخوند ملا شاہ مراد - ۲۵۴

ارسطو - ۱۷، ۱۹، ۳۸، ۱۱۰، ۱۱۱،

ارشاد علی مجددی - ۳۲۵،

ارور (راجہ) - ۳۶۷، K.M. JONES - ۱۳

اسحٰق (شیخ) - ۳۶۳

اسحٰق خان - ۳۸۶

اسد اللہ وزیر آبادی - ۲۵۴، ۳۷۱

اسکندر شاہ - ۲۶۰

اسلام الدین (مولانا) ۳۹۱،

اسلام خان - ۲۰۵،

اسماعیل بخاری ۳۱۸

اسمٰعیل بن محمد عجلونی - ۵۳

اسمٰعیل سومرو - ۳۶۳

اسمٰعیل شاہ - ۳۰۰

اعجاز الحق قدوسی - ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۶۷، ۳۷۳،

Marfat.com

اعرابی یزید عقشی - ۹۵،
اعظم جاہ بہادر - ۳۲۲،
اعظم (میر) ۳۸۲،
افلاطون ۱۷، ۳۸، ۱۱۰،
اقبال (علامہ) ۲۰، ۳۷، ۳۹، ۹۳،
اکبر (بادشاہ) - ۱۰۶، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۷،
اکبر شامی - ۱۱۹،
اکبر علی دہلوی - ۳۴۱، ۳۴۲،
الترمذی - ۴۳
الصدقی تابعی - ۵۳،
الطاف حسین حالی ۲۹۰،
الغ بیگ بن شاہ رُخ - ۱۶۲،
الغ بیگ گورگان - ۵۵
المسلم - ۴۳،
النسائی - ۴۳
اللہ بخش - ۱۶۶
الہ داد لاہوری ۱۷۲، ۳۴۸،
اُم سلمہ ۳۷۸ امّ فروہ - ۹۳
امام الدین - ۱۳۰
امان اللہ - ۳۱۵

Marfat.com

امان اللہ (مولانا) - ۳۰۵

امان (شاہ) ۲۶۸

امام علی شاہ - ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۶،

امید علی صبا بالائی - ۲۷۶

امیرالدین - ۳۱۸

امین اللہ علوی ۴۰۰

انجم شاہین ۳۶۱

انس (خ) - ۴۴، ۴۵

انس (شیخ) ۲۵۴، ۳۶۶،

انعام الحق کوثر - ۴۰۲، ۴۰۳،

انور نور سراں لاہوری - ۲۵۰

اورنگزیب - ۱۶۵، ۲۲۲، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۸، ۳۰۸،

اولیا کبیر ۱۱۹

اہل اللہ - ۲۷۰

ایوب (حاجی) ۳۷۰

(ب)

بابائی نقشبندی - ۱۶۶

باجی - ۴۹

بادرائن - ۱۷

بادل بن عبدالرشید - ۳۷۳

Marfat.com

باقی محمد خان۔ ۱۰۴، ۱۶۲،
بایزید بسطامیؒ۔ ۲۷، ۳۸، ۹۴، ۹۵، ۱۱۹، ۱۷۹،
بایزید سہارنپوری۔ ۲۵۴،
بختاور خان۔ ۲۴۸، ۲۵۳،
بخشی بیگم۔ ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۵۰
بدرالدین سرہندیؒ۔ ۶۸، ۱۰۶، ۱۴۵، ۱۵۹، ۲۳۲، ۲۳۷،
براؤن (پروفیسر) ۱۴، ۱۱۱،
برُخ ۹۴،
برہان الدین ابوالحسن علی بن ناصر غزنوی ۱۱۴
بریدہ۔ ۵۰
بلالؒ (مخدوم)۔ ۳۷۹
بہاءالدین ابوالعباس محمد عبیداللہ۔ ۲۴۹

بہادر شاہ ظفر۔ ۱۶۴، ۱۶۵،
بہاءالدین نقشبندی۔ ۶۱، (متعدد جگہ آپ کا ذکر آیا ہے)
بندرابن داس خوشؔ گو۔ ۲۶۶،
بوسعید۔ ۳۵۳،
بیدل۔ ۳۰۹،
بیرم خاں۔ ۱۶۴
بیہقی۔ ۴۵، ۴۹، ۵۲، ۵۳،

Marfat.com

(پ)

پادشاہ الہ آبادی۔ ۳۲۰
پاینده محمد۔ ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰،
پتھو (شیخ)۔ ۳۶۳،

(ت)

تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی۔ ۲۵۰،
تاج الدین سنبھلی۔ ۱۷۶، ۱۷۷،
تربیت خان۔ ۲۰۵، ۱
ترمذی۔ ۵۱،
تفتازانی (علامہ)۔ ۱۶۱،
توکل شاہ انبالوی ؒ۔ ۳۴۹،
تیمور (امیر)۔ ۱۰۰، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲،

(ث)

ثناء اللہ پانی پتی (ثناء اللہ)۔ ۲۸۶، ۲۹۵، ۲۹۷،

(ج)

جار اللہ زمخشری۔ ۱۳۸،
جابر بن حیان کوفی۔ ۲۶،
جابرؓ۔ ۵۳،
جعفر السراج۔ ۴۸
جاجی۔ ۴۹،
جعفر صادق۔ ۹۳، ۹۴، ۱۱۹، ۱۷۹،
جلال کبیر اولیا چشتی۔ ۲۹۵،

Marfat.com

جلال ہراتی - ۱۶۲،
جلال بردہی - ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۶۱،
جلال تلوی - ۳۴۸،
جماعت علی شاہ - ۳۵۷، ۳۵۸، جمال اللہ - ۳۷۰،
جمیل الدین شرقپوری - ۴۳۱،
جندب بجلی - ۵۳،
جنید بغدادیؒ ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۵۲، ۹۴، ۱۱۲، ۱۳۸، ۱۵۵، ۱۷۸
جہانگیر - ۱۶۵، ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۰۸،
جہانیان جہاں گشت - ۳۲۰،
James Hasting - ۱۳،
جیلانیؒ (محی الدین عبدالقادر) ۹۶، ۱۱۲، ۲۴۴، ۲۶۰، ۲۸۸

(چ)

چنن الدین (ملک)
Chuang-tse (Sanctus)

(ح)

حاکم - ۴۸، ۴۹، ۵۰،
حامد (شیخ) ۲۶۸،
حامد تہاری - ۳۴۸،
حبیب الرحمٰن خان شروانی ۱۶۱، ۳۰۵،
حبیب الرحمٰن ردولوی - ۳۱۲،
حبیب العجمی - ۱۷۹

Marfat.com

حبیب اللہ قندھاری۔ ۳۸۰،
حجازی واعظ۔ ۴۷،
حجۃ اللہ محمد نقشبند۔ ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۶۴، ۳۰۸،
حزب اللہ۔ ۳۶۸،
حسام الدین (میرزا) ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۲۲۲، ۳۳۸،
حسن احمد۔ ۳۰۷،
حسن بصری رح ۲۱، ۵۱، ۱۳۸، ۱۷۹،
حسن علی پشاوری۔ ۳۳۴،
حسین رضا۔ ۲۱۲، ۲۷۸،
حسین (حاجی شاہ) ۲۷۷، ۳۱۸، ۳۲۶، ۳۷۷، ۳۹۶،
حسین احمد مدنی۔ ۲۷۹،
حسین بایقرا (سلطان) ۱۵۰، ۱۵۷،
حسین حلمی الیشیق۔ ۲۰۹، ۲۱۰، ۳۳۱،
حسین خباز۔ ۷۳،
حسین خوارزمی۔ ۱۰۳،
حسین نسفی۔ ۲۴۰،
حسین منصور حالندھری۔ ۳۵۰
حسین واعظ کاشفی بن علی کاشفی۔ ۱۵۶، ۲۸۴،
حشمت علی خان۔ ۲۵۸،
حلاج ۳۸،
حمزہ۔ ۱۲۴،

Marfat.com

حمید بنگالی - ۲۲۲
حمید گل شاہ سواتی - ۳۵۸
حفظ اللہ - ۳۲۲
حفظ اللہ علوی ۴۰۰

(خ)

خالد (مولانا) ۱۵۸،
خالد کردی - ۲۸۵، ۲۸۸، ۲۵۹،
خان اعظم - ۲۰۵،
خانِ خاناں - ۲۰۵
خان محمد ابن ملا فیض محمد - ۲۰۱،
خاوند محمود - ۱۵۹،
خرم علی (مولوی) ۳۵۱،
خسرو - ۲۰۳،
خضر علیہ السلام - ۹۷، ۱۲۱، ۲۳۰،
خضر سیوستانی - ۳۶۳،
خطابی - ۵۲،
خطیب - ۴۸، ۴۹، ۵۳،
خلیفہ سوئی - ۳۱۹
خلیق احمد نظامی (پروفیسر) ۲۷۱،
خلیق انجم (ڈاکٹر) - ۲۸۶،
خلیل سلطان بن جلال الدین -
میران شاہ بن تیمور - ۱۶۲،

Marfat.com

(د)

داتا گنج بخشؒ۔ ۲۹، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳،
داراشکوہ (شہزادہ) ۲۴۴، ۲۵۲،
دانیال (مخدوم)۔ ۳۷۹،
داؤدپوتہ (ڈاکٹر)۔ ۳۷۷،
درانی (شاہ)۔ ۲۹۷،
دردؔ (میر)۔ ۲۶۳، ۲۷۶، ۲۸۲، ۳۰۹،
درویش محمد ۱۷۸،
دریا خان۔ ۲۰۵،
دوست محمد قندھاری۔ ۱۰۸، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۱، ۳۴۲
دیوجانس۔ ۳۷،

(ذ)

ذوقؔ دہلوی۔ ۳۲۸
ذوقی (حکیم) ۳۹۵
ذوالنورینؓ۔ ۱۴۷
ذوالنون مصریؒ ۲۶، ۱۹۴۔

(ر)

راغب اصفہانی (امام) ۲۸
رامائن ۱۷،
رحمت اللہ کیرانوی۔ ۳۱۲،

Marfat.com

رحم داد - ۲۸۷، ۴۰۳
رحم علی - ۳۶۴
رحم کار - ۳۳۳
رشید الدین (مولانا) ۳۰۴
رشید الدین خاں - ۲۷۸
رضا شاہ پہلوی - ۳۹۵
رضی الدین (شیخ) ۳۰۱
رضی الدین محمد باقیؒ (باقی باللہ) (متعدد جگہ ذکر آیا ہے)
رفیع الدین (شاہ) - ۲۶۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۳۰۴
رفیع الدین کلاں - ۲۷۷،
رفیع الدولہ - ۳۰۹
رفیع الدرجات - ۳۰۹
روافض - ۹۴
روح اللہ پیشنگی - ۴۰۴، ۴۰۶
روزبہان بقلی - ۲۴۴،
روشن رائے بیگم - ۲۵۲،
رؤف احمد رافت مجددی - ۲۸۹، ۳۰۱، ۳۰۶،
رومی (مولانا) ۳۷، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۴۳، ۳۲۰.

(ز)

زاہد وحشی - ۱۰۳،
زبیر بن بکار - ۴۹،

Marfat.com

زرتشت۔ ۱۴،
زرکشی۔ ۵۱،
زکریا علیہ السلام۔ ۲۶۷،
زکی پارسا سرہندی۔ ۳۲۶، ۳۷۶،
زمان شاہ۔ ۳۲۸،
زوار حسین شاہؒ۔ (متعدد صفحات میں ذکر آیا ہے)۔
زیب النساء۔ ۲۴۸، ۲۶۴،
زید ابوالحسن فاروقی۔ ۳۱۱، ۳۱۵،
زید بن ارقم۔ ۱۹۲،
زین العابدین۔ ۲۹۳، ۳۰۱،
زین الدین۔ ۶۹

(س)

سخاوی۔ ۵۲،
سراج الدینؒ۔ ۱۰۸، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴،
سردار علی شاہ۔ ۳۴۲،
سری سقطی۔ ۵۲،
سعداللہ کابلی، ۲۵۳، ۲۵۴،
سعداللہ گلشن۔ ۲۶۳،
سعداللہ (حافظ) ۲۹۰،
سعداللہ وزیرآبادی۔ ۴۰۱،
سعدالدین کاشغری۔ ۶۷، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۸۲،

Marfat.com

سعدیؒ ۔ ۴۲، ۱۰۱، ۱۴۵، ۱۵۱، ۳۲۳،
سعدی بلغاریؒ ۔ ۲۴۹،
سعدی لاہوری ۔ ۳۳۴، ۳۴۹، ۳۷۰،
سعیدالدین غجدوانی ۔ ۱۱۹،
سعید بن مسعود ۔ ۵۳،
سعید حسن (پیر) ۳۷۶،
سعید نفیسی ۔ ۱۱۹،
سفیان ثوری ۔ ۹۴،
سقراط ۔ ۳۷، ۱۱۰،
سکندر خان ۔ ۲۰۵،
سلام اللہ ۔ ۱۷۶،
سلمان فارسیؓ ۔ ۹۳، ۱۷۹،
سلمان ندوی ۔ ۳۱، ۳۲، ۳۸۸،
سلطان ابن مسعود ۔ ۳۸۸،
سلطان احمد بن ابی سعید ۔ ۱۶۳،
سلطان العارفین ۔ ۹۴
سلطان محمود بن ابی سعید ۔ ۱۶۳،
سلطان الملوک ۔ ۳۹۶،
سلیمان جبل ۔ ۲۸۴،
سنائی غزنوی ۔ ۹۷، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۵۱، ۳۶۳،
سواتی ۔ ۲۸۰،

Marfat.com

سوئ (خلیفہ) ۳۶۹
سوید - ۴۹-
سیف الدین سرہندی - ۱۰۸، ۴۸۰ ، (۲۵، ۲۶۴، ۲۸۵،
سیف الدین والحق الباخزری - ۱۴۴،
سیف خان بن تربیت خان بخشی - ۲۴۸ ، ۲۶۴، ۲۶۵،
سیوطی - ۴۷، ۴۸، ۵۱،

(ش)

شائستہ خان - ۲۴۸ ،
شاہ رُخ بن تیمور - ۱۶۲،
شاہجہان - ۱۶۵، ۲۵۴، ۲۶۴، ۳۰۸،
شاہ سید ۳۶۶،
شاہ گدا - ۲۶۰،
شبلیؒ - ۲۵، ۱۱۲ ، ۲۸۵
شیر شاہ سُوری - ۱۶۳ ،
شریف جرجانی (سید) علی بن محمد - ۱۰۱، ۱۴۵، ۱۶۱،
شریف آملی - ۲۰۳،
شریف مکہ - ۲۵۳
شرف الدین شاہ - ۲۶۰،
شرف الدین ابو محمد عبد المومن بن خلف الدمیاطی - ۲۸۴
شرف الدین حسین لاہوری - ۳۵۰
شعور احمد محمد اشرف ۳۰۱،

Marfat.com

شمس الرحمٰن - ۳۴۵
شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف ابن قیم جوزیہ - ۲۸۴
شمس الدین امر کلال - ۶۷، ۹۹، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۶۰، ۱۷۸، ۳۲۰
شمس الدین روحی ؒ ، ۶۷، ۱۴۹، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶،
شمس العرفا تہرانی - ۳۹۵،
شنکر آچاریہ - ۱۷،
شیرازی (حافظ) - ۱۰۱، ۱۳۱، ۱۵۱،
شوکت علی (مولانا) - ۳۸۸،
شیرازی (خواجہ) - ۲۰۲ ،
شیر محمد شرقپوری - ۳۱۸، ۳۲۶، ۳۵۷،
شیر محمد (ملا) - ۳۴۸ ،
شہاب الدین - ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۶۰ ،
شہاب الدین (مخدوم) - ۳۷۹ ،
شہاب الدین سہروردی ؒ - ۲۸۸ ،

(ص)

صابر کلیری ؒ - ۲۸۸ ،
صاحبین ؒ ۳۹۲، ۳۹۳ ،
صالح محمد آخوند ؒ ۴۰۴
صباح الدین عبدالرحمٰن
صبغۃ اللہ ؒ - ۳۳۴، ۳۸۰
صبغۃ اللہ - ۳۶۸ ،

Marfat.com

صبغۃ اللہ دوم - ۲۶۸
صَدرالدین - ۳۶۷
صدرالدین ۲۰۵
صدرالدین دوم - ۳۶۷
صدرالدین قونیوی - ۲۱۹
صدرجہاں - ۲۰۵
صفدرحسین - ۱۷۳
صفی اللہ - ۲۹۸
صفی اللہ - ۳۷۸، ۳۷۹،
صلاح الدین بن مبارک بخاریؒ

(ض)

ضیاؔ احمد (پروفیسر) ۱۹، ۲۶، ۳۹،
ضیاء الدین سمرقندیؒ ۱۵۹،
ضیاءالدین خالدکردیؒ ۳۳۱،

(ط)

طاہرلاہوری (شیخ) ۳۴۷
طٰہٰ حکاری - ۳۳۱،
طیقورابن آدم ابن سروشان - ۹۴

(ظ)

ظہُورالحسن بٹالوی - ۲۹۲،
ظہیرالدین (عرف سیداحمد) ۲۶۸
ظہیرالدین محمد بابر - ۱۰۳، ۱۵۰، ۱۶۳،

Marfat.com

(ع)

عمرؓ - ۲۳، ۱۰۵،
عثمانؓ - ۲۴، ۲۹۶، ۳۰۵، ۳۴۵،
علیؓ - ۵۲، ۶۸، ۹۶، ۱۱۲، ۱۷۶،
عارف دیوگری - ۹۷، ۱۱۰، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۷۸،
عارف لاہوری - ۳۵۰،
عاقل خان - ۲۴۸،
عالم الدین - ۲۵۸،
عالم الدین (قاضی) ۳۲۷،
عالم عزیزاں - ۱۵۹،
عائشہؓ ۴۸، ۲۱۲،
عبدالاحد سرہندی - ۳۲۶، ۳۷۶،
عبدالاحد (وحدت) شاہ گل ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۹۵، ۳۳۴، ۳۳۵،
عبدالاوّلؒ - ۱۴۸
عبدالباسط - ۳۹۶،
عبدالحق (مولوی) ۲۸۲،
عبدالحق محدّث دہلوی - ۲۵۳، ۲۹۵،
عبدالحکیم ابن المصطفےٰ آلاروای - ۲۰۹، ۳۳۱،
عبدالحکیم سیالکوٹیؒ - ۳۵۰،
عبدالحکیم کاکڑ - ۴۰۰، ۴۰۲،
عبدالحکیم لاہوری - ۳۵۰،

Marfat.com

عبدالحی (مولانا) ۳۰۰، ۳۳۵،
عبدالحی (آغا) ۴۰۷،
عبدالحی جان چشتوی۔ ۴۰۵، ۴۰۶،
عبدالخالق غجدوانی۔ ۶۸، ۷۲، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۳۹، ۱۵۸، ۱۷۸، ۱۸۵، ۲۶۹
عبدالدائم جلالی (مولانا)۔ ۲۹۶،
عبدالرحمٰن بن نذر محمد خان، ۲۵،
عبدالرحمٰن (سید) ۲۶۸،
عبدالرحمٰن (فاروقی مجددی) ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۶، ۴۰۱،
عبدالرحمٰن بن زیاد۔ ۵۴،
عبدالرحمٰن بھکری۔ ۳۶۴،
عبدالرحمٰن جامی ؒ (متعدد جگہ پر ذکر آیا ہے)
عبدالرحمٰن چھوروی۔ ۳۳۵،
عبدالرحمٰن زمیری ۲۲۱،
عبدالرحمٰن فاروقی۔ ۴۰۲،
عبدالرحمٰن قصوری۔ ۳۵۷،
عبدالرحمٰن کھورا۔ ۳۶۳،
عبدالرحیم (مولانا)۔ ۳۲۵، ۳۷۷،
عبدالرحیم باغدری۔ ۳۲۵،
عبدالرحیم خان خاناں۔ ۳۵، ۱۶۹، ۲۵۲،
عبدالرحیم دہلوی۔ ۲۷۷،

Marfat.com

عبدالرحیم گرہوڑی۔ ۲۷۶،
عبدالرحیم لکھنوی۔ ۲۹۴،

عبدالرزاق۔ ۲۶۰،
عبدالرزاق قریشی۔ ۲۸۶، ۲۹۶،
عبدالرزاق کاشی۔ ۳۱۹،
عبدالرزاق لاہوری۔ ۲۵۰،
عبدالرسول نقشبندی۔ ۳۷۳،
عبدالرسول قصوری۔ ۳۵۳، ۳۵۴،

عبدالرشید (مولانا) ۳۴۵،
عبدالرشید۔ ۲۹۳،

عبدالروف تتہی، ۲۵۴، ۳۶۶، ۳۷۱،

عبدالستار خان۔ ۳۸۴،
عبدالسلام۔ ۳۴۹
عبدالسلام خلجی قریشی۔ ۱۰۴
عبدالصبور (خواجہ) ۳۹۶،
عبداللطیف سہروردی۔ ۳۷۴،
عبداللہ ۔۔ بن الغ بیگ۔ ۱۶۲،

Marfat.com

عبدالقادرؒ - ۲۴۹
عبدالقادرؒ ۲۷۷،
عبدالقادر محدث دہلوی، ۲۸۲، ۲۸۳، ۳۰۴،
عبدالقادر بدایونی - ۲۰۲، ۲۰۴،
عبدالقادر (خواجہ) ۳۷۶،
عبدالقدوس جان - ۴۰۵،
عبدالقیوم - ۳۸۰، ۳۸۴،
عبدالقیوم (خواجہ) - ۳۷۹،
عبدالکبیر یمنی - ۱۸۲، ۲۱۹،
عبدالکریمؒ ۳۵۸،
عبدالکریم (میاں) ۳۷۸،
عبدالکریم جیلی - ۳۹،

عبداللہ (مرزا) ۱۰۳، ۱۶۱،
عبداللہ انصاری - ۱۶۱، ۱۸۱،
عبداللہ بن باقی باللہ ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۲۶۷،
عبداللہ (حاجی بہادر) - ۳۳۳،
عبداللہ (شاہ) - ۳۹۶،
عبداللہ (سید) ۲۶۸،
عبداللہ (میر) - ۲۵۴
عبداللہ بن عمرؓ - ۴۵

Marfat.com

عبداللہ بن ابراہیم سلطان بن شاہ رخ - ۱۶۲
عبداللہ جان نقشبندی - ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۸۰
عبداللہ بن ابراہیم -
عبداللہ خان (والی توران) - ۱۶۲
عبداللہ پشاوری - ۳۳۴
عبداللہ جان فاروقی - ۱۲۳، ۲۶۲، ۳۳۵
عبداللہ جان - ۳۸۴، ۳۸۵،
عبداللہ جان ہدوی رح
عبداللہ حسینی - ۳۶۳،
عبداللہ خان (ڈاکٹر) ۴۰۲
عبداللہ کولابی - ۲۵۳
عبدالمجید (خواجہ) ۳۹۶، ۴۰۲، ۴۰۳
عبدالمجید احمد سیفی رح - ۲۵۵، ۲۸۸
عبدالمجید نقشبندی - ۳۴۸
عبدالمومن رح - ۳۴۸
عبدالنبی رح - ۳۳۴
عبدالواحد - ۳۴۷
عبدالواحد سیوستانی - ۳۷۸
عبدالواد، قندھاری - ۴۰۲
عبدالولی ۳۷۸
عبدالوہاب - ۲۶۰

Marfat.com

عبداللطیف بھٹائی۔ ۳۶۳،
عبدالعدل (شاہ)۔ ۲۸۴
عبدالعزیز۔ ۱۵۵،
عبدالعزیز۔ ۴۰۴،
عبدالعزیز (مرید خواجگی) ۲۴۰
عبدالعزیز بن الغ بیگ۔ ۱۶۱، ۱۶۲
عبدالعزیز۔ ۳۹۶،
عبدالعزیز محدث دہلوی ۲۷۶،
عبدالعزیز مرتضائی۔ ۳۵۸،

عبدالعلی۔ ۳۱۵،

عبدالغفار (مولانا) ۳۷۹،
عبدالغفار (حاجی)۔ ۳۷۹،

عبدالغفور۔ ۳۲۸
عبدالغفور پشاوری۔ ۳۳۴، ۳۴۹، ۴۰۰،
عبدالغفور عباسی۔ ۱۰۸، ۳۴۴، ۳۴۵،

عبدالغنی (مولوی)۔ ۲۷۷،
عبدالغنی (شاہ) ۲۹۰، ۳۰۵، ۳۱۲

Marfat.com

عبیداللہ بن باقی باللہ - ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۶،
عبیداللہ سندھی رح - ۲۷۳، ۲۷۵،

عثمان آخوند - ۴۰۳

عراقی (شیخ) - ۵۳، ۱۵۶،
عزیزالقدر رح - ۲۹۸،
عسقلانیؒ - ۵۰
عطاءاللہ سورتی - ۲۵۴
عطا محمد - ۱۰۰، ۳۳۹، ۳۴۱
عطار (علاءالدین) ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۴۷، ۲۸۸،
عقیلؒ (سید) ۲۶۰
علاؤالدین عجدوانی - ۱۰۱
علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی - ۲۸۴

علی آقر سرہنگ - ۳۹۵،
علی اکبر اردستانی - ۲۴۳
علی بن احمد حسن شافعی - ۱۳۷
علی القادری - ۵۰، ۵۱
علی بن حسین الواعظ کاشفی ہروی - ۵۶
علی بن جعفر - ۹۵

Marfat.com

علی بن محمود الاسپیوردی - ۱۵۸
علی رضا - ۹۴، ۲۶۳،
علی شیر خان - ۳۲۶
علی شیر نوائی - ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۷
علی گوہر - ۳۶۸
علی مکی رح ۳۶۳، ۳۶۷، ۳۶۸
علی نواز جتوئی - ۳۹۷
عماد الدین محمد - ۲۴۷
عماد الدین فضل اللہ - ۱۵۶
عماد خلج - ۲۹۳
عمران بن حصین - ۵۱،
عمر (امیر) ۱۲۴
عمر (شیخ مرزا) ۱۶۳
عنایت اللہ جھوک - ۳۶۳
عنایت اللہ (شاہ) ۲۵۴، ۳۶۶،
عنایت اللہ (شیخ) ۲۵۴، ۳۶۶،
عندلیب (محمد ناصر) ۲۶۳، ۲۸۲، ۳۰۹،
عیسیٰ علیہ السلام - ۳۸، ۵۳،
عیسیٰ لنگوتی - ۳۶۳، ۳۶۴

Marfat.com

(غ)

غلام مصطفےٰ خان (ڈاکٹر)۔ (متعدد جگہ آپ کا ذکر آیا ہے)
غالبؔ (مرزا)۔ ۲۸۶
غزالیؒ (امام) ۲۷، ۳۸، ۹۶، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲،
غلام بہاء الدینؒ ، ۱۷۶،
غلام حسن (شاہ)۔ ۳۸۰
غلام حسن ۔۔ ۳۸۰، ۳۸۱
غلام دستگیر قصوریؒ۔ ۳۵۶
غلام سرور (مفتی)۔ ۳۴۹، ۳۵۴،
غلام علیؒ (متعدد صفحات میں آپ کا ذکر ہے)
غلام قطب الدین۔ ۲۹۳،
غلام مجدّدؒ۔ ۳۷۹
غلام محمد معصومؒ ۳۷۸، ۳۸۰
غلام محی الدین۔ ۳۷۸
غلام محی الدین قصوری۔ ۲۸۸، ۲۵۱، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۷، ۳۶۰
غلام مرتضیٰ بریلوی۔ ۳۵۷،
غلام مصطفیٰ۔ ۳۷۹
غلام نبی (خواجہ)۔ ۳۸۰، ۳۸۱
غلام نبی للّٰہی۔ ۳۵۲، ۳۵۹، ۳۶۱،
غوث ثقلین۔ ۶۸،

Marfat.com

(ف)

فاطمہ رضؓ - ۲۱۲،
فاکہانی - ۵۲،
فائلو - ۳۸
فتح محمد (سید) ۲۵۴، ۳۶۶

فخر الدین (آغا) ۴۰۵، ۴۰۶
فخر الدین ابراہیم عراقی - ۱۵۱،
فخر الدین رازی - ۱۳۸
فخر الدین علی بن حسین الواعظ الکاشفی - ۱۵۶، ۱۵۷، ۲۳۹،

فرح الدین عرب - ۴۰۰، ۴۰۱
فرخ سیر - ۲۶۴، ۲۷۱، ۳۰۹،
فرخ شاہ - ۲۶۳،
فرخ علی شاہ - ۳۲۰،

فرید الدین گنج شکرؒ - ۳۸۸،
فرید الدین عطارؒ - ۱۵۵،
فرید بخاری - ۲۰۳،

Marfat.com

قاضی شیخ الاسلام۔ ۲۴۸،
قطب الدین۔ ۲۸۸
قوام الدین عرف حاجی حرمین لکھنوی ۳۲۰

(ک)

کاہی (شاعر) ۱۶۳
کرش۔ ۱۶،
کریم الدین (شیخ)۔ ۳۶۴،
کفایت اللہ (مفتی) ۳۴۴
کمال سنبھلی۔ ۱۷۵، ۱۷۶،
کمال (شاہ) ۲۶۰،
کلّو خان۔ ۲۹۹،
کوہی۔ ۱۵۶،
کلانوری (پربڈھن) ۳۱۸،

(گ)

گدا رحمٰن اول۔ ۲۶۰
گدا رحمن ثانی۔ ۲۶۰
گل رخ بیگم
گلشن۔ ۳۰۹،
گل محمد ۳۲۸،
گل محمد (خواجہ) ۳۹۶
گل محمد ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۷،

Marfat.com

فضل اللہ - ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲
فضل اللہ روزبہانی (مولانا اصفہانی) ۱۱۵،
فضل احمد سرہندی۔ ۳۳۶
فضل احمد (جیوشاہ) - ۳۳۵
فضل الدین (ملک) ۳۲۱، ۳۶۱،
فضل امام خیرآبادی - ۳۰۴
فضل حق رح - ۳۳۶
فضل سبحان عباسی۔ ۳۴۵
فضیل شاہ - ۲۶۰
فقیر اللہ علوی رح - ۱۳۳، ۳۰۰، ۳۶۸، ۳۷۱، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳،
فلاطینوس - ۱۸
فہیم آرداسی - ۳۳۱
فیضی۔ ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۷، ۳۴۸،
فیض اللہ (مولانا) ۴۰۲
فیض الحق چشموی - ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷،
فیض الدین ملک
فیض بخش عرف شاہ درگاہی - ۲۹۹، ۳۰۱

(ق)

قادر بخش - ۳۴۹
قاسم الانوار، ۱۵۱
قاسم بن محمد - ۹۳

Marfat.com

(ل)

لالہ بیگ ۔ ۲۰۵،
لعلؒ مدنتعلوی ۔ ۳۸۲،
لیاقت علی خان ۔ ۳۲۱
Laotse - ۱۵

(م)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم (متعدد صفحات میں آپؐ کا ذکر آیا ہے)
مالکؒ (امام) ۔ ۵۳، ۹۴، ۹۷،
مالک بن دینار
ماوردی ۔ ۴۸،
مبرّد ۔ ۵۲،
مجاہد ۔ ۴۹،
مجتبیٰ خان ۔ ۳۳۸،
محب علی بن صدرالدین ۔ ۳۶۴،
محب علی ملتانی ۔ ۳۵۰،
محبوب عالم ۔ ۳۴۹،
محمد (خواجہ) بن رامیتنی ۔
محسن سیالکوٹی ۔ ۳۵۰
محمد قاضی ۔ ۳۷۹،
محمد (نقشبندی) ۳۴۷

Marfat.com

محمد (شیخ) - ۳۴۸
محمد (سید) - ۳۶۷
محمد (شاہ) - ۲۷۶، ۳۰۹،
محمد (شیخ) ۳۵۱
محمد آدم تتہی - ۲۵۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۳۷۴،
محمد ابراہیم ٹھٹھوی - ۳۷۸،
محمد ابراہیم (حافظ) - ۳۴۳،
محمد ابراہیم قصوری - ۳۵۷،

م

محمد ارشد (سید)
محمد اسحٰق - ۲۷۸
محمد اسحٰق دہلوی - ۳۰۵، ۳۰۶،

محمد اسلم پروفیسر - ۱۷۵، ۲۰۵

محمد اسماعیل - ۱۲۰، ۳۴۳،
محمد اسماعیل - ۳۸۰،
محمد اسماعیل (مخدوم) پریاں لوئی - ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۸
محمد اسماعیل پانی پتی - ۲۸۴،
محمد اسماعیل جان روشن - ۳۸۸، ۳۸۹،
محمد اسماعیل غوری پشاوری - ۳۳۴،

Marfat.com

محمد اشرف (حافظ) - ۲۴۴ ،
محمد اشرف بن مجدد الف ثانی - ۲۲۵
محمد اعز الدین احمد رلم پوری - ۲۴۴
محمد اعظم - ۲۵۲، ۲۵۳،
محمد اعظم بن سیف الدین - ۲۵۲، ۲۵۳،
محمد افضل رح - ۲۹۰
محمد اقبال مجددی - ۲۶۳، ۲۸۹، ۲۵۲،
محمد اقبال (ملک) ۱۲۸، ۱۳۴،
محمد التہتوی - ۳۷۶،
محمد امکنکی - ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۷، ۲۲۲، ۲۴۳
محمد امین - ۳۱۶
محمد امین ترخوی - ۴۰۶، ۴۰۷
محمد امین حافظ آبادی - ۲۵۴
محمد امین کشمیری - ۲۷۶
محمد امین لاہوری - ۳۵۰

محمد ایوب قادری - ۳۰۰
محمد بارخاں (نواب) ۳۰۵
محمد باباسماسی - ۹۹، ۱۰۰، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۷۸
محمد باقر لاہوری بن شرف الدین العباسی الحسنی لاہوری (متعدد جگہ نام آیا ہے)
محمد بخاری - ۳۷۹،

Marfat.com

محمد بقا (بن محمد امام بن فتح محمد) ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۱،
محمد بن اسحٰق - ۹۴
محمد برہان الدین سمرقندی - ۱۵۸،
محمد بن داؤد اصبہانی - ۴۸،
محمد بن سلیمان المکی - ۲۵۴،
محمد بن عبدالوہاب - ۳۸۶،
محمد بن محمد اشرف - ۳۷۴،
محمد بن محمد مومن المعروف بمولانا علاؤالدین الابشری الکوہستانی - ۱۵۸،
محمدؐ پارسا ۶۱، ۶۲، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۱۰۱، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۹، ۱۵۳، ۲۸۸، ۳۳۶،
محمد پناہ - ۳۷۲
محمد تھانیسری - ۲۵۴
محمد ٹھٹھوی ؒ - ۳۲۶
محمد جانان آخوندزادہ - ۳۳۹
محمد جان - ۲۵۴
محمد جمیل - ۲۹۳، ۲۹۴
محمد جواد - ۲۶۴
محمد چوراہی - ۳۵۷، ۳۵۸
محمد حامد لاہوری - ۲۵۴
محمد حبیب اللہ شاہ - ۳۴۹
محمد حسن (ڈاکٹر) ۹۶
محمد حسن (مولوی) ۱۲۷

Marfat.com

محمد حسن۔ ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶
محمد حسن (مولانا)۔ ۳۳۶، ۳۳۷
محمد حسن ؒ
محمد حسن جان ؒ ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۵، ۴۰۱
محمد حسن کیرت پوری۔ ۱۲۷، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۹، ۳۶۰
محمد حسین جان۔ ۳۸۲، ۳۸۶
محمد حسین (مخدوم زادہ) ۲۵۴
محمد حسین (مولانا) ۳۳۶، ۳۳۷،
محمد حسین (مہیسر) ۳۶۹
محمد حسین قصوری ثم کرنالوی۔ ۳۵۷

محمد حنیف
محمد حنیف جان۔ ۳۸۴
محمد حنیف سرہندی۔ ۳۲۶، ۳۷۶

محمد خان (پیر) ۱۰۴، ۱۶۲
محمد خان۔ ۳۷۱
محمد خلیل بدخشانی۔ ۳۷۳

محمد درویش ؒ۔ ۱۰۳، ۱۵۹،
محمد دین کلیم۔ ۳۴۹،

Marfat.com

محمد ذکی رح

محمد راشد۔ ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱،

محمد رسا۔ ۳۳۶

محمد رضا نوحانی میاں خیلی۔ ۳۳۶

محمد رکن الدین الوری رح ۳۱۸، ۳۱۹

محمد زاہد۔ ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۷۸

محمد زاہد ہروی۔ ۲۶۷، ۲۶۸،

محمد زبیر رح ۔ ۳۰۸، ۳۰۹

محمد زمان اول۔ ۳۲۶، ۳۷۴، ۳۷۶،

محمد زمان (دوم) ۳۷۴، ۳۷۶

محمد زمان ثانی ۔ ۳۷۸

محمد زمان خان (نواب)۔ ۳۰۵

محمد زمان سرہندی

محمد سرفراز خان کلہوڑا ۔ ۳۷۱

محمد سعید رح ۔ ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶

محمد سعید رح ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۶۲، ۲۹۵، ۳۲۶، ۳۷۶

محمد سعید قریشی، ۱۰۸، ۳۴۴، ۳۹۱،

محمد سعید لاہوری۔ ۳۷۱، ۴۰۱

Marfat.com

محمد سلطان (بادشاہ) ۱۵۰،
محمد سلیم الدین - ۳۴۹،
محمد شاگرد بن بدر الدین سرہندی - ۲۳۲، ۲۵۰،
محمد شاہ عاشق رح ۲۸۲
محمد شجاع - ۳۶۷
محمد شرف بن رضی
محمد شریف قندھاری - ۳۴۹
محمد شریف بخاری - ۲۵۳
محمد شریف لاہوری - ۳۵۰
محمد شعیب - ۳۳۵،
محمد شفیع (مولانا) ۳۱۵
محمد شفیع
محمد صادق (مولانا) ۳۷۴
محمد صادق (شاہ) ۳۷۸
محمد صادق
محمد صادق مجددی - ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۴۲، ۳۳۲
محمد صالح زواری - ۱۵۸
محمد صالح کولابی ۲۲۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۸،
محمد صالح کابلی
محمد صالح (لکھی والے) ۳۷۸

Marfat.com

محمد صدیق
محمد صدیق بلوچ مستونگی۔ ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲
محمد صدیق پشاوری۔ ۳۳۴، ۳۸۰
محمد صدیق کشمی۔ ۲۲۲،
محمد صدیق ہدایت۔ ۱۶۷، ۲۰۲، ۲۰۸،

محمد صغیر الدین۔ ۳۷۴
محمد طاہر۔ ۲۶۳،
محمد طاہر لاہوری۔ ۲۲۱، ۲۲۴،

محمد عابد (شیخ) ۲۹۰، ۲۹۵،
محمد عابد سیوستانی۔ ۲۷۸،
محمد عادل بن فیض محمد کاکڑی۔ ۳۳۹،
محمد عاشق پھلتی۔ ۲۷۶،
محمد عاقل۔ ۲۶۸، ۳۷۸،
محمد عالم شاہ فریدی۔ ۲۸۲،

محمد عباس
محمد عباس علی خان قادری۔ ۳۲۰، ۳۲۲،
محمد عباس مروی۔ ۴۰۵،

Marfat.com

محمد عبدالعلیم جے پوری - ۳۲۸، ۳۲۹،
محمد عبدالرحیم بیگ - ۳۲۴،
محمد عبداللطیف - ۳۳۷،
محمد عبداللہ المتخلص حکیم ۴۰۲،
محمد عبداللہ درخانی - ۴۰۳،
محمد عبدالقادر - ۳۳۶،
محمد عبیداللہ (مروج الشریعۃ) ۲۳۲، ۲۴۹، ۲۶۰، ۳۰۷، ۳۳۶، ۳۵۰
محمد عثمان دامانی - ۱۰۸، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴،
محمد عثمان کچلاغی - ۴۰۴۔
محمد عثمان مروندی (لعل شہباز) ۳۶۳، ۴۰۷۔
محمد عشرت علی ہاشمی (ڈاکٹر) ۱۰۵،
محمد عطا حسین خان - ۳۶۱،
محمد عمر ۳۱۱
محمد عمر (مولانا) ۳۱۵،
محمد عمر جان - ۳۷۹،
محمد عمر چشتوی - ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸،
محمد عمر ریئسان براؤہی - ۴۰۲

Marfat.com

محمد علی (سردار) - ۳۹۶ ،
محمد علی (حاجی) - ۳۲۵ ،
محمد علی شیر خان - ۳۲۵ ،
محمد علی ملتانی - ۳۵۰ ،
محمد علی جوہرؒ - ۳۸۸ ،
محمد علی پاشا مصری - ۳۸۶ ،

محمد علیم جلال آبادی - ۳۳۴ ،

محمد عوض گلزاری - ۳۰۵

محمد عیسیٰ - ۲۹۸ ،
محمد عیسیٰؒ بن مجدّد الف ثانی - ۱۷۴، ۲۲۵ ،
محمد عیسیٰ قندھاری - ۴۰۶ ،

محمد غوث شاہ - ۳۳۴
محمد غوث گوالیاریؒ

محمد فاضلؒ - ۴۰۳، ۴۰۴ ،
محمد فرخ شاہ - ۲۲۲، ۲۲۵ ،
محمد فضل علی قریشی - ۱۰۸، ۳۴۴، ۳۹۱ ،

Marfat.com

محمد قاسم (خواجہ)۔ ۲۳۵، ۲۳۶، ۳۶۲، ۳۹۶،
محمد مجدد الدین احمد بن محمد
محمد محسن دہلوی۔ ۲۵۳، ۲۹۵،
محمد محسن سیالکوٹی۔ ۲۵۴،
محمد محمود (مفتی)۔ ۳۱۸،
محمد مراد۔ ۱۵۸،
محمد مراد کشمیری۔ ۲۶۳،
محمد مراد۔ ۳۶۶،
محمد مسعود (ڈاکٹر) ۲۴۳، ۳۱۸، ۳۱۹،
محمد مسعود (پروفیسر) ۳۱۸،
محمد مسعود (شاہ) ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹،
محمد مسعود دائم (پشاوری) ۳۷۱، ۴۰۱،
محمد مظاہر۔ ۳۱۲،
محمد مظہر اللہ دہلوی۔ ۳۱۸،
محمد معظم۔ ۲۵۲،
محمد معصوم رح۔ (متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے)

Marfat.com

محمد معین (مخدوم) - ۳۶۷، ۳۷۱، ۳۷۴،
محمد معین (ملا) -

محمد مغربی (خواجہ) - ۹۵،
محمد مقیم قصوری - ۳۵۰،
محمد مکی بن موسیٰ لاہوری - ۳۴۸،
محمد ملوک چانڈیو - ۳۶۸، ۳۶۹،

محمد منوّر - ۱۰۹،
محمد میاں (مولانا) ۳۰۰،
محمد نعمان (میر) - ۲۲۲، ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۳،
محمد ناصر (خواجہ) - ۲۸۲،
محمد نسیم (ملا) - ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۷،
محمد نور قندھاری - ۴۰۱،
محمد ولی - ۲۶۴،
محمد ولی النبیؐ - ۲۳۸،
محمد ہادی رح - ۳۰۷،
محمد ہاشم جان سرہندی - ۲۳۵، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶،
محمد ہاشم کشمی - ۱۰۶، ۲۰۹، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۵ - ۳۴۵،
محمد ہاشم (مخدوم) - ۳۷۱، ۳۷۸،
محمد ہاشم - ۲۴۵،

Marfat.com

محمد یحییٰ رح - ۲۲۵، ۲۳۲، ۲۶۹، ۳۰۱، ۳۰۶،
محمد یوسف (خواجہ) - ۱۵۹،
محمد یوسف (مولانا) - ۴۰۰،
محمد یوسف کشمیری - ۲۶۳،
محمد یعقوب - ۲۷۹،
محمد یوسف گردیزی ملتانی - ۲۵۰
محمد یوسف یمن - ۳۷۹۔
محمد یوسف (حافظ) - ۳۸۸،
محمد یوسف حاجی - ۲۵۳،
محمد یوسف - ۲۲۵،

محمود (خواجہ) ۳۹۶،
محمود (حافظ) ۳۴۸،
محمود (ابوالخیر)
محمود الخبیر فغنوی - ۹۸، ۱۲۱،
محمود احمد برکاتی - ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۴،
محمود شاہ (شیخ) - ۳۴۹،
محمود رح شاہ (۲۴۹)

محمود قریہ گنور خان (خلیفہ) ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰،
محمود غزنوی (سلطان) - ۹۵،

Marfat.com

محمود میرزا (سلطان) - ۱۰۳، ۱۵۹، ۱۶۱،
محی الدین بن عربی - ۲۷، ۳۸، ۳۹، ۴۷، ۵۰، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۷۵، ۲۰۲، ۲۱۹،
محی الدین - ۲۴۸، ۲۴۹،

مدرس رضوی - ۱۱۳،
مرادالله (شاه) ۳۲۰،
مراد (شاه) ۳۶۳،

مرتضیٰ خان (نواب) ۱۶۹، ۲۰۲، ۲۲۲،
مرتضیٰ خان (اکابرامرار) - ۲۰۵،
مرتضیٰ لمعالی - ۹۶،
مسعود سالار غازی
مصطفیٰ صبغۃ اللہ شاہؒ (پیر ایرانی) ۳۶۲، ۳۹۵،
مصطفیٰ خان - ۲۴۸،
مصطفیٰ ابن مرتضیٰ (شیخ) - ۳۵۱،

مظہر جانِ جاناںؒ (متعدد صفحات میں آپ کا ذکر آیا ہے)

معاویہؓ - ۲۱۲
معین الدین (آغا) - ۴۰۵
معروف کرخی ۲۶، ۹۴،

Marfat.com

معین الحق (ڈاکٹر) - ۲۳،
معین الدین چشتی رح - ۹۶، ۱۱۲، ۲۸۸، ۴۰۶،
مکرم خان (مراد کام) ۲۴۸، ۲۵۲،

ملا پاینده - ۲۵۳،
ملا مبارک ناگوری - ۲۰۲،
ملک فضل الدین، ملک چنن الدین - ۳۰۸
مناظر احسن گیلانی - ۲۷۵،
منظور حسین - ۳۳۸،
منظور عالم قریشی - ۳۴۹،

موسیٰ علیہ السلام - ۹۴-
موسیٰ رض - ۹۴،
موسی (شیخ) - ۳۶۳، ۳۶۴،
موسی (الکاظم) ۹۴، ۳۶۷،

مومن - ۲۷۷،
موفق احمد یوسف - ۱۳۸،
مہابت خان - ۲۰۵،

Marfat.com

میر احمد علی دہلوی - ۲۴۲،
میرزا مراد (التفات خان) ۲۵۲،
میرزا میرک گرزبردار - ۲۴۸،
میر یار بیگ خان - ۲۰۹،
میر ابراہیم (پیر شیخ میر خوانی) محتشم خان - ۲۵۲،
میر محمد خان (محتشم خان) ۲۵۲،

(ن)

نادر شاہ - ۱۶۵، ۲۷۱، ۳۰۹،
ناصر خان - ۳۳۶،
ناصر الدین شاہ قاچار - ۳۹۵،
ناصر الدین عبید اللہ احرار - (متعدد بار ذکر آیا ہے)
ناصر علی سرہندی - ۲۶۴، ۳۰۹،
نبی بخش بلوچ (ڈاکٹر) - ۱۵۳،
نجف خان - ۲۹۱
نجم - ۵۰، ۵۲،
نجم الدین سلطان پوری - ۲۵۴،
نجم الدین کبریٰ - ۲۸۸،
نجیب خان ۲۸۷،
نساخ - ۳۰۲،
نسیم احمد فریدی - ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۶

Marfat.com

نصیر خان - ۳۷۱

نظام الدین (مولانا) - ۳۴۱،
نظام الدین (خواجہ) - ۳۹۶،
نظام الدین (اولیاؒ) - ۲۸۸،
نظامی گنجوی - ۱۵۰،

نعمت اللہ پشاوری - ۳۳۴،
نعیم اللہ بہرائچی - ۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۴، ۳۲۰،

نوح بکھروی - ۳۶۳،
نوح ہالائیؒ ۳۶۳،

نوری رح - ۴۷،
نورالدین احمد آباد - ۳۷۳،
نورالدین خوافی - ۱۰۳،
نورالدین محمد (خواجہ)
نورالدین محمد بن حسین - ۱۱۳،
نوراللہ شوستری - ۱۱۳،
نوراللہ المشائخ -
نور محمد بدایونی - ۱۰۸، ۲۸۵، ۲۹۰، ۲۹۵،

Marfat.com

نور محمد بنگالی - ۲۵۴،
نور محمد پشاوری - ۳۳۳،
نور محمد انبالی - ۳۵۰،
نور محمد تہاری - ۳۵۰،
نور شاہ (میاں) - ۳۷۸،
نور محمد قادری - ۳۳۷،
نور محمد قندھاری ۴۰۰، ۴۰۲
نور کشی۔

(و)

وجیہ الدین پیر زہدی - ۳۴۹،
وجیہ الدین ۲۸۸،
ولی النبیؒ - ۲۴۴،
ولی گجراتی - ۲۶۳،
ولی اللہ محدّث دہلویؒ - ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۶، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۵، ۲۹۶-۳۱۶
ولی خان ۳۷۱
ولی محمد قندھاری - ۴۰۱، ۴۰۲،
ویلز - ۳۸۸،

Marfat.com

(ھ)

ہاشم نقشبندی (خواجہ) ۲۶۷
ہدایت علی جے پوری - ۳۲۵
ہمایوں - ۲۶۲، ۱۶۴
ہنری ٹامس - ۱۸، ۱۹،
ہیمون - ۱۶۴

(ی)

یار محمد سعید
یار محمد گل مہاری - ۳۳۴
یونس خان -
یوسف بن محمد
یوسف ہمدانی - ۹۶، ۹۷، ۱۱۲، ۱۱۳،
یعقوب بن عثمان محمود غزنوی - ۱۳۳،
یعقوب چرخی - ۶۷، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵ -
یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانی - ۱۷۸،
یحییٰ (خواجہ)
یحییٰ (حضرت جی) ۳۳۴،
یحییٰ بن سعید انصاری - ۹۴،
یحییٰ بن معاذ
یحییٰ بن معاذ - ۲۷،
یحییٰ بن معین ۴۸،

Marfat.com

اسماء الاماکن

(الف)

آگرہ - ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۹۱،

احمد نگر - ۱۶۴، ۱۶۵،

استانبول - ۲۱۰، ۳۳۱،

استفراز - ۱۰۴،

اسلام آباد - ۲۴۴،

اسکندریہ - ۱۷،

اسیر گڑھ - ۱۶۴،

اکبر آباد - ۲۵۴، ۲۶۴، ۲۶۸،

اعظم گڑھ - ۲۳، ۳۲، ۲۸۶،

امرتسر - ۳۸۵،

امکنہ - ۱۰۳، ۱۰۴،

امروہہ - ۳۲۲، ۳۲۷،

اکوڑہ - ۳۳۳،

الہ آباد - ۲۶۴، ۳۲۰،

انقرہ - ۳۳۲،

ایڈنبرگ

(ب)

باغدرہ - ۳۳۵

بٹالہ - ۲۸۷

Marfat.com

بجنور - ۳۵۹، ۳۶۱
بخارا - ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۴، ۱۲۱، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴،
بدخشان - ۱۶۳، ۱۶۶، ۳۰۹،
بدین - ۳۷۴،
بڈھانا، ۳۰۰، ۳۳۵،
برار - ۱۶۵
برہان پور - ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۶۴،
بریلی - ۳۰۰، ۳۲۳، ۳۵۱،
بسطام - ۹۵،
بصرہ - ۳۱۵، ۳۳۸،
بغداد - ۹۴، ۹۶، ۱۱۲، ۱۱۴، ۲۸۸، ۳۱۵، ۳۳۸،
بکسر - ۱۶۵،
بلخ - ۱۶۶، ۱۶۷، ۲۵۳،
بمبئی - ۱۰۲، ۲۸۶، ۳۱۲، ۳۳۸،
بنگال - ۱۶۳، ۱۶۴،
بہرائچ - ۲۹۳،
بھوپال - ۳۰۲، ۳۰۶،
بھیکم پور ۳۰۵،
بیت المقدس - ۳۱۵،
بیجاپور - ۱۶۴، ۱۶۵،

Marfat.com

بیسوارہ - ۲۵۲،

(پ)

پانی پت - ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۹۶، ۳۹۱،
پشاور - ۱۲۳، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۵۹، ۳۸۰،
پلاسی - ۱۶۵،
پنگارو (سکرنڈ) - ۳۷۸،
پھلٹ - ۳۰۰،

(ت)

تاج پور نصر پور - ۱۳۱،
ترکستان
تلسی دادو - ۳۷۹،
تلنگانہ - ۱۶۵،
تنگی - ۳۳۶،
توچخانیان - ۱۰۲
توران - ۱۶۲، ۳۰۹،
تھانہ - ۳۳۶،
تہران - ۱۱۳، ۳۹۵، ۳۹۶،

(ٹ)

ٹکھر (قبہ شریف) - ۳۸۱
ٹنڈو سائیں داد - ۲۳۵، ۳۸۱، ۳۸۳،
ٹنڈو محمد خان - ۳۷۹،

Marfat.com

ٹونک - ۲۹۹،
ٹھٹھہ - ۲۴۳، ۲۱۹، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۷۱،

(ج)

جلال آباد - ۳۷۱،
جہلم - ۳۹۶،
جے پور - ۳۲۵، ۳۲۸،

(چ)

چتوڑ (راجپوتانہ) ۱۶۴
چودھوان (ڈیرہ اسمٰعیل خان) - ۲۰۱، ۳۳۹، ۳۴۱،

(ح)

حسن ابدال - ۳۶۴،
حصار - ۱۰۳،
حضرت کاکا صاحب - ۳۹۵،
حیدرآباد - ۱۴۵، ۱۴۹، ۲۵۱، ۲۶۸، ۲۹۶، ۳۱۸،
حیدرآباد (دکن) ۱۶۵، ۲۳۷، ۲۶۲، ۳۸۱، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۲۱، ۳۲۲

(خ)

خاندیش - ۱۶۴، ۱۶۵،
خراسان - ۱۴۶، ۲۸۸،
خرقان - ۹۵
خوارزم - ۱۲۱،

Marfat.com

خیبر۔ ۳۲۵،
خیرپور۔ ۳۲۸، ۳۶۸

(د)

دادو۔ ۳۶۷، ۳۷۹،
درخان۔ ۴۰۳،
دمشق۔ ۳۱۵،

دولت آباد۔ ۱۶۵،
دہلی۔ (متعدد صفحات میں ذکر آیا ہے)
دیاربکر ترکیا۔ ۱۵۸،
دیر۔ ۲۸۶،
دیوبند۔ ۳۰۰،

(ڈ)

ڈیرہ نوشہرہ فیروز۔ ۳۷۸،
ڈیرہ اسماعیل خان۔ ۹۷، ۱۲۰، ۲۰۱، ۳۳۶، ۳۴۱،
ڈھاڈر۔ ۴۰۳،

(ر)

رام پور۔ ۲۵۹، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۱۲، ۳۲۵، ۳۳۸،
رامتین۔ ۹۹، ۱۲۱، ۳۶۲،
راولپنڈی۔ ۸۱، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۳۶، ۳۳۵، ۳۵۸،
رتر چھتڑ (مکان شریف) ۳۱۷، ۳۷۷،

Marfat.com

رسول پور - ۲۶۸
زنگون - ۱۶۶ روم - ۲۸۸
ریوگر - ۹۷

(ز)

زکوڑی شریف - ۲۳۶، ۳۳۷،
زدب - ۴۰۴،

(س)

سَاماڑو (ضلع تھرپارکر) ۲۶۳، ۳۹۰،
سبحاول - ۳۶۴،
سراناں (پشن) ۴۰۳،
سرھنا - ۳۰۰،
سرہند - ۱۰۵، ۲۳۲، ۲۳۶، ۲۴۳، ۲۹۸، ۳۳۵، ۳۶۶، ۳۸۰،
سرونج - ۳۰۳،
سکھر - ۳۹۶،
سماس - ۹۹،
سمرقند - ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۲۳، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۷۷،
سنبھل - ۱۶۶
سوات بُنیر - ۳۲۸، ۳۳۶،
سورت - ۱۶۵،
سہارن پور - ۲۸۵، ۳۰۰،
سہون شریف - ۴۰۷

Marfat.com

سیالکوٹ - ۱۶۸، ۱۱۲، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۴،

(ش)

شاہ پور - ۳۶۰،

شاہجہان آباد - ۲۸۷،
شاہجہاں پور - ۳۰۰،
شرقپورہ شریف - ۲۶۳، ۳۱۸، ۳۴۹، ۳۵۵، ۳۷۶، ۴۰۲،
شکارپور - ۳۷۱، ۳۷۳، ۳۸۱،
شیراز - ۱۴۶،

(ط)

طائف - ۱۵۳،
طوس - ۹۶،

(ع)

عثمان پورہ - ۳۶۴،
علی گڑھ - ۱۶۱، ۱۷۳، ۱۷۶، ۲۷۱، ۳۰۵، ۳۷۴،

(غ)

غازی آباد - ۳۰۰،
غجدوان - ۹۷
غزنین - ۴۱۱

(ف)

فتح آباد - ۱۴۴
فرغانہ - ۱۶۳،
فرکت - ۱۶۱

Marfat.com

فیض آباد- ۳۹۶،

(ق)

قاہرہ- ۳۰،
قریہ (کھل کوٹلہ) ۴۰۰،
قریہ سوخار- ۹۹،
قصر ہندوان- ۹۹، ۱۰۰، ۱۴۴،
قصور- ۳۵۱، ۳۵۴، ۳۵۶، ۳۵۷،
قلات- ۳۳۸،
قندھار- ۱۶۳، ۱۶۴، ۳۳۸، ۳۷۱، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۸۶، ۴۰۱،
قلعہ فیروز آبادی- ۱۰۵،
قنوج- ۱۶۳،

(ک)

کابل- ۱۰۴، ۱۶۳، ۱۶۵، ۲۴۰، ۲۵۰، ۳۳۲، ۳۳۸،
کلاچی- ۳۴۱،
کاظمین- ۳۱۵،
کانپور- ۲۹۳،
کراچی- ۹۴، ۱۲۳، ۱۶۷، ۲۲۵، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۴، ۲۲۳، ۲۸۶ (اور متعدد جگہ)
کرنال- ۳۵۷، ۳۹۱،
کش- ۱۴۴، ۱۶۶، ۲۶۴،
کشم بدخشاں ۲۳،
کشمیر- ۱۰۴، ۱۶۶، ۲۶۴،

Marfat.com

کردستان - ۳۳۸،
کلکتہ - ۳۱۲ ، ۳۷۹ -
کول - ۲۹۳،
کوٹلہ شریف - ۳۱۸، ۳۵۹، ۳۶۱،
کوہاٹ - ۳۳۳ ،
کوہ مری - ۳۹۵ ،
کھاہی کھنڈا - ۳۷۸ ،
کیرت پور - ۳۵۹ ، ۳۶۱ ،
کوئٹہ - ۳۸۲ ، ۴۰۶ ،

(گ)

گجرات - ۱۶۴ ، ۲۰۲ ،
گرجستان - ۱۵۷ ،
گڑھ مکٹیشر - ۱۶۶ ،
گڑھی حضرت خیل - ۱۲۳ ،
گوالیار - ۱۶۴ ،
گولکنڈہ - ۱۶۴ ، ۱۶۵ ،
گورداس پور - ۳۱۸ ، ۳۷۷ ،
گندگر پہاڑ - ۳۳۵ ،
گوہلہ - ۳۹۱ ،

(ل)

لاڑکانہ - ۳۷۹ ،

Marfat.com

لاہور۔ ۲۷، ۳۱، ۱۰۵، ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۷۵، ۲۲۲ (اور متعدد صفحات میں ذکر آیا ہے)
لندن۔ ۱۴۶، ۱۴۸، ۲۹۳،
لکھنؤ۔ ۱۶۶، ۲۳۹، ۲۵۲، ۲۹۳،
لواری شریف۔ ۳۷۴،
لورالائی۔ ۴۰۰
لونی۔ ۳۴۱،
للہ شریف۔ ۳۵۹،

(م)

ماتلی۔ ۳۷۹،
مالوہ۔ ۱۶۴،
ماوراءالنہر۔ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۶۲، ۱۶۶، ۳۴۸،
مستونگ۔ ۴۰۱،
مٹیاری۔ ۳۷۹،
مخ۔ ۲۶۴،
مرادآباد۔ ۲۴۴، ۳۲۲، ۳۲۸،
مرادنگر۔ ۳۰۰،
مدائن۔ ۹۳، ۳۱۵،
مدراس۔ ۱۶۵
مدینۃ المنورہ۔ ۹۳، ۲۲۴، ۲۳۹، ۲۷۰، ۲۹۹، ۳۰۵، ۳۱۲، ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۵۔
مرغنہ۔ ۳۳۹،
مظفرنگر۔ ۳۰۰، ۳۳۵،

Marfat.com

مکران
مکہ معظمہ - ۲۰۳، ۲۷۰، ۳۰۵، ۳۶۶، ۳۸۴،
منڈی (کچھ) - ۳۷۸،
مرہو بولاخان - ۳۷۹،
موہڑہ شریف - ۳۳۵، ۳۶۲، ۳۹۵،
موسیٰ زئی شریف - ۹۷، ۱۲۰، ۳۳۹، ۳۴۱،
موضع انجیر فغفی - ۹۸،
میرٹھ - ۳۰۰،
مالاکنڈ ایجنسی - ۳۳۶،

(ن)

نوشہرہ - ۳۷۹،
نیویارک - ۱۸،

(و)

وخش

(ہ)

ہاشم خیل بانڈھ (سرحد) - ۱۳۴۴،
ہالاکندھی
ہرات - ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷،
ہمدان - ۹۶،
ہوگلی - ۱۶۵،
ہلتغور - ۱۰۲،

Marfat.com

(ی)

یملم بندرلیٹ (لیس) ۳۰۲، ۳۰۶،
یوسف زئی (باغستان)۔ ۳۳۳،

Marfat.com

اسماء الکتب

آثار القیامت - ۲۷۹،
آداب السالکین - ۱۳۴،
آداب المریدین (رسالہ) - ۲۰۹،
آداب سالک کا ضمیمہ - ۳۱۸،
آگاہی امیر کلال - ۹۹

اثبات النبوہ (رسالہ) - ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۰۹،
اثبات رفع سبابہ - ۲۳۳،

احسن التقویم - ۳۲۵
احقاق (رسالہ) - ۲۹۶،
احوال بزرگان - ۲۸۸
احیا العلوم - ۵۳، ۲۵۰، ۳۰۴،
احیاء علوم الدین - ۱۱۰،

اخلاق محسنی - ۱۵۶
ادب الدین والدنیا - ۴۸

Marfat.com

اذکار (رسالہ) - ۲۸۹
ارشاد المترشدین - ۲۹۲
ارشاد المصلحین - ۴۰۵
ارشاد السالکین - ۴۰۵
ارشادِ رحیمیہ - ۲۶۸، ۲۷۰،
ارغانِ اعظم جاہی - ۳۲۲
ارکانِ اسلام (رسالہ) - ۳۰۳
ارشاد الطالبین - ۲۹۶،
اُردو (رسالہ) - ۲۶۷
اذکارِ معصومیہ (رسالہ)
ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء ۲۷۲،
اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید - ۱۰۹،
اسرار الجمعہ - ۲۶۲،
اسرار الحقیقۃ - ۳۵۱،
اسرار خودی - ۳۷،
اسرار الفقر - ۲۶۲، ۲۶۳،
اسرار المحبۃ - ۲۸۰
اسراریہ - ۱۷۵،

Marfat.com

اشعۃ اللمعات - ۱۵۱ ،

اصحاب الکرم - ۲۰۹ ،
اطیب النغم - ۲۷۲ ،
افادۃ المصلی - ۳۰۳ ،

الاصول الاربعۃ فی تردید الوہابیہ - ۳۸۳ ،
الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل - ۳۹ ،
الاسانید العالیہ مع صور الشہادۃ - ۳۱۵ ،
الاشارۃ الی البشارۃ - ۳۸۳ ،
الانصاف فی بیان سبب الاختلاف - ۲۷۲ ،
الانہار الاربعۃ در بیان سلاسل اربعہ - ۳۰۵ -

البدور البازغۃ - ۲۷۲ -
البلاغ المبین - ۲۷۲ ،
البنقیات من الطبقات - ۳۱۶ ،
التفہیمات الالٰہیہ - ۲۷۲ ، ۲۷۴ ،
التیسیر (تیسیر المنان) ۱۳۷

الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف
الحجۃ فی مسئلۃ اللحیۃ والقبضۃ - ۳۱۵

Marfat.com

الخیر الکثیر- ۲۷۲
الخیر المزید فی اعراب الآیہ وکلمۃ التوحید- ۳۱۵،

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین- ۲۷۲،
الذکر الشریف در اثبات مولد منیف- ۳۰۵،

السیف المسلول (وصیت نامہ) ۲۹۶،

الصراط المستقیم- ۱۷۶،

الطاف القدس- ۲۷۲، ۲۷۶،

الفاظ چند- ۳۵۱،
الفرقان (رسالہ) ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۶،
الفوز الکبیر فی تفسیر اصول التفسیر ۲۷۱،

القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ- ۱۴۸،
القول السدید- ۱۷۶،
القول الجمیل- ۲۷۲، ۲۷۵،
القول السنی فی الذب عن الشیخ عبد الغنی- ۳۱۵،
العقائد الصحیحہ ۳۸۳،

Marfat.com

الکواشی - ۱۳۸
المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیہ - ۲۷۲،
المقدمۃ السنیۃ ۳۱۶،
المجموعۃ السنیۃ ۳۱۶،
المحبوبیۃ المحمودیۃ - ۳۶۹،
المسلسلات - ۲۷۲،
المسوی من الموطا - ۲۷۱،

المصطفیٰ (رسالہ) - ۳۹۶،
المصفی شرح موطا - ۲۷۱،
المنقذ من الضلال - ۱۱۰،

امام اعظم ابوحنیفہؒ - ۳۱۶،

انسان العین فی مشائخ الحرمین - ۲۷۲،
انساب الانجاب - ۳۸۳،
انشائے روشن خطبات - ۳۸۸،
انفاس رحیمیہ ۲۷۰،
انفاس الاکابر ۲۹۳،
انفاس العارفین - ۲۱۲
انفاس قدسیہ - ۱۳۴

Marfat.com

انفاس نفیسہ (رسالہ) - ۶۷، ۱۴۹،
انوار سہیلی - ۱۵۶،
انوار الضمائر - ۲۹۳،
انوار معصومیہ - ۲۲۵، ۲۳۲، ۲۵۰، ۳۹۲،
انیس الطالبین وعدۃ الطالبین - ۱۳۳، ۱۴۶، ۱۵۸،
انیس المریدین - ۳۸۳،
انیسہ (رسالہ) ۶۷، ۱۴۳، ۱۴۵،
اوراد فضلیہ، ۳۴۵،
ایضاح الطریقۃ - ۲۸۸،
۱۳- Encyclopaedid of Religion and Ethics
Aliterary History of Persia, III,
بحر الرائق شرح کنز الدقائق (فقہ) - ۲۸۴،
بخاری شریف - ۲۱۴،
بدایع الشرایع - ۲۶۲،
بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید - ۳۱۵،
برکات الاحمدیہ الباقیہ - ۲۳۷،
برہان جلی - ۲۶۲
بستان المحدثین - ۲۷۷،
بشارات مظہریہ - ۲۹۳،
بیاض نظم و نثر - ۳۵۲،
بیضاوی - ۲۲۴، ۲۴۲،

Marfat.com

بیان توحید (رسالہ) ۱۶۸
بیان سورۃ اخلاص (رسالہ)
بیان سورۃ الناس۔ (رسالہ) ۱۶۸
بیان سورۃ الشمس (رسالہ) ۱۶۸،
بہارستان ۔ ۱۵۱،
بہرام و بہروز ۔ ۱۱۵،
بہجتہ الاسرار ۔ ۲۴۴،
بیان وہو محکم ۔ ۱۶۸،
بہائیہ (رسالہ) ۔ ۱۳۶،
تاریخ ابن عساکر۔ ۵۳،
تاریخ اسلامیہ ۔ ۳۸۶،
تاریخ ادبیات ایران ۔ ۱۴،
تاریخ الانبیا۔ ۲۴۱،
تاریخ بغداد۔ ۴۹،
تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک ۔ ۱۶۸
تاریخ تولد خواجہ عبداللہ مبارک ۔ ۱۶۸
تاریخ دمشق ۔ ۴۹،
تاریخ زین الاخبار ۔ ۳۶۴،
تاریخ مصر ۔ ۵۳،
تاریخ ملازادہ ۱۳۶،
تاریخ غربیہ ۔ ۱۵۸،

Marfat.com

تاریخ مقالات - ۱۱۵،
تاریخ نیشاپور - ۴۹،
تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیا - ۲۷۱،
تاریخ نظم و نثر فارسی - ۱۱۹،
تنبیہ الغافلین - ۲۷۹،
تحریر اقلیدس - ۲۲۴،
تحفہ اثنا عشریہ - ۲۷۷
تحفہ دستگیر بجواب اثنا عشریہ - ۳۵۶،
تحفہ زواریہ - ۳۰۵،
تحفہ رسولیہ - ۳۵۱، ۳۵۲،
تحفۃ العلوم - ۴۰۴،
تحفۃ الکرام - ۳۶۷،
تحفۃ الابرار - ۱۵۰،
تحفۃ الاحرار
تحفۃ الطاہرین - ۳۶۴،
تحقیق الحق المبین فی رد الوہابین
تحقیق تقدیس الوکیل - ۳۵۶،
تحقیق صلوٰۃ الجمعہ - ۳۵۶،
تحقیقات (در عرفان و اخلاق و سلوک) - ۱۳۴،
تحقیقات اللواری - ۳۷۵،
تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینہ - ۳۵۶،

Marfat.com

تخمیس بر قصیدہ شاہ ولی اللہ۔ ۴۸۰،
تذکرہ خانوادہ ولی اللہی۔ ۲۸۰، ۲۹۹،
تذکرۃ الاولیا۔ ۱۵۵،
تذکرہ العلما فی بیان الاتقیا۔ ۳۸۳،
تذکرہ بابر۔ ۱۶۱،
تذکرہ صوفیائے بلوچستان۔ ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵،
تذکرہ صوفیائے سرحد ۳۳۳، تذکرہ اولیائے سندھ ۳۶۷، ۳۷۳
تذکرہ علمائے ہند۔ ۳۰۰،
ترجمہ مبدار و معاد۔ ۳۹۱،
ترجمہ معارف الدنیہ۔ ۳۹۱،
ترجمہ مکتوبات معصومیہ (جلد، اوّل، دوم، سوم) ۳۹۱،
ترجمہ دعائے قنوت۔ ۱۶۸،

تشدید القوس۔ ۵۳،
تصحیح ترجمہ روضہ قیومیہ۔ ۳۲۱،
تعرف۔ ۳۰،
تعلیقات عوارف (رسالہ) ۲۰۹،
تصنیف شریف۔ ۶۳،
تعدیلات المخمسہ المتحریہ۔ ۲۷۹،

تفسیر الفتوحات الالہیہ۔ ۲۸۴،

Marfat.com

تفسیر نبیاں - ۲۸۴،
تفسیر دمیاطی - ۲۸۴،
تفسیر رّوفی یا تفسیر مجدّدی - ۳۰۳،
تفسیر زادالمسیر - ۲۸۴،
تفسیر حسینی - ۱۵۶،

تفسیر سواطع الالہام - ۲۰۵، ۳۴۸،
تفسیر سلمی - ۲۸۴،
تفسیر سورۃ الفاتحہ - ۱۳۲،
تفسیر سورۃ من حزب الملک والنساء، ۱۳۳،
تفسیر سورۃ ہشتگانہ - ۱۳۳،
تفسیر سورۃ یاسین - ۱۳۳،

تفسیر ماوردی - ۲۸۴،
تفسیر معالم التنزیل - ۲۸۴،
تفسیر مظہری - ۲۹۶،

تفسیر عین المعانی - ۲۸۴،
تفہیمات الٰہیہ
تفسیر کشاف - ۱۳۷، ۱۳۸،
تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) ۱۳۸،

Marfat.com

تفسیر لباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن - ۲۸۴
تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی) ۲۷۷،
تقویۃ الایمان - ۳۸۳،
تقریر الصلوٰۃ - ۲۸۴،
تقویم خیری - ۳۱۵،
تقریر دلپذیر فی شرح عدیم النظیر - ۲۷۷،
تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل ۳۵۶،
تکمیل الاذہان - ۲۷۹،
تکملہ مقالات الشعرا - ۳۶۷،
توضیح العقائد - ۳۱۸،
توضیح دلائل وتشریح ابحاث فریدکوٹ - ۳۵۶،
توزک بابری
توریت - ۳۸ - تہافت التہافت ۱۱۰
تہلیلہ (رسالہ) ۲۰۸، ۲۰۹،
تہلیلیہ (رسالہ) ۳۸۳،
پردہ پرداخت و پردگی شناخت - ۱۷۶،
پنج گنج - ۳۸۳،
پیر و مرشد کے سندھی اشعار کا عربی ترجمہ اور شرح ۳۷۷،
جامع الفوائد - ۱۷۶

Marfat.com

بدعت الاسباق۔۴۰۵
جامع الکلام۔۱۳۴،
جامع صیفر۔۵۲،
جذب وسلوک (رسالہ) ۲۰۹،
جمع کمالات نبوّت اور درۃ التاج ۲۵۰،
جمع الجمع ۱۷۶،
جنات ثمانیتہ۔۲۶۲،
جنود اللہ۔۲۶۲،
جواہر مجدّدیہ۔ ۳۲۱، ۳۲۴،
جواہر معصومیہ ۔ ۳۲۰، ۳۲۳،
جواہر قضیہ رد نیچریہ ۔ ۳۵۶،
جواہر ہاشمیہ ۔۳۲۱،
جواہر علویہ۔ ۳۰۱، ۳۰۳،
جواہر نفسیہ۳۸۸،
چہار چمن۔ ۲۶۲، ۲۶۳،
حل حدیث ۔ ۲۷۲،
حاشیہ بر بعضے اقوال تفسیر بیضاوی۔۲۶۲

حالات مشائخ نقشبندیہ مجدّدیہ۔ ۱۲۷، ۲۵۲، ۲۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱
حجۃ اللہ البالغتہ۔۲۷۲، ۲۷۳،
حدیقہ ۔ ۳۶۳،

Marfat.com

حدیقۃ الحقیقۃ (متصوفانہ مثنوی) ۱۱۳، ۱۱۵،

حرز الامان من فتن الزمان - ۱۵۷،
حزب البحر - ۲۷۵،
حسنات الحرمین - ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۹، ۲۳۲، ۲۵۰،
حضرات القدس - ۵۶، ۶۸، ۹۴، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۴، (اور متعدد جگہ)
حضرت مجدد الف ثانیؒ - ۱۰۶، ۲۱۰، ۳۹۱،
حضرت مجدد اور ان کے ناقدین - ۳۱۶،
حقائق تفسیر - ۱۳۳،
حقیقت نماز (رسالہ) - ۱۶۸،
حلۃ العرش - ۲۷۹،
حلیہ مبارک حضرت نبی کریمؐ - ۳۵۱،
حیاتِ باقیہ - ۱۶۷
حیات سعیدیہ - ۳۹۱،
حقیقت الصلوٰۃ - ۲۸۴،

حضرات القدس - ۲۳۷، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۸۹، ۳۲۱،

خردنامہ سکندری - ۱۵۰،
خریطہ جواہر - ۲۸۵،

Marfat.com

خزائن المودۃ - ۲۶۲،
خزینۃ الاصفیا - ۱۲۷، ۳۴۹، ۳۵۴،
خزینۃ المعارف - ۲۵۰،
خزینۃ المعرفت - ۳۵۷،

خسرو شیریں - ۱۵۰،
خطبات سندھی ۳۸۸
خطبات حضوری - ۳۵۱
خلاصۃ المعارف - ۲۳۳،
خلفائے راشدین - ۲۳،

خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادگان خلفاً - ۱۶۶، ۱۷۲،
خواجگان نقشبند، ۱۵۹،
خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب ۱۳۳،
خودنوشت حالات (مخطوطہ) - ۲۹۳،
خیابان سرہندی - ۳۸۷،
خیر الکلام - ۲۶۲،
خیر المقابل فی رویۃ الہلال (رسالہ) ۳۱۵

دراحوال شاہ نقشبند (رسالہ) ۲۸۹،
دار المعارف - ۳۰۳

Marfat.com

دارالاسرار فی تحیۃ سید ابرارؐ - ۲۴۱ ،

درجات الابرار ۲۴۳ ،

درر - ۴۹

در رد اعراضات شیخ عبدالحق - ۲۸۹ ،

در رد مخالفین حضرت مجدّد - ۲۸۹

در زمان ومکان (رسالہ) ۱۳۴

در ذکرِ مقامات ومعارف و واردات حضرت مجدد (رسالہ) ۲۸۹ ،

در شرحِ رباعیات موسومہ سلسلہ احرار (رسالہ) ۱۶۸ ،

درطریقہ شریفہ شاہ نقشبند (رسالہ) ۲۸۹ ،

درقواعد تجوید (رسالہ) ۳۸۳ ،

درلاثانی - ۳۲۵ ، ۲۲۶ ،

دین الٰہی اوراس کا پس منظر - ۵-۲ ،

دمغ الباطل - ۲۸۰ ،

دیوانِ حضوری - ۳۵۱ ،

دیوانِ روشن فارسی اورسندھی ۲۸۸ ،

دیوانِ سنائیؒ - ۱۱۳ ،

دیوانِ فارسی ۲۸۵

راحت القلوب - ۲۸۴ ،

راگ درپن (رسالہ) ۲۶۴

Marfat.com

راہِ نجات - ۲۷۹،
راہ نامہ - ۴۰۴،
راہنمای عقدہ کشا (رسالہ) - ۱۵۵،
رباعیات - ۱۳۳،
رباعیات وفردیات (رسالہ) ۱۶۸
رجم الشیاطین براغلولات البراہین - ۳۵۶،

رد روافض - ۲۰۸، ۲۰۹، ۳۱۶،
رسالہ درباب قصیدہ ابن فارض ۱۳۴
رسالہ فی اثبات شق القمر والبطال براہین الحکمتہ ۲۸۰،
رسالہ فی التاریخ - ۲۸۰،
رسالہ فی المنطق - ۲۸۰،
رسالہ فی باب حجتہ الجمعتہ فی القریٰ - ۳۸۳،
رسالہ فی تحقیق الالوان - ۲۸۰،
رسالہ فی تحقیق الحکمتہ
رسالہ فی طریق ذکر الخفی - ۱۳۴،
رسائل خمسہ - ۲۷۷،
رسائل مسبعہ سیارہ - ۲۸۹،
رسائل مشاہیر نقشبندیہ ۶۷، ۱۱۲،
رشحات عین الحیات، ۵۶، ۸۴، ۱۰۰، ۱۲۲، ۱۲۴،
رفع سبابہ (رسالہ) ۲۲۵،

Marfat.com

رفیق الطلاب - ۳۰۰
رکنِ دین - ۳۱۸،
رمز الاقطاب (عرفان) ۱۳۴،
روائح - ۲۴۴،
روح الصلوٰۃ - ۳۱۸،
روضۃ السالکین - ۱۵۸
روضۃ المحبین (دہ نامہ) ۱۴۶،
روضۃ الشہدا - ۱۵۶،
روضۃ النواظر - ۲۴۴،
روضۃ القیومیہ - ۲۵۸، ۳۰۸، ۳۶۴،
ریاض الادویۃ فوایدالاخیار
ریڈیائی تقاریر - ۹۲،

زادالحاج - ۳۵۱،
زبدۃ الفقہ - (جلد اول، دوم، سوم) ۳۹۱،
زبدۃ المقامات - ۱۰۶، ۱۶۷، ۲۲۱، ۲۳۷، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۸۹، ۳۴۷،
۳۴۸، ۳۶۴
زہد - ۵۳،

ساقی نامہ (مثنوی) ۱۶۸
سبحۃ الاسرار " ۱۵۰
سبیل الارشاد - ۲۶۲

Marfat.com

سخن راست-۱۳۳،
سخن شعرار ۳۰۲،
سراج العاشقین-۳۶۹، ۳۷۰،
سرالشہادتین - ۲۷۷،
سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون - ۲۷۲
سطعات - ۲۷۲
سعید البیان فی مولد سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰۵، ۳۰۶
سفرنامہ ایران - ۳۹۰
سفرنامہ بستان - ۲۸۳،
سفرنامہ بلاد اسلامیہ - ۳۹۰،
سفر حجاز درخانی - ۴۰۴

سفینۂ خوشگو ۲۶۶،
سکندرنامہ - ۱۵۰،
سلالۃ المرورۃ فی تجویز اسمار المشہورہ ۲۳۱،
سلامان و ابسال ۱۵۰،
سلسلۃ العارفین - ۱۵۹،
سلسلۃ الذہب (مثنوی) ۱۵۰، ۵۲۰،
سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث ۲۶۲،

Marfat.com

سلسلہ قبلہ چشتوی - ۴۰۴،
سلسلہ پیران طریقت - ۱۶۸
سمت قبلہ (رسالہ) ۲۷۹
سنن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ ۳۲۰،
سندھ یونیورسٹی ریسرچ جرنل - جلد ششم - ۱۵۳، - سفرات الاتقیا ۱۴۴
سیر احمدی - ۲۴۲، ۲۴۳،
سیر العباد (مثنوی) ۱۱۵
سیرۃ النبیؐ - ۳۲،
شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات - ۲۷۱،
شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان - ۲۷۶، ۲۸۲،
شرح بخاری تراجم ابواب صحیح بخاری - ۲۷۲،
شرح تکملۃ الورد المحمدی - ۳۷۵،
شرح حکم شیخ عطا اللہ سکندری - ۳۸۳،
شرح رباعیات - ۳۰۸
شرح رباعیات حضرت خواجہ بزرگ ۲۶۲،
شرح عقائد مع حاشیہ خیالی - ۲۲۴،
شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب مجددی - ۲۶۲،
شرح کلمہ تسبیح - ۲۶۲،
شرح کلمہ تہلیل - ۲۶۲،
شرح گلستان سعدی - ۲۵۱،
شرح مطالع مع حاشیہ میر - ۲۲۴،

Marfat.com

شرحِ ملاجامی۔ ۲۷۰،
شرحِ مواقف۔ ۲۴۲،
شرحِ وصایائے (مثنوی) ۱۱۵،
شریفیہ (رسالہ) ۶۷،
شعب الایمان ۵۲،
شفاء الامراض، ۳۸۳،
شمائل شریف۔ ۴۰۴،
شواہد النبوۃ۔ ۱۵۱،
شواہد التجدید۔ ۲۶۲،
شرح فصوص الحکم۔ ۱۳۳،

صحائفِ تسخہ۔ ۲۶۲،
صَرفِ میر۔ ۱۴۵،
صفحات الانوار من مقامات الاخیار۔ ۲۴۰،
صقال الضمائر۔ ۳۷۵،
صورت نماز (رسالہ) ۱۶۸،

طبقات حسامی۔ (تذکرہ مشائخ)۔ ۱۷۴
طبقات مشائخ۔ ۱۳۳
طریق النجات۔ ۳۸۳، ۳۸۵،
طریق التحقیق۔ ۱۱۵،

Marfat.com

طریق بیعت واذکار (رسالہ) ۔ ۲۸۹،
طریقہ نقشبندیہ (رسالہ) ۱۷۶،
طریق الاصول فی شریعۃ الرسولؐ ۔ ۲۴۱،
ظفر المقلدین ۔ ۳۵۶،
ظہور اللمعہ فی ظہر الجمعہ ۔ ۳۵۶
عارف نامہ (رسالہ) ۹۷، ۱۲۰،
عجالہ نافعہ ۔ ۲۷۷،
عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس ۔ ۲۷۷،
عشق نامہ ۱۱۵،
عضدی مع حاشیہ سید الشریف
علمار المسلمین والوہابیون ۲۱۰،
علم حدیث ۲۰۹،
علم میراث (رسالہ) ۳۵۱،
عقل نامہ ۱۱۵،
عقائد از خواجہ پارسا ۔ ۱۳۴
عقد الجید فی بیان احکام الاجتہاد والتقلید ۲۷۲،
عمدۃ البیان اعلان مناقب النعمان رضؓ ۳۵۶،
عمدۃ السلوک ۔ ۷۳، ۱۰۷، ۱۶۰، ۳۳۸، ۳۹۱، ۴۰۸،
عمدۃ الفقہ (جلد اول، دوم، سوم، چہارم) ۳۹۱،
عمدۃ الفقہ (بزبان عربی) ۳۹۲

Marfat.com

عمدۃ المقامات، ۳۸۱
عوارف المعارف۔ ۳۰۴
عوامل احمدیہ ۳۲۱،
علمائے ہند کا شاندار ماضی۔ ۳۰۰،
غزلیات کا دیوان۔ ۳۰۱،
غروۃ المقلدین۔ ۳۵۶،

فتاوی درخانی۔ ۴۰۴۔
فتاوی عالمگیری۔ ۲۶۸
فتاوی عزیزی۔ ۲۷۷، ۲۷۹،
فتح الخبیر بمالابۃ من حفظ فی علم التفسیر۔ ۲۷۱،

فتح الرحمٰن بدفع کید قادیانی ۲۵۶
فتح الفتح ۳۷۷،
فتح القدیر۔ ۳۹۲،
فتوح الحرمین ۳۲۵،
فردوس ۵۲

فصل الخطاب لوصل الاحباب۔ ۱۳۴،
فصول ستہ (در علم حدیث) ۱۳۴،
فوائد عثمانی۔ ۳۴۱،

Marfat.com

فیصلہ پنج مسئلہ - ۳۱۶،
فیض عام - ۲۶۲،
فیوض الحرمین - ۲۷۲، ۲۷۳،
فوائد ضابطہ در اثبات رابطہ - ۳۰۵،

قرآن پاک - ۲۰۴، ۲۷۲، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۵۴، ۳۵۲، ۳۹۱، ۴۰۳
قدسیہ (رسالہ) ۶۱، ۶۲، ۶۷، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶،
قدیم اُردو - ۲۸۳،

قرۃ المعین فی التفصیل الثمین - ۲۷۲،
قصص برحق - ۲۶۲،
قصیدہ یمنیہ در رد قصیدہ شیخ الرئیس ۲۸۰،
قصیدۂ معراجیہ ۲۸۰

قشیریہ (رسالہ) ۳۰، ۵۲، ۹۶، ۳۰۴۔

کارنامۂ بلخ - ۱۱۵،
کحل الجواہر - ۲۵۳، ۲۵۸،

کشف الخفا - ۱۱۸، ۴۹، ۵۱، ۵۳،
کشف الاسرار (اصول فقہ) ۲۸۴،

Marfat.com

کشف سور عن مسئلہ طواف القبور - ۳۵۶
کشف المحجوب - ۲۹، ۱۱۳،
کشفیہ (رسالہ) - ۱۳۴،
کلمات از خواجہ محمد پارسا ۴۳۳،
کلمات طیبات - ۲۸۶
کلام گرہوڑی - ۲۷۷،
کنز الاخبار - ۴۰۴
کنز الہدایت - ۲۵۵، ۳۴۹،
کیمیائے سعادت - ۱۱۰،

Great Philosophers - ۱۸، ۱۹
گاتھا - ۱۴،
گراں مایہ مثنویات تصوّف - ۳۲۲،
گلدستہ مناجات ۳۹۱،
گلستان - ۱۵۱،
گلشنِ وحدت - ۲۶۲، ۲۶۳، ۳۳۵، ۳۳۶،
گنج فقر (مثنوی)
گیتا - ۱۶،
لآلی - ۵۱،

لطائف مدنیہ ۲۶۲،

Marfat.com

لطائف الطوائف۔ ۱۵۷،
لغات القرآن ۳۸۳،

لمعات۔ ۱۵۱
لمعات ۲۷۲،
لمعات من نفحات القدس۔ ۱۵۹،
لوامع ۱۵۱
لوائح ۱۵۱
لوائح خانقاہِ مظہریہ۔ ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۶،
لیلیٰ مجنون۔ ۱۵۰،

مآخذ الاقویٰ (رسالہ) ۲۹۶،
ماذا قال الائمۃ فی ابن تیمیہ۔ ۳۶۵،
مالابد منہ۔ ۲۹۶

مباحث ومسائل۔ ۱۹، ۲۷، ۳۹،
مبدأ ومعاد (رسالہ)۔ ۶۹، ۹۲، ۱۰۱، ۲۰۸، ۲۰۹،
مبلغ الرجال ۱۷۵،

مثنوی اسرار۔ ۳۰۱، ۳۰۲،
مثنوی رومی کا خلاصہ۔ ۳۲۶،

Marfat.com

مثنوی گنج فقر۔ ۱۶۸، ۱۷۰،
مثنوی گل نامہ ۳۷۷،
مثنوی محمود و ایاز ۱۵۷،
مثنوی مولانا روم ؒ ۳۰۴،
مثنوی قبل از زماں درویشی۔ ۱۶۸،

مجمع الاولیا (مسائل شیوخ) ۲۴۳،
مجمع البحرین۔ ۲۵۳، ۲۵۸،
مجموعہ خیر البیان۔ ۳۱۵،
مجموعہ سوانحات۔ ۳۲۰،
مجموعہ مکتوبات حضرت مظہر۔ ۲۹۳
مجموعہ فتاویٰ۔ ۲۷۹،

محبوبیہ در بمناقب مرشد خود۔ ۱۲۴

مخرج عقائد نوری۔ ۳۵۶،
مخزن الاسرار۔ ۱۵۰
مخزن العلوم۔ ۳۸۴
مخزن الاسلام۔ ۳۳۳
مراقبات (رسالہ)۔ ۲۸۹،
مراتب الوصول۔ ۳۰۳،

Marfat.com

مراتب ذکر اور ان کے نتائج - ۳۹۷،
مرزا مظہر اور ان کا اُردو کلام - ۲۸۶،
مزارات اولیائے دہلی ۲۸۲،
مسائل اربعین ۳۰۶،
مسلک العارفین در رد منا قب نقشبندیہ ۱۳۴
مسلک العارفین ۱۱۹،
مسئلہ ضبطِ ولادت ۳۱۶،

مشاہیر (رسالہ)
مشکوٰۃ ۲۲۴،
مصارع العشاق - ۴۸،
مطبوعہ کلیات باقی باللہ ۱۶۷
مطول مع حاشیہ میر - ۲۲۴،

معارف لدنیہ - ۲۰۸، ۲۰۹،
معجزاتِ شریفہ - ۴۰۴،
معنی الجود (رسالہ) ۱۶۸،
معنی بسم اللہ (رسالہ) ۱۶۸،
معمولات مظہری - ۲۹۳، ۲۹۴،
معصوم کے مکتوبات کا خلاصہ ۳۲۵،

Marfat.com

معیارالسلوک - ۳۲۵،

مفردات القرآن - ۲۸، ۳۱، ۳۴،

مقالات شبلیؒ ۲۸۶،

مقامات اخیار - ۳۱۶،

مقالات الشعراء ۳۶۴،

مقامات امام ربانیؒ - ۳۵۹، ۳۶۱،

مقاماتِ خیر - ۳۱۱، ۳۱۶،

مقاماتِ مظہریؒ - ۲۸۶، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۶،

مقدمۃ العلم - ۲۷۹،

مقاماتِ فضلیہ - ۳۹۱،

مقاصد - ۴۹،

مکائدُ الشیطان - ۵۳،

مکاتیب شریفہ - ۲۸۶،

مکاتیب شریفہ مظہر عجائب - ۲۸۸، ۲۸۹،

مکاتیب شریفہ - ۳۵۲،

مکاتیب طیبہ - ۳۵۱،

مکاتیب مرزا مظہر - ۲۹۶،

مکاشفاتِ عینیہ - ۹۴، ۲۰۹، ۲۳۲،

مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلاثہ - ۲۷۲،

Marfat.com

مکتوبات امام ربّانی رح - ۳۰۴، ۳۰۴، ۳۲۴، ۳۵۵،
مکتوبات بنام مولوی محمد صالح کنجاہی - ۳۵۲

مکتوبات بنام یارانِ خود - ۳۵۲،
مکتوبات سرسید - ۲۸۴
مکتوبات شاہ ولی اللہ - ۲۸۵،
مکتوبات مع مناقب امام بخاری ابن تیمیہ - ۲۷۲
مکتوباتِ معصومیہ - ۷۱، ۷۶، ۲۳۶، ۲۵۵، ۲۶۵،
مکتوبات گلشنِ وحدت

ملفوظات - ۶۷، ۱۷۶، ۲۷۷،
ملفوظات حضرت شاہ غلام علی - ۳۵۲،
منہی الایجاز - ۲۴۹
مناجاتِ صغیر - ۲۶۲،
مناجاتِ کبیر - ۲۶۲
مناہج السیر و مدارج الخیر - ۳۱۵،
منثور الدرر فی فضائل السور - ۲۶۲،
منبع سبابہ (رسالہ) - ۲۶۲
منہج الالبانی السلام علی الانبیا والرضا عن الاولیا - ۳۱۶،

منیر التوحید - ۵۲،

Marfat.com

منہاج المریدین - ۱۵۶
مولود محمود - ۳۱۸،
موسومہ تحقیقات - ۲۲۴،
موضح القرآن - ۲۸۳،
مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان - ۳۱۶،
مونس المخلصین - ۳۸۴،
موید الفضلا - ۳۶۴،

مینائے مصطفائی - ۳۹۷

میر زاہد (حاشیہ)
میزان العقائد - ۲۷۷،
نام حق - ۳۴۹،
نزہۃ الخواطر - ۲۳۳،
نسائی شریف - ۳۴،
نسمات القدس من حدیقۃ الانس ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱،
نسیم چمن - ۳۸۸،
نشر العطر - ۲۶۲،
نصرۃ الاسرار فی جواب الاشتہار - ۳۵۶،
نظامیہ (رسالہ) ۳۵۱
نقد التصوص - ۱۵۱
نقش حیات - ۲۷۹،

نحو میر - ۱۴۵،

Marfat.com

نکات الاسرار۔ ۲۳۳،
نفحات الانس۔ ۱۲۲، ۱۵۱، ۱۵۸، ۱۷۶، ۲۴۰، ۲۴۵،
نفحات الاہیہ۔ ۱۷۶۹،
نورالاسلام (رسالہ)۔ ۲۷، ۲۶۳، ۳۱۸، ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۴۹، ۳۵۵،
نواقص الروفض۔ ۶۳،

والدیہ (رسالہ) ۱۴۹،
وحدت الوجود (رسالہ) ۳۱۶،
وصال احمدی (رسالہ) ۲۴۴،
وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ۲۴۷،
وسیط التفسیر الوسیط ۲۸۴،
ہدایت الطالبین۔ ۲۳۴، ۳۰۰،

ہدیۃ الشیعیین۔ ۳۵۶
ہمعات۔ ۳۷۲
ہشت شرائط نقشبندیہ۔ ۷۳،
ینابیع الحیوٰۃ الابدیہ۔ ۳۷۳، ۳۷۴،
یواقیت الحرمین۔ ۲۳۲، ۲۵۰،
یوسف زلیخا۔ ۱۵۰،

Marfat.com

Marfat.com